طبقات کبیر

جزو خامس حصہ دوم

سلسلۂ مطبوعات علمیہ جامعہ عثمانیہ

طبقات کبیر

جزو خامس (حصہ دوم)

طبقۂ مہاجرین رض

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبد اللہ العمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ م ۱۳۵۳ف م ۱۹۴۴ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
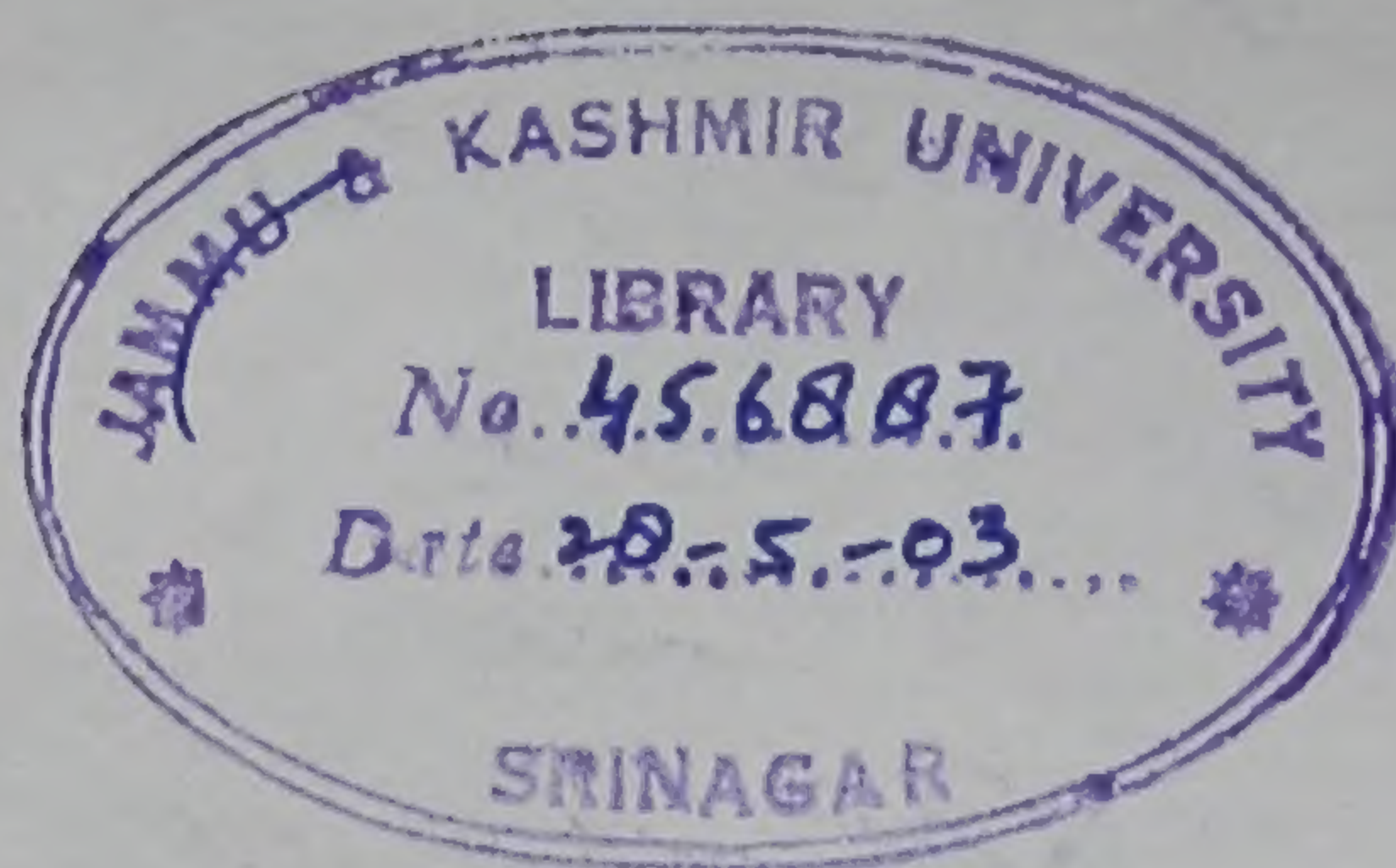
فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو خامس حصۂ دوم

(طبقۂ مہاجرین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا عماد من لا عماد لہ

رب انعمت علی فزد

طبقۂ اولیٰ

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ انصار و مہاجرین اور اُن کے اخلاف و متبعین

اہل علم، و فقہ، و روایت

اسماء، و صفات، و نسب، و کنیت تا بحد علم

محمد بن سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں:
میں نے یہ حالات حسب ذیل راویوں کی سند سے لیے ہیں۔
عروہ، عکرمہ، عاصم بن عمر بن قتادہ، یزید بن رومان، موسیٰ ابن محمد ابن ابراہیم بن الحارث التیمی عن ابیہ، عبد المجید بن عبس عن ابیہ، محمد بن جبیر

ابن مُطعم سعید بن عبد الرحمٰن بن رُقیس، ان کے علاوہ ایسے راویوں سے بھی میں نے روایت کی ہے جو علمائے مدینہ سے ملے تھے۔

علیٰ ہذا، ابو معشر نجیح المدینی، محمد بن اسحاق (بہ دو سلسلہ) موسیٰ ابن عقبہ، زکریا بن زید بن سعد الاشہلی، زکریا بن یحییٰ بن ابی الزوائد السبعی ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن محمد بن عمار بن یاسر، ابراہیم بن نوح بن محمد الظفری، علاوہ بریں اُن راویوں سے بھی روایت کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے، اور نقیبوں کی تعداد و نام، نیز اُن لوگوں کی تعداد و نام سے بھی باخبر تھے جنھیں شرف صحبت نبوی حاصل ہوا تھا۔

وکذلک، ابو نُعیم فضل بن دُکین، معن بن عیسی الاشجعی القزاز، ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی عن ابیہ وغیرہم من اہل العلم۔

ان سب صاحبوں نے مجھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق، نیز طبقۂ تابعین کے علما و فقہا و رواۃ و محدثین کے متعلق، جو کچھ بھی بتایا اُن سب کو میں نے یکجا کر لیا۔ جہاں تک اُن کے نام مجھے معلوم ہوئے حسب موقع و محل بیان کر دیے۔

تذکرہ طبقۂ اولیٰ

جو غزوات نبوی سے پہلے ایمان لائے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے

یہ تمام حضرات اُن مہاجرین اوّلین میں سے تھے جنھیں اپنے

مقامات سے جدا ہونا پڑا، ہجرت کرنی پڑی، جلا وطن ہونا پڑا، مال و منال چھن گیا اور دولت سے جدا کر دیے گئے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار بھی تھے جو دارالاسلام و دارالایمان (مدینۂ مبارکہ) میں مقیم تھے۔

مزید براں ان سب کے حلفا و موالی۔

اور وہ جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔

غزوۂ بدر میں مہاجرین میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے جو بنی ہاشم ابن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر میں سے تھے، فہر تک قریش کا اجتماع ہے، ابن مالک بن النضر ابن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان جو بنی اسماعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الطیب المبارک سید المسلمین و امام المتقین، رسول رب العلمین ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی، آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ابن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں قاسم تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہوئی بعثت سے پہلے پیدا ہوئے ایک فرزند عبد اللہ تھے، وہی طیب و طاہر تھے، ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے اور چار صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ تھیں، ان سب صاحبزادوں اور

صاحبزادیوں کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں، وہ سب سے پہلی بیوی تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ ۳

آپ کے ایک فرزند ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ان کی والدہ ماریہؓ قبطیہ تھیں، جن کو (بطور ہدیہ) مقوقس شاہ اسکندریہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولد اکبر قاسمؓ تھے، ان کے بعد زینبؓ پھر عبداللہؓ، ام کلثومؓ فاطمہؓ اور رقیہؓ، قاسمؓ کا انتقال ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے مکے میں سب سے پہلی میت آپ کی تھی، بعد کو عبد اللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا کہ ان کی نسل منقطع ہو گئی، یہ ابتر (بے نام ونشان) ہو گئے، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ان شانئک ھو الابتر" (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے)۔

ذی الحجہ ۸ھ میں آپ کے فرزند ابراہیم مدینۂ منورہ میں ماریہؓ سے پیدا ہوئے اور صرف اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پا گئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کی ابتدا ۲۸ صفر چہار شنبے کو میمونہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر ہوئی آپ کی وفات (صلوات اللہ علیہ) ۱۲ ربیع الاول دو شنبے ۱۱ھ کو ہوئی، سہ شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد مدفون ہوئے ہجرت کے بعد مدینے میں آپ کا دس سال قیام رہا، اس سے قبل بعثت سے ہجرت تک مکۂ مکرمہ میں قیام رہا، آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، عام الفیل میں، یعنی جس سال ابرہہ بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے ہاتھیوں کا لشکر لایا تھا اسی سال ولادت ہوئی

تریسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی (صلوات اللہ علیہ)۔

حمزہؓ بن عبد المطلب

خطاب اسد اللہ و اسد رسولہ تھا، آنحضرتؐ کے چچا تھے (رضی اللہ عنہ) سلسلۂ نسب یہ تھا: حمزہؓ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی، اُن کی والدہ ہالہ بنت اُہَیب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب بن مرّہ ہیں، اُن کی کنیت ابو عمارہ تھی۔

اُن کے لڑکوں میں سے ایک یعلیٰ تھے جن کی وجہ سے حمزہ کی کنیت ابو یعلیٰ تھی، ایک فرزند عامر تھے جو لا ولد مر گئے، ان دونوں یعلیٰ و عامر کی والدہ دختر الملۃ بن مالک بن عبادہ بن حجر بن فائد بن حارث ابن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں جو قبیلۂ اوس کے انصار میں سے تھے۔

ایک فرزند عمارہ بن حمزہؓ تھے جن کے نام سے اُن کی کنیت ابو عمارہ تھی، عمارہ کی والدہ خولہ بنت قیس بن قہد انصاریہ تھیں، جو ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی اولاد میں سے تھیں۔

اُمامہ بنت حمزہؓ آپ کی صاحبزادی تھیں، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس، اسما بنت عمیس الخثعمیہ کی بہن تھیں۔

یہ امامہ وہی ہیں جن کی پرورش کے بارے میں علیؓ اور جعفرؓ اور زیدؓ بن حارثہ نے جھگڑا کیا تھا، ان میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ اُس کے پاس رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کیا، اس لیے کہ اُن کی خالہ اسما بنت عمیس اُن کے پاس تھیں (یعنی اُن کی زوجہ تھیں)۔

اُمامہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن ابی سلمہ

ابن عبد الاسد مخزومی سے کر دیا اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم کو تمھارا حق مل گیا، قبل اس کے کہ امامہ کو اپنے پاس رکھیں وفات پا گئے۔

عمارہ، فضل، زبیر، عقیل اور محمد، یعلی بن حمزہ کے لڑکے تھے جو لاولد مر گئے، حمزہ بن عبد المطلب کے بیٹے باقی رہے اور نہ پوتے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل، عدی بن الحمراء اور ابن الاصداد نے برا کہا، آپ کو گالیاں دیں اور ایذا پہنچائی، حمزہ بن عبد المطلب کو معلوم ہوا تو غضبناک ہو کر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابوجہل کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا، حمزہؓ اسلام لائے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو قوت ہو گئی، یہ واقعہ نبوت کے چھٹے سال ۶ نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے کے بعد ہوا۔

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ جب حمزہؓ بن عبد المطلب نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، محمد بن صالح اور عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

عبد اللہ بن محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ بن عبد المطلب اور زیدؓ بن حارثہ میں عقد مواخاۃ کر دیا، غزوۂ احد میں جب شریک ہوئے تو زید کو وصیت کی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو سب سے پہلے حمزہؓ بن عبد المطلب ہی کے لیے جھنڈا باندھا اور تیس سواروں کے ہمراہ سریے پر روانہ کیا، وہ لوگ اس قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جو شام سے آکر مکے کی طرف واپس جا رہا تھا، اس میں تین سو سواروں کے ہمراہ ابوجہل بن ہشام بھی تھا، حمزہؓ واپس ہوئے اور ان لوگوں کے درمیان

جنگ نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی خبر متفق علیہ ہے کہ سب سے پہلا جھنڈا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا حمزہ بن عبدالمطلب کے لیے تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ بدر میں حمزہ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ غزوۂ بنی قینقاع میں رسول اللہ کا لوا حمزہؓ نے اٹھایا اور اُس روز رایات نہ تھے۔ ہجرت کے بتیسویں مہینے جنگ اُحد میں شہید ہوئے (رحمہ اللہ)۔ اُس روز انسٹھ سال کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سال بڑے تھے۔

وہ ایسے آدمی تھے جو نہ بلند بالا تھے نہ پست قد، اُنھیں وحشی بن حرب نے شہید کیا، اُن کا پیٹ چاک کر کے جگر لے لیا اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس لایا، اُس نے اُسے چبا کے پھینک دیا، پھر وہ آئی اور حمزہؓ کو مُثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹ لیے) اور اُن سے دو کڑے، دو بازو بند اور دو پازیب بنائیں، وہ اُن چیزوں کو اور اُن کے جگر کو مکّے میں لائی۔

حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا، جو اتنی چھوٹی تھی کہ سر ڈھانکتے تو دونوں قدم کھل جاتے، اور پاؤں ڈھانکتے تو چہرہ کھل جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چہرہ ڈھانک دو، آپ نے اُن کے پاؤں پر حرمل، جو ایک گھاس ہے، رکھ دی۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش ایک قبر میں دفن کیے گئے حمزہؓ عبداللہ بن جحش کے ماموں تھے۔

حمزہؓ کی قبر میں ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور زبیرؓ اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی قبر پر بیٹھ گئے، اور فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ حمزہؓ کو غسل دے رہے ہیں، اس لیے کہ وہ اُس روز حالت جنابت میں تھے۔

اُس روز حمزہؓ شہدا میں سب سے پہلے شخص تھے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، آپ نے اُن پر چار تکبیریں کہیں، پھر اور شہدا اُن کے پاس جمع کیے گئے، جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اُسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا، پھر اُن پر اور اُس شہید پر نماز پڑھی جاتی تھی، اس طرح اُن پر ستر مرتبہ نماز پڑھی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد الاشہل میں اپنے مقتولین پر رونے کی آواز سنی تو فرمایا: حمزہؓ کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں، سعد بن معاذ نے سنا تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس آئے اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر روانہ کر دیا، وہ حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اُن عورتوں کے لیے دعا فرمائی اور انھیں واپس کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک انصار میں سے کوئی عورت اپنی میت پر نہیں روئی تا وقتیکہ پہلے وہ حمزہؓ پر نہ رولی ہو۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب معاویہؓ نے یہ ارادہ کیا کہ احد میں نہر جاری کریں، جو انھی کے نام سے منسوب ہوئی تو نہر نکالنے والوں نے انھیں لکھا کہ ہم اُسے شہدا کی قبور ہی سے نکال سکتے ہیں اور کہیں سے نہیں نکال سکتے، معاویہؓ نے لکھا کہ اُن کی قبریں کھود ڈالو، راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ شہدا دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے لوگوں کی گردنوں پر اٹھائے جا رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ سو رہے ہیں، حمزہؓ بن عبد المطلب کے

پاؤں میں پھاوڑہ لگ گیا تو اُس سے خون نکل آیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے چچا کی بیٹی، دختر حمزہؓ سے کیوں نہ نکاح کر لیجیے کیوں کہ وہ قریش بھر میں بہت خوبصورت یا بہت حسین جوان ہیں، آپ نے فرمایا اے علیؓ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے حمزہؓ میرے رضاعی (دودھ شریک) بھائی ہیں، اور اللہ نے جو نسب سے حرام کیا وہی رضاع سے بھی حرام کیا ہے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے کیا ہوا کہ میں قریش کی عورتوں میں آپ کا میلان دیکھتا ہوں اور ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے، آپ نے فرمایا "تمھارے پاس کچھ ہے" انھوں نے کہا کہ "ہاں، حمزہؓ کی بیٹی" فرمایا "وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں۔"

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں اور رضاع سے وہی حرام ہے جو نسب سے حرام ہے۔

عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ انھیں جبریل کو اُن کی اصلی صورت میں دکھائیں، فرمایا: تمھیں طاقت نہیں ہے کہ انھیں دیکھو، انھوں نے کہا "کیوں نہیں" فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو، پھر جبریل کعبے میں اُس لکڑی پر اترے جس پر مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے وقت اپنے کپڑے رکھ دیتے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا اپنی نظر اٹھاؤ اور دیکھو، انھوں نے دیکھا تو اُن کے دونوں قدم مثل زمرد کے سبز تھے، وہ بیہوش ہو کے گر پڑے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم مجھے حمزہؓ کو بلا دو، وہ ان سب سے زیادہ مشرکین کے قرابتدار تھے۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ اُحُد کے روز حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو تلواروں سے جنگ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ (اللہ کا شیر) ہوں، یہ کہتے اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے، وہ اسی حالت میں تھے کہ یکایک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے، انھیں وحشی اسود نے دیکھ لیا، ابو اسامہ نے کہا کہ اس نے انھیں نیزہ کھینچ کے مارا اور قتل کر دیا، اسحاق بن یوسف نے کہا کہ پھر حبشی (وحشی) نے انھیں نیزہ یا برچھا مارا اور ان کا پیٹ چاک کر دیا۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اُحد کے دن لشکروں کے ہمراہ آئی، اس نے نذر مانی تھی کہ اگر حمزہ بن عبدالمطلب پر قادر ہوگی تو ان کا جگر کھائے گی، جب یہ صورت ہوئی کہ حمزہؓ پر مصیبت آگئی تو مشرکین نے مقتولین کو مثلہ کر دیا، وہ حمزہؓ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے، ہند اسے لے کے چباتی رہی کہ کھا جائے مگر جب نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو تھوک دیا، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے، محمد نے کہا کہ ہند مسکینہ پر یہ سختیاں تھیں۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ یوم اُحد میں ابو سفیان نے کہا کہ مقتولین کو مثلہ کیا گیا ہے جو بغیر میرے مشورے کے ہوا، نہ میں نے حکم دیا نہ منع کیا، نہ میں نے پسند کیا نہ ناپسند، مجھے برا معلوم ہوا اور اس سے کچھ خوشی نہ ہوئی۔

راوی نے کہا کہ لوگوں نے دیکھا تو حمزہؓ کا پیٹ چاک تھا،

اُن کا جگر ہند نے لے کے کھانا چاہا مگر اس پر وہ قادر نہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے اُس میں سے کچھ کھایا، لوگوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کو منظور نہیں کہ وہ حمزہؓ کا کوئی جزو آگ میں داخل کرے۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز فرمایا کہ حمزہؓ کی قتلگاہ کس نے دیکھی، ایک شخص نے کہا، اللہ آپ کو غالب کرے، میں نے اُن کا مقتل دیکھا ہے آپ نے فرمایا، چلو اور ہمیں دکھاؤ، وہ شخص روانہ ہوا اور حمزہؓ کے پاس کھڑا ہو گیا، اُس نے اُنھیں اس حالت میں دیکھا کہ پیٹ چاک ہے اور اُنھیں مثلہ کر دیا گیا ہے، اُس نے کہا، یا رسول اللہ واللہ اُنھیں تو مثلہ کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا، آپ مقتولین کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

میں ان سب پر گواہ ہوں، اُنھیں مع اُن کے خونوں کے کفن دے دو، کوئی مجروح ایسا نہیں ہے جسے راہ خدا میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے روز اُس حالت میں نہ آئے کہ اُس کا خون بہتا ہو، رنگ اُس کا خون کا ہو اور خوشبو اُس کی مشک کی، اُنھیں آگے کرو جو زیادہ قرآن جانتے تھے، پھر اُنھیں لحد میں رکھ دو۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے روز حمزہ بن عبد المطلب کے پاس اُس مقام پر کھڑے ہوئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے آپ نے ایسا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کا دل دکھانے والا ہوتا، دیکھا کہ اُنھیں مثلہ کر دیا گیا تھا، فرمایا "تم پر اللہ کی رحمت ہو، تم ایسے تھے کہ معلوم نہیں ایسا صلۂ رحم کرنے والا، خیرات دینے والا، کوئی اور ہو، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمھارے بعد لوگوں کو رنج ہوگا تو میں یہ پسند کرتا کہ تمھیں بغیر کفن و دفن کے

چھوڑ دوں کہ اللہ مختلف جانوں سے تمہارا حشر کرے، بیشک مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے بدلے ان میں سے ستر آدمیوں کا ضرور ضرور مثلہ کروں"۔

جبریل علیہ السلام اُس وقت، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے سورۂ نحل کی آخری آیتیں لے کے اُترے: "وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ" سے آخر آیات تک، (اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برا سلوک کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے نہایت بہتر ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا، اُس سے باز آگئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا، اور صبر کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یوم احد میں حمزہؓ قتل کیے گئے تو اُن کی بہن صفیہ انھیں تلاش کرنے آئیں، انھیں معلوم نہ تھا کہ وہ کیا ہوئے وہ علیؓ اور زبیرؓ سے ملیں، علیؓ نے زبیرؓ سے کہا کہ اپنی ماں سے بیان کردو، زبیرؓ نے کہا کہ نہیں، تم اپنی پھوپھی سے بیان کردو، صفیہ نے پوچھا کہ حمزہؓ نے کیا کیا، لیکن دونوں نے حقیقت حال چھپائی اور ظاہر کیا کہ وہ نہیں جانتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور فرمایا کہ مجھے صفیہ کی عقل پر اندیشہ ہے، اپنا ہاتھ اُن کے سینے پر رکھ کے دعا کی تو صفیہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور روئیں۔

آپ آئے اور حمزہؓ کے پاس کھڑے ہوگئے جن کو مثلہ کردیا گیا تھا، فرمایا: اگر عورتوں کی بے صبری نہ ہوتی تو میں حمزہؓ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا، تاکہ وہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھائے جاتے،

مقتولین کے متعلق حکم دیا اور اُن پر نماز پڑھنے لگے، آپ نو شہیدوں کو اور حمزہؓ کو یکجا رکھتے، اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہتے، پھر وہ اُٹھا لیے جاتے اور حمزہؓ چھوڑ دیے جاتے، دوسرے نو کو لایا جاتا، آپ اُن پر تکبیر کہتے، یہاں تک کہ آپ سب سے فارغ ہوگئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ احد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے چچا حمزہؓ پر گزرے جن کی ناک کاٹ دی گئی تھی اور انھیں مثلہ کر دیا گیا تھا، فرمایا: اگر صفیہ اپنے دل میں رنج نہ کرتیں تو میں انھیں چھوڑ دیتا کہ چوپائے خوراک کھا لیتے اور وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اُٹھائے جاتے۔

انھیں ایک چادر میں کفن دیا گیا، جب اُن کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو دونوں پاؤں کھل جاتے تھے اور جب وہ پاؤں پر کھینچ دی جاتی تھی تو اُن کا سر کھل جاتا تھا، کپڑے کم تھے اور مقتولین زیادہ، ایک اور دو اور تین آدمیوں کو ایک چادر میں کفن دیا جاتا، آپ تین اور دو آدمیوں کو ایک قبر میں جمع کرتے اور پوچھتے کہ ان میں سے کون قرآن زیادہ جانتا ہے، جو قرآن زیادہ جانتا اُس کو لحد میں مقدم کرتے۔

عروہ سے مروی ہے کہ حمزہؓ بن عبد المطلب کو ایک چادر میں کفن دیا گیا۔

خباب نے کہا کہ حمزہؓ کو ایک چادر میں کفن دیا گیا، اُن کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں باہر ہو جاتے، اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا، اُن کا سر ڈھانک دیا گیا اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دی گئی۔

ابی اُسید الساعدی سے مروی ہے کہ میں حمزہؓ کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، جب لوگ چادر کھینچتے تھے تو اُن کے دونوں قدم کھل جاتے تھے اور قدموں پر کھینچتے تھے تو اُن کا چہرہ کھل جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے اُن کے چہرے پر کر دو اور پاؤں پر اس درخت کے پتے کر دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا تو اصحاب رو رہے تھے، فرمایا: تمھیں کیا چیز رلاتی ہے، کہا گیا یا رسولؐ اللہ ہم آج آپ کے چچا کے لیے ایک کپڑا بھی ایسا نہیں پاتے جو

انھیں کافی ہو جائے، فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ گشت زاروں کی طرف نکلیں گے، اُن میں وہ کھانا، کپڑا، سواری (یا آپ نے فرمایا سواریاں) پائیں گے، اپنے اعزہ کو لکھیں گے کہ ہمارے پاس آجاؤ کیونکہ تم ایسی زمین میں ہو جو بے گیاہ ہے، حالانکہ مدینہ اُن کے لیے زیادہ بہتر ہے اگر وہ جانتے ہوتے، جو اُس کی سختی و شدت پر صبر کرے گا میں قیامت کے روز اُن کا شفیع یا شہید ہوں گا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ بنت عبد المطلب اس طرح آئیں کہ اُن کے ہمراہ دو چادریں تھیں، جو یہ چاہتی تھیں کہ اُن دونوں میں اپنے بھائی حمزہ بن عبد المطلب کو کفن دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ بن العوام سے، جن کی وہ ماں تھیں اور وہ اُن کے بیٹے تھے، فرمایا کہ اس عورت کو سنبھالو، وہ اُن کے سامنے گئے کہ انھیں واپس کردیں، صفیہ نے کہا کہ اسی طرح میں جاؤں گی نہ تمھارے لیے زمین ہو نہ تمھارے لیے مال، ہ حمزہؓ کے پاس پہنچ گئیں، اتفاق سے اُن کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش تھی، حمزہؓ کو اُن دونوں میں سے جو چادر بڑی تھی اُس میں کفن دیا گیا اور انصاری کو دوسری چادر میں۔

اشعث سے مروی ہے کہ حسنؓ سے سوال کیا گیا کہ آیا شہدا کو غسل دیا جائے گا، تو انھوں نے کہا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے ملائکہ کو حمزہؓ کو غسل دیتے ہوئے دیکھا[۱]۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] اس جواب میں مغالطہ ہے، اس لیے کہ اول تو حمزہؓ کا غسل اُن کے بحالت جنابت ہونے کی وجہ سے تھا، دوسرے وہ بھی کسی انسان نے انھیں غسل نہیں دیا، ملائکہ نے دیا اس لیے کسی شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا جیسا کہ حمزہ اور دوسرے شہدا کو غسل نہیں دیا گیا، اگرچہ ملائکہ غسل دیں کیونکہ وہ ہماری شریعت کے مکلف نہیں ۱۲۔

شہدائے احد پر دس دس پر اس طرح نماز پڑھی کہ ہر دس کے ساتھ حمزہؓ پر نماز پڑھتے تھے۔

عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ پر نماز پڑھی، آپ نے اُن پر نو مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا، آپ نے اُن پر سات مرتبہ تکبیر کہی، پھر دوسری جماعت کو لایا گیا تو اُن پر آپ نے پانچ مرتبہ تکبیر کہی، یہاں تک کہ آپ اُن سب سے فارغ ہو گئے، سوائے اس کے کہ آپ نے تکبیر طاق مرتبہ کہی۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ کو رکھا، اُن پر نماز پڑھی، انصار کے ایک آدمی کو لایا گیا، انھیں اُن کے پہلو میں رکھا گیا، آپ نے اُن پر نماز پڑھی، پھر وہ انصاری اُٹھا لیے گئے اور حمزہ رہنے دیے گئے یہاں تک کہ اُس روز آپ نے اُن پر ستر نمازیں پڑھیں۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہؓ بن عبد المطلب پر نماز پڑھی، ایک شخص کو لایا گیا اور اُسے رکھا گیا، آپ نے اُن دونوں پر ملا کے نماز پڑھی، اُس شخص کو اُٹھایا گیا اور دوسرے کو لایا گیا، آپ برابر یہی کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے اُس روز حمزہؓ پر ستر نمازیں پڑھیں۔

ابو الضحیٰ سے مروی ہے کہ انھوں نے اللہ جل ثناءہ کے اس قول "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون" (اور اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ نہ سمجھ، وہ زندہ ہیں جنھیں اُن کے پروردگار کے پاس رزق دیا جاتا ہے) میں کہا کہ یہ آیت شہدائے احد کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیت "ویتخذ منکم شہداء" (تاکہ اللہ تم میں سے شہید بنائے) بھی انھیں کے بارے میں نازل ہوئی، اُس روز ستر مسلمان شہید ہوئے، چار مہاجرین میں سے

حمزہؓ بن عبد المطلب، مصعب بن عمیر جو بنی عبد الدار کے بھائی تھے، شماسؓ بن عثمان المخزومی اور عبیدؓ اللہ بن جحش الاسدی، بقیہ انصار میں سے تھے۔

قیس بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے ابو ذرؓ کو قسم کھاتے سنا کہ یہ آیات "ھذان خصمان اختصموا فی ربھم" فالذین کفروا (یعنی یہ دو فریق ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، جن لوگوں نے کفر کیا تو اُن کے لیے آگ کے کپڑے بیونتے جائیں گے) سے "ان اللہ یفعل ما یرید (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) تک بدر کے دن اِن چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں، حمزہؓ بن عبد المطلب، علیؓ بن ابی طالب، عبیدہؓ بن الحارث، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولیدؓ بن عتبہ۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے لوٹے تو آپ نے بنی عبد الاشہل کی عورتوں کو اپنے شہدا پر روتے سنا، فرمایا: تمھارے لیے حمزہؓ بھی ہیں کہ اُن کے لیے رونے والیاں نہیں ہیں، انصار کی عورتیں آپ کے پاس جمع ہوئیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے بیدار ہوئے تو وہ رو رہی تھیں، فرمایا: اُن کا بھلا ہو، وہ اب تک یہیں ہیں، انھیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

عطا بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد سے فارغ ہوئے تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں پر گزرے، اُنھیں اُن لوگوں پر روتے سنا جو اُحد میں شہید ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حمزہؓ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، سعد ابن معاذ نے سنا تو بنی عبد الاشہل کی عورتوں کے پاس گئے اور اُنھیں حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جائیں اور حمزہؓ پر روئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا رونا سنا تو فرمایا، یہ کون ہیں، کہا گیا کہ انصار کی عورتیں، آپ اُن کے پاس نکل کر آئے

اور فرمایا واپس جاؤ آج کے بعد رونا جایز نہیں ہے۔
زہیر بن محمد کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر برکت کرے، تمھاری اولاد پر اور تمھاری اولاد کی اولاد پر، اور عبدالعزیز ابن محمد کی روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) اللہ تم پر رحمت کرے، تمھاری اولاد پر اور تمھاری اولاد کی اولاد پر۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُحد سے واپس ہوئے تو اس حالت میں گزرے کہ بنی عبدالاشہل کی عورتیں اپنے مقتولین پر رو رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمزہؓ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں، سعد بن معاذ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی عورتوں کو روانہ کر دیا اور انھیں مسجد کے دروازے پر اس حالت میں لائے کہ وہ حمزہؓ پر رو رہی تھیں، عایشہؓ نے کہا کہ ہم لوگ بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حالاں کہ ہم لوگ رو رہے تھے، آپ بیدار ہوئے اور آخری نماز عشا پڑھ کے سو گئے، حالاں کہ ہم لوگ رو رہے تھے، پھر آپ بیدار ہوئے آواز سنی تو فرمایا: میں انھیں اس وقت تک نہیں دیکھتا ہوں؟ ان سے کہو کہ واپس جائیں، آپ نے اُن کے لیے اُن کے شوہر اور اُن کی اولاد کے لیے دعا کی، صبح ہوئی تو آپ نے رونے سے اس شدت سے منع کر دیا جس شدت سے آپ اور کسی شے (ناجایز) سے منع کرتے تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے آئے تو بنی عبدالاشہل پر اس حالت میں گزرے کہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر اُن کی خوبیاں بیان کر کے رو رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حمزہؓ کے لیے کوئی رونے والیاں نہیں؟ انصار کے مرد اپنی عورتوں کے پاس گئے

اور اُن سے کہا کہ تم اپنا گریہ وبیان محاسن حمزہؓ سے بدل دو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر سنتے رہے، آپ کا قیام طویل ہوا پھر آپ واپس ہوئے، صبح کو منبر پر کھڑے ہو کے اس طرح نوحے سے قطعاً منع کر دیا جس طرح بڑی شدت سے کسی ناجائز شے سے منع کرتے تھے، فرمایا: ہر محاسن بیان کر کے رونے والی جھوٹی ہے، سوائے حمزہؓ کے محاسن بیان کر کے رونے والی کے۔

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ جب حمزہ بن عبد المطلب قتل کر دیے گئے تو لوگ اپنے مقتولین پر رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حمزہؓ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں، انصار نے سنا تو انھوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا، وہ اُن پر روئیں، ایک عورت اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے بلند آواز سے روتی ہوئی آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس عورت سے) فرمایا کہ تم نے شیطان کا کام کیا، جس وقت وہ زمین کی طرف پیٹھ کا گیا تھا تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کے بلند آواز سے رو رہا تھا، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ایک دوسرے کو قتل کرے، جو (غم سے) کپڑے پھاڑے اور جو زبان سے ایذا پہنچائے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ فاطمہؓ، حمزہؓ کی قبر پر آ کے اُس کی مرمت اور اصلاح کرتی تھیں[1]۔

---

[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

زیدؓ الحِب

زید الحب بن حارثہ بن شراحیل بن عبد العزی ابن امری القیس ابن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود، عبد ود کے والد نے اُن کا نام بُضمہ رکھا تھا، ابن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات ابن رُقیدہ بن ثور بن کلب بن وَبَرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران ابن الحاف بن قضاعہ، قضاعہ کا نام عمرو ہے، اُن کا نام قضاعہ اس لیے رکھا گیا کہ اس لفظ کے معنیٰ دوری کے ہیں، وہ اپنی قوم سے دور ہو گئے تھے، ابن مالک بن عمرو بن مرہ بن مالک بن حمیر ابن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان، قحطان کی طرف الیمن کا اجتماع ہے۔

زید بن حارثہ کی والدہ سُعدیٰ بنت ثعلبہ بن عبد عامر بن افلت ابن سلسلہ ہیں جو قبیلۂ طے کے بنی معن میں سے ہیں۔

سُعدیٰ والدۂ زیدؓ بن حارثہ نے اپنی قوم کی اس طرح زیارت کی کہ زیدؓ اُن کے ہمراہ تھے، زمانۂ جاہلیت میں بنی القین بن جسر کے ایک لشکر نے ڈاکہ ڈالا، وہ بنی معن کے گھروں پر گزرے، جو والدۂ زیدؓ کی قوم تھی، انھوں نے زیدؓ کو اُٹھا لیا، اُس زمانے میں وہ کم سن قریب بلوغ تھے اور خدمت کے قابل ہو گئے تھے۔

وہ لوگ انھیں بازار عکاظ میں لائے اور بیع کے لیے پیش کیا، انھیں حکیمؓ بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی نے اپنی پھوپھی خدیجہؓ بنت خویلد کے لیے چار سو درم میں خرید لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہؓ سے نکاح کیا تو انھوں نے زیدؓ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لے لیا۔

اُن کے والد حارثہ بن شراحیل نے، جب وہ اُن سے جدا ہو گئے تو اشعار ذیل کہے،

بکیت علی زید ولم ادر ما فعل — احیّ فیرجی ام اتی دونہ الاجل

میں زیدؓ پر رویا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیا ہوا۔ آیا زندہ ہے جس کی امید کی جائے یا اُسے موت آگئی۔

فواللہ ما ادری وان کنت سائلا — اغالک سہل الارض ام غالک الجبل

مگر واللہ مجھے معلوم نہیں، اگرچہ میں تلاش میں ہوں۔ کہ آیا تجھے سطح زمین کھا گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

فیالیت شعری ہل لک الدہر رجعۃ — فحسبی من الدنیا رجوعک لی بجل

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ آیا کسی وقت تو واپس بھی ملے گا۔ میں یہ جان لیتا تو دُنیا بھر کے بدلے تیری واپسی کو کافی سمجھتا۔

تذکرنیہ الشمس عند طلوعہا — وتعرض ذکراہ اذا قارب الطفل

آفتاب اپنے طلوع کے وقت مجھے زیدؓ کی یاد دلاتا ہے۔ اور اُس کی یاد سامنے آجاتی ہے جب تاریکی شب قریب ہوتی ہے۔

وان ہبت الارواح ہیجن ذکرہ — فیا طول ما حزنی علیہ ویا وجل

۲۸ ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اُس کی یاد کو برانگیختہ کرتی ہیں۔ پھر ہائے میرا طول غم و شرمندگی۔

ساعمل نص العیس فی الارض جاہداً — ولا اسام التطواف او تسام الابل

میں روئے زمین پر ہر جگہ اونٹ پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں کوشش کروں گا۔ میں تلاش سے نہ تھکوں گا جب تک اونٹ نہ تھک جائے۔

حیاتی او تاتی علیّ منیتی — وکل امرئٍ فانٍ وان غرہ الامل

میری زندگی رہے یا مجھے موت آجائے۔ اور ہر شخص فانی ہے اگرچہ اُسے امید دھوکا دے

واوصی بہ قیساً وعمراً کلیہما — واوصی یزید ثم من بعدہم جبل

اُس کے متعلق میں قیس اور عمرو دونوں کو وصیت کرتا ہوں۔ اور یزید کو بھی وصیت کرتا ہوں اور ان کے بعد جبل کو۔

جبل سے اُن کی مراد جبلہ بن حارثہ ہے جو زید سے بڑا تھا، اور یزید سے مراد زید کا اخیافی بھائی ہے جو یزید بن کعب بن شراحیل تھا۔ قبیلۂ کلب کے کچھ لوگوں نے حج کیا، اُنھوں نے زیدؓ کو دیکھا، زیدؓ نے

انھیں پہچانا اور اُن لوگوں نے زیدؓ کو پہچانا، زیدؓ نے کہا کہ میرے گھر والوں کو یہ اشعار پہنچا دو، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انھوں نے مجھ پر فریاد کی ہے، اور کہا کہ:

الکنی الی قومی وان کنت نائیا — بانی قطین البیت عند المشاعر

میری قوم کو خبر پہنچا دو، اگرچہ میں دور ہوں۔ کہ میں بیت اللہ میں مشعر حرام کے پاس مقیم ہوں۔

فکفوا من الوجد الذی قد شجاکم — ولا تعملوا فی الارض نص الاباعر

اُس غم سے باز آؤ جس نے تمھیں حزیں کر دیا ہے۔ اور آخری اونٹوں کو زمین میں کام میں نہ لاؤ۔

فانی بحمد اللہ فی خیر اسرۃ — کرام معد کابرا بعد کابر

کیونکہ میں بحمد اللہ شریف خاندان میں ہوں۔ ایسا شریف خاندان جو نسلاً بعد نسلٍ بزرگ رہتا چلا آیا ہے

کلبی لوگ چلے گئے، انھوں نے اُن کے والد کو آگاہ کیا تو انھوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میرا بیٹا موجود ہے؟ انھوں نے اُن سے اُن کا حال، اُن کا مقام اور وہ کس کے پاس ہیں، سب بیان کیا تو حارثہ وکعب فرزندان شراحیل اُن کا فدیہ لے کے روانہ ہوئے دونوں مکے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں، وہ آپ کے پاس گئے اور کہا:

اے فرزند عبد اللہ وعبد المطلب، اے فرزند ہاشمؒ اور اے اپنی قوم کے سردار کے فرزند، تم لوگ اہل حرم ہو، اُس کے ہمسایہ ہو، اُس کے بیت کے پاس ہو، غمگین کو غم سے چھڑاتے ہو اور اسیر کو کھلاتے ہو، ہم تمھارے پاس اپنے بیٹے کے معاملے میں آئے ہیں، جو تمھارے پاس ہے، لہٰذا ہم پر احسان کرو، اور اُس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کرو، ہم فدیے میں آپ کی قدر کریں گے۔

آنحضرت نے فرمایا، وہ کون ہے، انھوں نے کہا زید بن حارثہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیا اس کے سوا کسی اور صورت پر بھی راضی ہو، انھوں نے کہا، وہ کیا، آپ نے فرمایا زیدؓ کو بلاؤ، انھیں اختیار دے دو، اگر وہ تمھیں اختیار کرلیں تو وہ بغیر فدیے کے

تمھارے لیے ہیں، اور اگر وہ مجھے اختیار کریں تو واللہ میں ایسا نہیں ہوں کہ جو مجھے اختیار کرے میں اُس کے لیے کسی اور کو اختیار کروں، اُنھوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں نصف سے زاید دے دیا اور احسان کیا۔

آپ نے اُنھیں بلایا اور فرمایا، کیا تم اُنھیں پہچانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا، ہاں، آپ نے فرمایا یہ دونوں کون ہیں، اُنھوں نے کہا کہ یہ میرے والد اور چچا ہیں، آپ نے فرمایا میں وہ شخص ہوں کہ تم نے جان لیا اور اپنے لیے میری صحبت کو دیکھ لیا، پھر مجھے اختیار کرو یا ان دونوں کو اختیار کرو، زیدؓ نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ آپ پر کسی اور کو اختیار کروں، آپ بجائے میرے ماں باپ کے ہیں۔

اُن دونوں نے کہا، اے زیدؓ تم پر افسوس ہے کہ تم غلامی کو آزادی پر اور اپنے باپ اور چچا اور گھر والوں پر ترجیح دیتے ہو، اُنھوں نے کہا، ہاں میں نے آنحضرت سے کوئی ایسی بات دیکھی ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اُن پر کبھی کسی کو اختیار کروں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وفاداری دیکھی تو اُنھیں حجر اسود کے پاس لے گئے اور فرمایا: اے حاضرین گواہ رہو کہ زیدؓ میرے بیٹے ہیں، میں اُن کا وارث ہوں، وہ میرے وارث ہیں، باپ اور چچا نے یہ واقعہ دیکھا تو اُن کے دل خوش ہو گئے اور دونوں واپس گئے، پھر اُنھیں زیدؓ بن محمدؐ پکارا جانے لگا، یہاں تک کہ اللہ اسلام کو لایا۔ ۲۹

یہ سب ہم سے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے جمیل بن مرثد الطائی وغیرہما سے روایت کی، اُنھوں نے اس حدیث کا کچھ حصہ اپنے والد سے، اُنھوں نے ابی صالح سے، اُنھوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا، اور ابن عباسؓ سے اُس کی اسناد میں کلام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ بنت جحش

ابن رُباب الاسدیہ سے اُن کا نکاح کر دیا، زینبؓ کی والدہ اُمیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم تھیں، زیدؓ نے انھیں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کر لیا۔
منافقین نے اعتراض کیا اور طعنہ دیا کہ محمدؐ بیٹے کی بیویوں کو حرام کہتے ہیں حالاں کہ خود انھوں نے اپنے بیٹے زیدؓ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، اس پر اللہ جل جلالہٗ نے یہ آیت نازل کی "ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین" آخر آیت تک (محمدؐ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیا کے ختم کرنے والے ہیں) اور "ادعوھم لآبائھم" (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو)۔
اُس روز سے وہ بجائے زیدؓ بن محمدؐ کے زیدؓ بن حارثہ پکارے جانے لگے، اور تمام متبنّیٰ اپنے باپ کے نام سے پکارے جانے لگے، مقدادؓ کلبی عمرو کی طرف منسوب ہو گئے جو اُن کے والد تھے، حالاں کہ اس کے قبل انھیں مقدادؓ بن الاسود کہا جاتا تھا، اور الاسود بن عبد یغوث زہری نے انھیں متبنّیٰ بنایا تھا۔
عبد اللہ بن عمرؓ سے زیدؓ بن حارثہ کے بارے میں مروی ہے کہ ہم انھیں زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: "ادعوھم لآبائھم" (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو)۔
زیدؓ بن حارثہ الکلبی مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم زیدؓ بن محمدؐ ہی پکارا کرتے تھے، یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا: "ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ" (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو یہی اللہ کے نزدیک زیادہ مناسب ہے)۔
علیؓ بن حسینؓ سے آیت "ماکان محمد ابا احد من رجالکم" (محمدؐ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں) کے متعلق مروی ہے کہ

یہ زیدؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

ثابت سے مروی ہے کہ زیدؓ بن حارثہ کو زیدؓ بن محمدؐ کہا جاتا تھا۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت حمزہؓ کی حدیث میں زیدؓ بن حارثہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔

۳۰

اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ سے فرمایا کہ اے زیدؓ تم میرے مولیٰ ہو اور مجھ سے ہو میری طرف ہو اور ساری قوم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔

محمد بن الحسن بن اسامہؓ بن زیدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زیدؓ بن حارثہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دس سال کا فرق تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑے تھے، زیدؓ پست قد اور نہایت تیز گندم گوں تھے، ناک چپٹی تھی، اور ان کی کنیت ابو اسامہ تھی

زہری وغیرہم سے پانچ سلسلوں سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ زیدؓ بن حارثہ ہیں۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب زیدؓ بن حارثہ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اترے، محمد بن صالح نے کہا: عاصم بن عمرو بن قتادہ کا بیان ہے کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

عاصم بن عمرو (وغیرہ سے چار سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ اور حمزہؓ بن عبد المطلب کے درمیان، اور زیدؓ بن حارثہ اور اُسید بن حضیر کے درمیان، عقد مواخاۃ کیا۔

شرقی بن قطامی وغیرہ سے مروی ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط، جن کی ماں اَروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب

ابن عبد شمس تھیں، اور اروی بنت کریز کی ماں ام حکیم تھیں، جن کا نام البیضا بنت عبد المطلب بن ہاشم تھا، ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آئیں۔

ام کلثوم کو زبیرؓ بن العوام، زیدؓ بن حارثہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور عمرو بن العاص نے پیام نکاح دیا تو انھوں نے اپنے اخیافی بھائی عثمانؓ بن عفان سے مشورہ کیا، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، وہ آپ کے پاس آئیں، آپ نے زیدؓ بن حارثہ کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیا، انھوں نے زیدؓ سے نکاح کر لیا اور اُن کے یہاں اُن سے زید بن زیدؓ اور رقیہ پیدا ہوئیں، زید تو بچپن ہی میں مر گئے اور رقیہ عثمانؓ کی پرورش میں مر گئیں۔

زیدؓ بن حارثہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور درّہ بنت ابی لہب سے نکاح کر لیا، انھیں بھی طلاق دے دی اور ہند بنت العوام ہمشیرۂ زبیرؓ بن العوام سے نکاح کر لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نکاح اپنی آزاد کردہ باندی اور اپنی کھلائی ام ایمن سے کر دیا اور انھیں جنت کی بشارت دی، ام ایمن کے یہاں اُن سے اسامہ پیدا ہوئے اور اُن کے نام سے ابو اسامہ اُن کی کنیت ہو گئی۔ ۳۱

زیدؓ بدر اور اُحد میں حاضر ہوئے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ المریسیع تشریف لے گئے مدینے پر خلیفہ بنایا، وہ خندق، حدیبیہ اور خیبر میں بھی حاضر ہوئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

ابو الحویرث سے مروی ہے کہ زیدؓ بن حارثہ سات سریوں کے امیر ہو کر روانہ ہوئے، پہلا سریہ القردہ کا تھا، انھوں نے قافلے کو روکا اور اُسے پا لیا، ابو سفیانؓ بن حرب اور سرداران قوم بچ گئے اُس روز فرات بن حیان العجلی گرفتار ہو گیا، وہ قافلے کو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے اُسے پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جہاد کیے، اور زیدؓ بن حارثہ کے ہمراہ نو جہاد کئے، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہم پر امیر بنایا تھا۔

وائل بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے البہی سے سنا کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اس کے زیدؓ ابن حارثہ کو کسی لشکر کے ساتھ نہیں بھیجا کہ انھیں اُن لوگوں پر امیر نہ بنایا ہو، اگر وہ آپ کے بعد رہ گئے تو آپ نے اُنھیں خلیفہ بنایا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ سب سے پہلا سریّہ جس میں زیدؓ روانہ ہوئے سریّہ القَرَدہ ہے، پھر الجموم کی جانب سریہ ہے، اُس کے بعد العیص کی جانب، پھر اُن کا سریہ الطَرَف کی جانب ہے، پھر حسمیٰ کی جانب، اس کے بعد ام قرفہ کی جانب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ موتہ میں اُنھیں لوگوں پر امیر بنایا اور دوسرے امیروں پر مقدم کیا، مسلمانوں اور مشرکوں کا اس طرح مقابلہ ہوا کہ امرا پیادہ لڑ رہے تھے زیدؓ بن حارثہ نے جھنڈا لے لیا اور قتال کیا، لوگوں نے بھی اُن کے ساتھ قتال کیا، مسلمان اپنی صفوں ہی میں تھے، زیدؓ نیزہ مارے جانے سے شہید ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نماز پڑھی اور فرمایا کہ اُن کے لیے دعائے مغفرت کرو، وہ اُس جنت میں داخل ہو گئے جس کی وہ سعی کرتے تھے، غزوۂ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا، جس روز زیدؓ مقتول ہوئے، پچپن سال کے تھے۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیدؓ بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اُن لوگوں کا حال بیان کیا، آپ نے زیدؓ سے ابتدا کی اور فرمایا: اے اللہ زیدؓ کی مغفرت کر، اے اللہ زیدؓ کی مغفرت کر، اے اللہ زیدؓ کی مغفرت کر، اے اللہ جعفر اور عبداللہ ابن رواحہ کی مغفرت کر۔

۳۲ ابو قتادہ انصاری سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امرا کے لشکر کو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم پر امیر زیدؓ بن حارثہ ہیں، اگر زیدؓ پر مصیبت آجائے تو جعفر بن ابی طالب ہیں، اگر جعفر پر مصیبت آجائے تو عبداللہ ابن رواحہ ہیں، جعفرؓ اٹھے اور کہا یا رسول اللہ مجھے یہ اندیشہ نہ تھا کہ آپ مجھ پر زیدؓ کو عامل بنائیں گے، آپ نے فرمایا انھیں رہنے دو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ ان میں کون بہتر ہے۔

خالد بن شمیر سے مروی ہے کہ جب زیدؓ بن حارثہ پر مصیبت (ہلاکت) آگئی تو وہ رونے کے لیے تیار ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا روئے کہ آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں، سعد بن عبادہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ کیا ہے، فرمایا یہ اپنے حبیب کی طرف حبیب کا شوق ہے۔

ابی مرثدؓ الغنوی

ابو مرثدؓ الغنوی حمزہؓ بن عبد المطلب کے حلیف تھے، اُن کا نام کناز بن الحصین بن یربوع بن طریف بن خرشہ بن عبید بن سعد بن قیس ابن غیلان بن مضر تھا، وہ حمزہؓ بن عبد المطلب کے دوست تھے اور بڑے لمبے قد کے آدمی تھے، سر میں بال بہت تھے اور (بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابو مرثد اور عبادہ بن الصامت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابو مرثدؓ الغنوی اور اُن کے بیٹے مرثدؓ بن ابی مرثدؓ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ سعد بن خثیمہ کے پاس اُترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو مرثدؓ بدر، احد اور خندق میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، ابو بکرؓ کی خلافت میں سنہ ۱۲ھ میں بوڑھے ہو کے چھیاسٹھ برس کی عمر میں مدینے میں وفات پائی

مرثدؓ بن ابی مرثدؓ الغنوی

حمزہؓ بن عبد المطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور اوس بن الصامت کے درمیان جو عبادہ بن الصامت کے بھائی تھے، عقد مواخاۃ کیا تھا۔

سعد بن مالک الغنوی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مرثدؓ بن ابی مرثدؓ بدر کے روز اُس گھوڑے پر حاضر ہوئے جس کا نام السبَل تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور الرجیع کی جنگ میں شہادت پائی، وہ اس سریے میں امیر تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کی طرف ہجرت فرمانے کے چھتیسویں مہینے ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی

عمران بن مناخ مولائے بنی عامر بن لوی سے مروی ہے کہ

جب انسہؓ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، عاصم بن عمرو نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انسہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن شہید ہوئے۔

محمد بن عمرو (الواقدی) نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، میں نے اہل علم کو یہ ثابت کرتے دیکھا کہ وہ بدر میں شہید نہیں ہوئے وہ اُحد میں بھی حاضر ہوئے اور اس کے بعد بہت زمانے تک زندہ رہے،

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ انسہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکرؓ صدیق کے عہد خلافت میں انتقال ہوا، وہ سرداروں کی اولاد میں سے اور خالص عربی نہ تھے، اُن کی کنیت ابو مسرح تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ظہر اپنے پاس آنے کی عام اجازت دیتے تھے اور یہی سنت ہے، اسی پر آپ کے مولیٰ انسہؓ بھی قایم تھے۔

ابو کبشہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں، اُن کا نام سُلیم ہے، جو علاقۂ دوس کے غیر خالص عربوں میں سے تھے۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب ابو کبشہ مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے،

عاصم بن عمرو بن قتادہ نے کہا کہ وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ ابو کبشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر واحد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے، عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے پہلے ہی دن اُن کی وفات ہوئی جو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ سہ شنبہ تھا۔

صالح شقران

۳۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، پہلے یہ عبدالرحمٰنؓ ابن عوف کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئے تو آپ نے اُن کو بقیمت لے لیا، وہ حبشی تھے، نام صالح بن عدی تھا، بحالت غلامی بدر میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں قیدیوں پر عامل بنایا، اُن کے لیے حصہ نہیں لگایا، مگر انھیں ہر اُس شخص نے جس کا کوئی قیدی تھا اجرت دی، اس طرح اُنھیں اُس سے زیادہ مل گیا جتنا جماعت کے کسی آدمی کو حصے میں ملا تھا، بدر میں اور بھی تین غلام بحالت غلامی حاضر ہوئے تھے، ایک غلام عبدالرحمٰن بن عوف کا، ایک غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا اور ایک غلام سعد بن معاذ کا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کو اجرت دی اور اُن کے لیے حصہ نہیں لگایا۔

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی جہم العدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولیٰ شقران کو ان تمام اشیاء پر جو اہل مریسیع کے یہاں از قسم اسباب خانہ داری و اسلحہ ومواشی پائے گئے اور تمام بچوں اور عورتوں پر جو اس علاقے میں تھے عامل بنایا، آپ نے اپنی وفات کے وقت اُن کے لیے وصیت فرمائی، وہ اُن لوگوں میں موجود تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ہمراہ آپ کے غسل میں حاضر تھے، جو شقران کے علاوہ

آٹھ تھے۔

عبد المطلب بن عبد مناف بن قصیؔ کی اولاد

عبیدہؓ بن الحارث

ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی اُن کی والدہ سُخیلہ بنت خزاعی تھیں
ابی الحویرث بن حُبیب بن مالک بن الحارث بن حطیط بن جُشم بن قسیؔ جو
ثقیف سے تھے، عبیدہ کی اولاد میں معاویہ، عون، منقذ، الحارث، محمد،
ابراہیم، ریطہ، خدیجہ، سُخیلہ، صفیہ مختلف امہات اولاد (باندیوں) سے
تھے، عبیدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے،
اُن کی کنیت ابوالحارث بھی تھی، وہ متوسط اندام گندم گوں اور
خوبصورت تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبیدہ بن الحارث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے سے پہلے
اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبیدہؓ، طفیلؓ،
حصین فرزندان حارث بن عبد المطلب اور مسطحؓ بن اثاثہ بن المطلب
مکے سے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے، انھوں نے بطن ناجح میں
ملنے کا وعدہ کیا، مسطح پیچھے رہ گئے اس لیے کہ انھیں سانپ نے
کاٹ کھایا، صبح ہوئی تو اُن کے پاس خبر آئی، یہ لوگ اُن کے پاس گئے،
اُن کو الحصاص میں پایا، پھر انھیں لے کر مدینے آئے اور عبد الرحمن
ابن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے۔

۴۵

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن الحارث اور طفیلؓ اور اُن کے دونوں بھائیوں کو وہ مقام بطور جاگیر دے دیا جو اُس روز مدینے میں اُن لوگوں کے وعظ و تبلیغ کا مقام تھا اور بقیع زبیر اور بنی مازن کے درمیان تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہؓ بن الحارث اور بلالؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اور عمیرؓ بن الحمام انصاری سے بھی اُن کا عقد مواخاۃ کیا، دونوں بدر میں قتل کر دیے گئے۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی صعصعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے آنے کے بعد سب سے پہلے جو جھنڈا باندھا وہ حمزہؓ بن عبد المطلب کے لیے تھا، اُن کے بعد عبیدہؓ بن الحارث ابن المطلب کا جھنڈا باندھا اور اُنھیں ساٹھ سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، یہ لوگ ابوسفیان بن حرب بن امیہ سے جو دو سو آدمیوں کے ہمراہ تھا، بطن رابغ کے چاہ احیا پر ملے، اُس روز اُن لوگوں کے درمیان سوائے دور سے تیر اندازی کے اور کچھ نہیں ہوا، اُنھوں نے تلواریں نہیں نکالیں اور نہ ایک دوسرے کے قریب آئے، اُس روز جس نے سب سے پہلے تیر پھینکا وہ سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔

یونس بن محمد الظفری نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن عبیدہؓ بن الحارث کو شیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا، اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الصفراء میں دفن کر دیا، مجھے میرے والد نے عبیدہؓ بن الحارث کی قبر دکھائی تھی جو عین الجدول سے نیچے ذات اجذال کے تنگ راستے پر ہے، اور یہ الصفراء کا حصہ ہے، عبیدہؓ جس روز شہید ہوئے تریسٹھ سال کے تھے۔

طفیلؓ بن الحارث

نام طفیلؓ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا،
اُن کی والدہ سُخیلہ بنت خزاعی ثقیفیہ تھیں، وہی عبیدہ بن الحارث
کی بھی والدہ تھیں، طفیلؓ کی اولاد میں عامر بن الطفیل تھے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیلؓ بن الحارث اور منذر بن محمد بن عُقبہ بن اُحیحہ
ابن الجلاح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا یہ محمد بن عمر کی روایت ہے،
لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ نے طفیلؓ بن الحارث
اور سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث انصاری
کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ طفیلؓ بدر و اُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ستر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں
اُن کی وفات ہوئی۔

۳۶

حصینؓ بن الحارث

حصینؓ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی اور
اُن کی والدہ سخیلہ بنت خزاعی الثقفیہ تھیں، وہی عبیدہؓ اور طفیلؓ
فرزندان حارث کی والدہ تھیں، حصینؓ کی اولاد میں عبد اللہ شاعر تھے،
اُن کی والدہ ام عبد اللہ بنت عدی بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ
ابن قصی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصینؓ بن الحارث
اور رافع بن عنجدہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، یہ محمد بن عمر کی روایت ہے،

لیکن محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ نے حصین اور عبداللہ ابن جبیر برادر خوات بن جبیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا،

محمد بن عمرو نے کہا کہ حصینؓ بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ۳۲ھ میں طفیل بن الحارث کے ایک ماہ بعد اُن کی وفات ہوئی۔

مسطحؓ بن اثاثہ

نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی، کنیت ابو عباد تھی، ان کی والدہ ام مسطح بنت ابی رُہم بن المطلب ابن عبد مناف بن قصی تھیں، وہ بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسطح بن اثاثہ اور زید بن المزین کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، یہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ مسطحؓ بدر و اُحد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے ان کو اور ابن الیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں پچاس وسق غلہ دیا، ان کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ وہ چھپن سال کے تھے[1]

[1] حضرت عثمان رضی اللہ تعالی کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدینؓ) میں ملیں گے۔

۵۹

ابو حذیفہ

ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کا نام ہشیم تھا، والدہ ام صفوان تھیں جن کا نام فاطمہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث الکنانی تھا۔

ابو حذیفہ کی اولاد میں محمد تھا جن کی ماں سہلہ بنت سہیل ابن عمرو بنی عامر بن لوئی میں سے تھیں، یہ وہی شخص تھا جو عثمانؓ بن عفان کے مقابلے میں کھڑا ہوا ان کی مخالفت پر اہل مصر کو برانگیختہ کیا، جس سے وہ لوگ عثمانؓ کے پاس روانہ ہو گئے۔

ایک بیٹا عاصم بن ابی حذیفہ تھا، اس کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن حرب بن امیہ تھیں، ابی حذیفہ کی سب اولاد ختم ہو گئی ان میں سے کوئی نہ رہا اور ان کے والد عتبہ بن ربیعہ کی بھی سب اولاد ختم ہو گئی سوائے مغیرہ بن عمران بن عاصم بن الولید بن عتبہ بن ربیعہ کے کہ وہ شام میں تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابو حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے کے اس میں دعا کرنے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابو حذیفہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں سے تھے، ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں جن کے یہاں وہیں ملک حبشہ میں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوا۔

محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے کہ جب ابو حذیفہ بن عتبہ اور سالم مولائے ابی حذیفہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں عباد بن بشر کے یہاں اترے اور دونوں یمامہ میں قتل ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد ابن بشر اور ابو حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد الرحمٰن بن ابی زناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو حذیفہ بدر میں حاضر ہوئے، انھوں نے اپنے والد عتبہ بن ربیعہ کو جنگ کی دعوت دی تو اُن کی بہن ہند بنت عتبہ نے اشعارِ ذیل کہے ؎

الاحول الاثعل المشوم طائرہ   ابو حذیفۃ شر الناس فی الدین

بھینگا جس کے دانت پر دانت چڑھے ہوئے ہیں جس کا مقدر منحوس ہے۔ وہ ابو حذیفہ جو دین میں سب لوگوں سے بدتر ہے۔

اما شکرت اباً رباک من صغر   حتّٰی شببت شبابا غیر محجون

تو نے اپنے اُس باپ کا شکر نہ کیا جس نے تجھے بچپن سے پالا۔ یہاں تک کہ تو ایسا جوان ہو گیا جس میں کمر کی کجی نہیں ہے۔

راوی نے کہا، ابو حذیفہ لمبے اور خوبصورت آدمی تھے دانت تلے اوپر تھے جس کو اثعل کہتے ہیں، اور بھینگے بھی تھے، احد اور خندق میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام مشاہد میں حاضر ہوئے سنہ ۱۲ھ جنگ یمامہ میں جب کہ وہ ترپن یا چوّن سال کے تھے قتل کیے گئے، یہ سانحہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

سالم مولائے ابی حذیفہ

ابن عتبہ بن ربیعہ، موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ سالم ابن معقل اصطخر کے تھے، جو ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے مولیٰ تھے، معقل کے بعد بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے کوئی تھے جو اوس میں انیس بن قتادہ کی قوم سے تھے سالم کو ثبیتہ بنت یعار نے آزاد کیا، اس لیے بنی عبید کے انصار میں

ان کا ذکر ہوتا ہے، ابو حذیفہ کی موالات کی وجہ سے وہ مہاجرین میں بھی شمار ہوتے ہیں؛ (موالاۃ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر ایمان لائے یا ایمان لانے کے بعد اس سے اپنا تعلق وابستہ کرلے اور اسے اپنا وارث بنالے)

ابی سفیان سے مروی ہے کہ سالم ثبیتہ بنت یعار انصاریہ کے غلام تھے، ابو حذیفہ کے ماتحت تھے، ان انصاریہ نے آزاد کردیا، انھوں نے ابو حذیفہ کو موالاۃ کرکے ولی بنالیا، ابو حذیفہ نے انھیں متبنیٰ کرلیا، جس سے سالم بن ابی حذیفہ کہا جانے لگا۔

ابو حذیفہ کی زوجہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نے کہا کہ آیت ادعوھم لآبائھم (متبنیٰ لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) کے نازل ہونے پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، عرض کی، یارسول اللہ، سالم تو ہمارے پاس بیٹے کے طور پر تھے (اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے باپ کے نام سے انھیں نہ پکاریں بلکہ اپنے ہی نام سے پکاریں)، فرمایا، انھیں پانچ مرتبہ اپنا دودھ پلادو تو وہ تمھارے پاس بغیر پردے کے آسکیں گے، میں نے انھیں دودھ پلایا حالاں کہ وہ بڑے تھے، ابو حذیفہ نے اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ان کا نکاح کردیا، جب وہ جنگ یمامہ میں قتل ہوگئے تو ابو بکرؓ نے ان کی میراث ان کی مولاۃ (انصاریہ) کے پاس بھیجی، ان انصاریہ نے قبول کرنے سے انکار کیا، پھر عمرؓ نے بھجوائی جب بھی انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے انھیں اللہ کے لیے آزاد کیا تھا، عمرؓ نے اسے بیت المال میں داخل کردیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سالمؓ آزاد کردہ غلام تھے، انھوں نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں، ثلث مال کی غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرنے کی اور ثلث مال کی اپنے آزاد کرنے والوں

کے لیے وصیت کی۔

محمد سے مروی ہے کہ ابی حذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ کو ایک انصاریہ نے اللہ کے لیے آزاد کیا اور کہا کہ تم جسے چاہو اپنا مولیٰ بنالو، انھوں نے ابو حذیفہؓ بن عتبہ کو اپنا مولیٰ بنایا، وہ اُن کی بیوی کے پاس بغیر پردے کے جاتے تھے، بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور کہا کہ میں اس امر کو (بطور ناگواری) ابو حذیفہؓ کے چہرے میں دیکھتی ہوں آپ نے فرمایا، انھیں دودھ پلادو، انھوں نے کہا کہ وہ تو ڈاڑھی والے ہیں، فرمایا مجھے معلوم ہے کہ وہ ڈاڑھی والے ہیں، جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوگئے تو اُن کی میراث انصاریہ کو دے دی گئی۔

۶۱ قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جو ابو حذیفہؓ کی زوجہ تھیں، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم میرے ہمراہ رہتے ہیں، انھوں نے بھی وہ چیز پالی جو مرد پاتے ہیں (یعنی بلوغ) فرمایا: انھیں دودھ پلادو، جب تم انھیں دودھ پلادو گی تو وہ تم پر حرام ہو جائیں گے جیسا کہ ذومحرم (باپ بھائی بیٹا) حرام ہوتا ہے۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ تمام ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کیا کہ کوئی شخص اس رضاع (دودھ پلانے کی) وجہ سے اُن کے پاس جائے، سب نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خاص طور پر صرف سالم کے لیے رخصت تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کو میں نے (یعنی مسئلۂ مذکورہ کو) ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا۔

مالک بن الحارث سے مروی ہے کہ زیدؓ بن حارثہ کا نسب معلوم تھا اور سالم مولائے ابی حذیفہؓ کا نسب معلوم نہ تھا، کہا جاتا تھا کہ صالحین میں سے سالم۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سالم مولائے ابی حذیفہؓ مکے سے

مہاجرین کی امامت کرتے ہوئے مدینہ آئے، اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

ابن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے آنے سے پہلے سالمؓ مولائے ابی حذیفہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی ہوتے تھے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مہاجرین اوّلین جب مکے سے مدینے آئے تو عصبہ میں اُترے جو قبا کے کنارے ہے، سالمؓ مولائے ابی حذیفہ نے اُن کی امامت کی کیوں کہ وہ اُن سے زیادہ قرآن جانتے تھے، عبد اللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان میں عمرؓ بن الخطاب، ابو سلمہ بن عبد الاسد بھی تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالمؓ مولائے ابی حذیفہ اور ابی عبیدہ بن الجراحؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور معاذ بن ماعص الانصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے مروی ہے کہ یوم الیمامہ میں جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو سالمؓ مولائے ابو حذیفہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نہیں کیا کرتے تھے، انھوں نے اپنے لیے قبر کھودی اور اس میں کھڑے ہو گئے، اُس روز مہاجرین کا جھنڈا اُن کے ساتھ تھا، انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ یوم یمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے (رحمہ اللہ)، یہ واقعہ ابو بکرؓ صدیقؓ کی خلافت میں ہوا۔

محمد بن عمرو اور یونس بن محمد الظفری کے علاوہ کوئی اور راوی حدیث میں کہتے تھے کہ پھر سالم کا سر ابو حذیفہؓ کے پاؤں کے پاس پایا گیا، یا ابو حذیفہؓ کا سر سالم کے پاؤں کے پاس۔

۶۲

عبداللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ ابو حذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ یوم یمامہ میں قتل کر دیے گئے تو عمرؓ نے اُن کی میراث فروخت کی دو سو درہم ملے وہ انھوں نے اُن کی رضاعی ماں کو دے دیے اور کہا کہ اسے تم کھاؤ۔

حلفائے بنی عبد شمس

بنی غنم کہ حرب بن امیہ اور ابی سفیان بن حرب کے حلفا تھے

عبداللہؓ بن جحش

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ اُن کی کنیت ابو محمد تھی، والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں جانے سے پہلے عبداللہؓ، عبیداللہ اور ابو احمدؓ فرزندانِ جحش اسلام لائے، لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہؓ اور عبیداللہ فرزندانِ جحش نے دوسری مرتبہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی، عبیداللہ کے ہمراہ اُن کی زوجہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بھی تھیں، عبیداللہ ملک حبشہ میں نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں

مر گیا اور عبد اللہ مکے واپس آ گئے۔

عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بنو غنم ابن دودان مسلمان تھے، اُن کے تمام مرد اور عورتیں مدینے کی طرف ہجرت میں شریک تھیں، وہ سب نکلے اور اپنے مکانات بند کر کے چھوڑ دیے، عبد اللہؓ بن جحش، اُن کے بھائی ابو احمدؓ بن جحش جن کا نام عبد تھا، عکاشہؓ بن محصن، ابو سنانؓ بن محصن، سنانؓ بن ابی سنان، شجاعؓ بن وہب، اربدؓ بن حمیرہ، معبدؓ بن نباتہ، سعیدؓ بن رقیش، یزیدؓ بن رقیش، محرزؓ ابن نضلہ، قیسؓ بن جابر، عمروؓ بن محصن بن مالک، مالک بن عمرو، صفوانؓ بن عمرو، ثقافؓ بن عمرو، ربیعہؓ بن اکثم اور زبیرؓ بن عبید روانہ ہوئے یہ سب کے سب مبشر بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔

۶۳

عبد اللہ بن عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُن لوگوں میں تھے جو ہجرت میں مدینے کی طرف روانہ ہوئے، عورتیں اور مرد سب شریک تھے انھوں نے اپنے دروازے بند کر دیے، بنی غنم بن دودان، بنا ابی البکیر اور بنی مظعون کے گھروں میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مہاجر ہو کے روانہ نہ ہو گیا ہو۔

موسیٰ بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جحش اور عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ہجرت کے سترھویں مہینے رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جحش کو سریے کے طور پر نخلہ بھیجا، ان کے ہمراہ مہاجرین کی بھی ایک جماعت روانہ ہوئی جن میں کوئی انصاری نہ تھا، آپ نے اُن لوگوں پر انھیں امیر بنا دیا، انھیں ایک فرمان لکھ دیا اور فرمایا کہ جب تم دو دن تک چل لینا تو کھول کے اُسے دیکھنا، پھر میرے اس حکم پر عمل کرنا جو

میں نے تم کو اُس فرمان میں دیا ہے۔
نجیح ابو معشر المدنی سے مروی ہے کہ اسی سریے میں عبداللہ بن جحش کا نام امیر المومنین ہو گیا۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے یوم اُحد سے ایک دن قبل عبداللہ بن جحش کو کہتے سنا "اے اللہ جب یہ کفار مقابلہ کریں تو میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب وہ لوگ مجھے قتل کر کے میرا پیٹ چاک کر ڈالیں، ناک کان کاٹ ڈالیں، پھر جب تو مجھ سے فرمائے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تو میں کہوں اے اللہ تیری راہ میں، جب اُن لوگوں نے مقابلہ کیا تو اُنھوں نے اُن کے ساتھ یہی کیا، اُس شخص نے جس نے اُن سے سنا تھا کہا کہ اُن کی دعا قبول کر لی گئی اور انھیں اللہ نے وہ دے دیا جو انھوں نے دنیا میں اپنے جسم کے بارے میں مانگا، میں امید کرتا ہوں کہ میں جو مانگوں گا وہ مجھے آخرت میں دیا جائے گا۔
مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز اُحد کی جانب روانہ ہوئے تو آپ شیخین کے پاس اُتر رہے، وہیں صبح کی، ام سلمہؓ ایک بھنا ہوا دست لائیں جسے آپ نے نوش فرمایا، نبیذ لائیں جسے آپ نے پیا، پھر اُسے جماعت میں سے ایک شخص نے لے لیا اور اُس نے اُس میں سے پیا، پھر اُسے عبداللہ بن جحش نے لے لیا، وہ اُسے سب پی گئے، اُن سے ایک آدمی نے کہا کہ کچھ پانی مجھے بھی دو، تمھیں معلوم ہے کہ کل صبح کو کہاں جاؤ گے، اُنھوں نے کہا ہاں مجھے اللہ سے اس حالت میں ملنا کہ سیراب ہوں، اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اُس سے پیاسا ملوں، اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں، مجھے مثلہ کیا جائے، پھر تو فرمائے کہ کس امر میں تیرے ساتھ ایسا کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے بارے میں

۹۴

اور تیرے رسول کے بارے میں۔
عمرو نے کہا کہ عبد اللہ بن جحش احد کے دن شہید ہوئے انھیں ابو الحکم بن اخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا، عبد اللہ بن جحش اور حمزہ بن عبد المطلب جو ان کے ماموں تھے ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے، عبد اللہ جس دن قتل ہوئے چالیس سال سے کچھ زیادہ تھے، وہ نہ بلند بالا تھے نہ پست قد بہت بال والے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ترکے کے ولی بنے آپ نے ان کے بیٹے کے لیے خیبر میں مال خرید دیا۔

یزید بن رقیش

ابن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ، ان کی کنیت ابو خالد تھی، بدر، احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یوم الیمامہ ۱۲ھ میں شہید ہو گئے۔

عکاشہ بن محصن

ابن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ، کنیت ابو محصن تھی بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سریہ چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا مگر یہ لوگ اس طرح واپس آئے کہ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

ام قیس بنت محصن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عکاشہؓ چالیس سال کے تھے، ایک سال بعد ابوبکرؓ صدیق کی خلافت میں بمقام بُزاخہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے، عکاشہ حسین لوگوں میں سے تھے۔

عیسیٰ بن عمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالدؓ ابن الولید لوگوں کی واپسی کے وقت ان کے روکنے کے لیے روانہ ہوئے، وہ جب وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اذان نہ سنتے تو لوٹتے (حملہ کرتے)۔

خالدؓ جب طلیحہ اور اس کے ساتھیوں سے قریب ہوئے تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو مخبر بنا کے اپنے آگے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں، دونوں سوار تھے، عکاشہؓ کے گھوڑے کا نام الرِزام تھا اور ثابت کے گھوڑے کا نام المحبّر تھا۔

طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد سے سامنا ہوا، یہ اپنے لشکر سے مسلمانوں کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے نکلے تھے، طلیحہ نے عکاشہ کو تنہا گرفتار کرلیا اور سلمہ نے ثابت کو، ذرا دیر بھی نہ گزری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا، طلیحہ نے سلمہ کو پکار کے کہا کہ اس آدمی پر میری مدد کر، کیوں کہ یہ میرا قاتل ہے، سلمہ نے عکاشہ پر حملہ کیا اور دونوں نے ان کو قتل کر دیا۔

۶۵

دونوں لشکر گاہ کو گئے اور اس واقعے کی خبر دی، عیینہ بن حصن جو طلیحہ کے ہمراہ تھا خوش ہوا، طلیحہ نے اسے اپنے لشکر پر چھوڑ دیا تھا اس نے کہا کہ یہ فتح ہے۔

خالدؓ بن الولید مسلمانوں کے ہمراہ آئے، وہ ثابت بن اقرم کے قتل سے بہت عبرت پذیر ہوئے، انھیں جانور روند رہے تھے مسلمانوں پر یہ بہت گراں گزرا، کچھ ہی دور چلے تھے کہ انھوں نے عکاشہ کی لاش کو روندا، پھر تو وہ قوم سواریوں پر گراں ہوگئی، جیسا کہ

اُن کے حال پیان کرنے والے نے بیان کیا، یہاں تک کہ سواریاں قدم اُٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم لوگ دو سو سوار مقدمۃ الجیش تھے، زیدؓ بن الخطاب ہمارے امیر تھے، ثابت ابن اقرم اور عکاشہؓ بن محصن آگے تھے، جب ہم اُن دونوں کے پاس سے گزرے تو ہمیں افسوس ہوا، خالدؓ اور دوسرے مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے، ہم اُن دونوں کے پاس رک گئے، یہاں تک کہ خالدؓ کسی قدر نظر آئے، اُن کے حکم سے ہم نے دونوں کے لیے قبر کھودی اور دونوں کو مع خون اور کپڑوں کے دفن کر دیا، ہم نے عکاشہؓ پر عجیب و غریب زخم پائے۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عکاشہؓ بن محصن اور ثابت بن اقرم کے قتل میں جو روایت کی گئی اُس میں ہمارے نزدیک یہ زیادہ ثابت ہے، واللہ اعلم۔

ابو سنانؓ بن محصن

ابن حُرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد ابن خزیمہ، بدر و احد و خندق میں حاضر ہوئے، وفات جب ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعۃ الرضوان کی وہ ابو سنانؓ الاسدی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ حدیث وہم ہے، ابو سنان کی وفات اُس وقت ہوئی جب ۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، اور اُسی دن وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں

دفن کیے گئے، وفات کے وقت وہ چالیس سال کے تھے اور عکاشہؓ سے دو سال بڑے تھے، لیکن جنھوں نے ۶ھ میں یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعۃ الرضوان کی وہ سنان بن ابی سنانؓ بن محصن تھے، وہ اپنے والد کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے، اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود تھے۔

٦٦

سنانؓ بن ابی سنان

ابن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ، اُن کی اور اُن کے والد کی عمر میں بیس سال کا فرق تھا، بدر، احد، خندق و حدیبیہ میں شریک ہوئے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعۃ الرضوان کی، ۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

شجاعؓ بن وہب

ابن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ۔

عمرو بن عثمان الجحشی سے مروی ہے کہ شجاعؓ بن وہب کی کنیت ابو وہب تھی، وہ لاغر بلند بالا اور کوزپشت (کبڑے) تھے، دوسری دفعہ کے مہاجرین حبشہ میں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور اوس بن خولی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

شجاعؓ بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ہوازن کے اُس مجمع کی طرف روانہ فرمایا جو بنی عامر کی زمین السّیؔ علاقۂ رکیہ میں تھا، اُنھیں اُن لوگوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا، صبح کو ایسے وقت اُن کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے، اُن کو بہت سے اونٹ اور بکریاں ملیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شجاعؓ بن وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس فرمان کے قاصد بھی تھے جو حارث بن ابی شمر غسانی کے نام تھا، وہ لوگ غوطہ دمشق میں تھے، وہ خود اسلام نہیں لایا، اُس کا دربان مُریؔ اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شجاع کے ذریعے سے سلام کہلا بھیجا، اور یہ کہ وہ آپ کے دین پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُس نے سچ کہا، شجاعؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، یوم الیمامہ ۱۲ھ میں جب کہ وہ کچھ اوپر چالیس سال کے تھے شہید ہوئے۔

اُن کے بھائی عُقبہؓ

ابن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صُہیب تھے جو بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

رَبیعہؓ بن اَکثم

ابن سخبرہ بن عمرو بن لُکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ

اسی طرح محمد بن اسحاق نے اُن کا نسب بیان کیا۔
عمر بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ربیعہ بن اکثم کی کنیت ابو یزید تھی، وہ پست قد، موٹے اور بڑے پیٹ والے تھے، بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے، احد و خندق و حدیبیہ میں بھی حاضر ہوئے، ۷ھ میں جب وہ سینتیس سال کے تھے خیبر میں شہید ہو گئے، حارث یہودی نے کھجور کی شاخ سے اُن کو قتل کیا۔

محرز بن نضلہ

ابن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، کنیت ابو نضلہ تھی، گورے اور خوبصورت تھے، لقب فہیرہ تھا، بنو عبد الاشہل اس بات کے مدعی تھے کہ محرز اُن کے حلیف ہیں۔
محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ کو یہی کہتے سنا کہ یوم السرح میں سوائے محرز بن نضلہ کے بنی عبد الاشہل کے مکان سے کوئی نہ نکلا، وہ محمد بن مسلمہ کے اس گھوڑے پر سوار تھے جس کا نام ذو اللمہ تھا۔
موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرز بن نضلہ اور عمارہ بن حزم کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ بدر و احد و خندق میں شریک تھے۔
صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ محرز بن نضلہ نے کہا کہ میں نے خواب میں آسمان دنیا کو دیکھا کہ میرے لیے کھول دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں اس میں داخل ہو گیا، اور ساتویں آسمان تک پہنچ گیا، پھر میں نے سدرۃ المنتہیٰ تک صعود کیا، مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری منزل ہے۔

میں نے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا جو سب سے زیادہ فن تعبیر کے ماہر تھے، انھوں نے کہا کہ یہ تمھیں شہادت کی بشارت ہے،
وہ اس کے ایک دن بعد قتل کر دیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یوم السرح میں غزوۂ الغابہ میں روانہ ہوئے یہی غزوہ ذی قرد ہے
جو ۶ھ میں ہوا، انھیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔
عمرو بن عثمان الجحشی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ محرز بن نضلہ جب بدر میں حاضر ہوئے تو اکتیس یا بتیس سال کے تھے اور جب مقتول ہوئے تو سینتیس یا اڑتیس سال کے یا اسی کے قریب تھے۔

۶۸

اَرْبَدَ بن حُمَیرہ

کنیت ابو مخشی تھی، بنی اسد بن خزیمہ ہی میں سے تھے،
محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا اور اس میں شک نہیں کیا، محمد ابن عمرو نے اسی کو عبد اللہ بن جعفر زہری سے روایت کیا۔
داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ اربدؓ سوید بن مخشی جو قبیلۂ طے میں سے تھے، اور بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔
ابی معشر سے مروی ہے کہ اربدؓ ابو مخشی ہیں اور ان کا نام سُوَید بن عدی ہے۔
عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سے مروی ہے کہ وہ دو شخص ہیں، اربد بن حمیرہ جو بدر میں حاضر ہوئے، اس میں کوئی شک نہیں، اور سوید بن مخشی وہ ہیں جو احد میں حاضر ہوئے اور بدر میں شریک نہیں ہوئے۔

حلفائے بنی عبد شمس جو بنی سُلیم ابن منصور میں سے تھے

محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ لوگ بنی کبیر بن غنم بن دودان کے حلفا تھے اور وہ بنی حجر میں سے تھے جو آل بنی سلیم میں تھے اور چند بھائی تھے۔

مالکؓ بن عمرو

بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سنہ ۱۲ھ میں یمامہ میں شہید ہوئے سب نے اُن کا ذکر کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

مِدلاج بن عمرو

بدر و احد اور تمام مشاہد میں حاضر ہوئے، محمد بن اسحاق اور ابو معشر اور محمد بن عمرو نے اُن کا ذکر کیا، موسیٰ بن عقبہ نے اُن کا ذکر نہیں کیا، سنہ ۵۰ھ میں خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں اُن کی وفات ہوئی۔

ثقفؓ بن عمرو

ابن سُمیط جو مالکؓ و مدلاجؓ کے بھائی تھے، محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو نے کہا کہ وہ ثقفؓ بن عمرو تھے، ابو معشر نے کہا کہ وہ ثقاف بن عمرو تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اُن کا ذکر نہیں کیا، یہ خود اُن کا وہم ہے یا اُس کا وہم ہے جس نے اُن سے روایت کی ہے، ثقفؓ بدر، احد، خندق، حدیبیہ و خیبر میں حاضر ہوئے، خیبر میں ۷ھ میں شہید ہوئے، اُسیر یہودی نے قتل کیا۔

۶۹

سولہ اشخاص۔

حلفائے بنی نوفل بن عبد مناف ابن قصی

عتبہ بن غزوان

ابن جابر بن وہب بن نُسیب بن زید بن مالک بن حارث ابن عوف بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان ابن مضر، اُن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

ابن سعد (مولف) نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ اُن کی کنیت ابوعزوان بتاتے، وہ بلند بالا، خوبصورت اور قدیم مسلمان تھے، دوسری مرتبہ کی ہجرت حبشہ میں شریک تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن تیراندازوں میں تھے جن کا ذکر کیا گیا۔

جبیر بن عبداللہ اور ابراہیم بن عبداللہ سے، جو عتبہؓ بن غزوان کے فرزند تھے، مروی ہے کہ عتبہؓ بن غزوان ہجرت کرکے جب مدینے آئے تو چالیس سال کے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہؓ ابن غزوان اور خباب مولائے عتبہؓ نے جب مدینے کی جانب ہجرت کی تو عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہؓ بن غزوان اور ابی دجانہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

جبیر بن عبداللہ وابراہیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے عتبہؓ بن غزوان کو بصرے پر عامل بنایا، انھیں نے اُس کو شہر بنایا اور اُس کی حد بندی کی، پہلے وہ محض ایک قبیلہ تھا، انھوں نے بانس کی مسجد بنائی۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عتبہؓ، سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ تھے، انھوں نے اُن کو بصرہ عمرؓ کے اُس فرمان کی بنا پر روانہ کیا جو اُن کے نام تھا اور جس میں انھیں ایسا کرنے کا حکم تھا، اُن کی ولایت بصرے پر چھ مہینے رہی، پھر وہ عمرؓ کے پاس مدینے آگئے، عمرؓ نے انھیں بصرے پر والی بنا کے واپس کر دیا، ۱۷ھ میں ستاون سال کی عمر پاکر بصرے میں انتقال کر گئے، یہ زمانہ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کا تھا، انھیں پیٹ کی بیماری ہوئی، جس سے وہ معدن بنی سُلیم میں مر گئے،

اُن کے غلام سُرید اُن کا سامان و ترکہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس لائے

خبابؓ مولائے عتبہؓ

ابن غزوان جن کی کنیت ابو یحییٰ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور تمیم مولائے خراش بن صمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، انھوں نے ۱۹ھ میں بعمر پچاس سال وفات پائی، عمرؓ بن الخطاب نے مدینے میں اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قُصی

زبیر بن العوام

ابن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

فُرافصہ الحنفی سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ زبیرؓ بن العوام کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

زبیرؓ کے گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں، عبد اللہ[۱]، عروہ[۲]، منذر[۳]، عاصم اور مہاجر، موخر الذکر دونوں لاولد مر گئے، خدیجۃ الکبریٰ، ام حسن،

اور عائشہ، ان کی والدہ اسما بنت ابی بکر صدیق تھیں۔
خالد، عمرو، حبیبہ، سودہ اور ہند، اُن کی والدہ ام خالد تھیں۔ جو امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھیں۔
مصعب، حمزہ اور رملہ، ان کی والدہ الرباب بنت اُنیف ابن عُبید بن مُصاد بن کعب بن علیم بن جناب قبیلۂ کلب سے تھیں۔
عبیدہ و جعفر، اُن کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد ابن عمرو بن عبد عمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک بن ضبیعہ ابن قیس بن ثعلبہ تھیں۔
زینب، ان کی والدہ ام کلثوم بنت عُقبہ بن ابی معیط تھیں۔
خدیجہ الصغریٰ، ان کی والدہ حلال بنت قیس بن نوفل ابن جابر بن شجنہ بن اسامہ بن مالک بن نصر بن قُعین تھیں کہ بنی اسد میں سے تھیں۔

ہاشم بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ التیمی اپنے لڑکوں کا نام انبیا کے نام پر رکھتے تھے حالاں کہ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، میں اپنے لڑکوں کا نام شہدا کے نام پر رکھتا ہوں، شاید اللہ انھیں شہید کرے، عبداللہ، عبداللہ بن جحش کے نام پر، منذر، منذر ابن عمرو کے نام پر، عروہ، عروہ بن مسعود کے نام پر، حمزہ حمزہ ابن عبد المطلب کے نام پر، جعفر جعفرؓ بن ابی طالب کے نام پر، مصعب مصعبؓ بن عمیر کے نام پر، عبیدہ عبیدہ بن الحارث کے نام پر، خالد خالد بن سعید کے نام پر اور عمرو عمروؓ بن سعید بن العاص کے نام پر رکھا، عمروؓ بن سعید جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ جب بچے تھے مکے میں ایک شخص سے لڑے، اُس کا ہاتھ توڑ دیا اور ضرب شدید پہنچائی، اُس آدمی کو لاد کے صفیہ کے پاس پہنچایا گیا،

اُنھوں نے پوچھا، اس کا کیا حال ہے، لوگوں نے کہا زبیرؓ نے اس سے جنگ کی تو صفیہ نے (اشعار ذیل) کہے۔

کیف رایت زبرا ؛ أ اقطا حسبتہ ام تمرا ؛ ام مشمعلاً صقرا

اے شخص تو نے زبیرؓ کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے اُنھیں پنیر سمجھا تھا یا کھجور۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ۔

عروہ سے مروی ہے کہ صفیہ زبیرؓ کو بہت مارا کرتی تھیں، حالاں کہ وہ یتیم تھے، اُن سے کہا گیا کہ تم نے اُنھیں قتل کر دیا، اُن کا دل نکال لیا، اس بچے کو تم نے ہلاک کر دیا، تو اُنھوں نے کہا کہ میں اُنھیں صرف اس لیے مارتی ہوں کہ وہ جنگ میں داخل ہوں اور کامیاب لشکر کے سردار ہوں۔

راوی نے کہا کہ ایک روز اُنھوں نے کسی لڑکے کا ہاتھ توڑ ڈالا، اُس لڑکے کو صفیہ کے پاس لایا گیا اور اُن سے کہا گیا تو اُنھوں نے (شعر) کہا۔

کیف وجدت زابرا ؛ أأقطاً حسبتہ ام تمراً ؛ ام مشمعلاً صقرا

اے لڑکے تو نے زبیرؓ کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے اُنھیں پنیر یا کھجور سمجھا تھا۔ یا پر پھیلانے والا شکرہ

ابو الاسود محمد بن عبدالرحمن بن نوفل سے مروی ہے کہ زبیرؓ نے ابوبکرؓ کے چار یا پانچ دن کے بعد اسلام قبول کیا۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ جب اسلام لائے تو سولہ سال کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غزوے سے وہ غیر حاضر نہ تھے، لوگوں نے بیان کیا کہ زبیرؓ نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب زبیرؓ بن العوام نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ ابن الجلاح کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ و ابن مسعودؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ و طلحہؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

۷۲ عروہ سے (تین سلسلوں سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ بن العوام اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

بشیر بن عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ اور کعب بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ ابن العوام ایک زرد عمامے کی وجہ سے پہچان لیے جاتے تھے، وہ بیان کیا کرتے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے وہ زرد گھوڑوں پر سوار تھے اور زرد عمامے باندھے تھے، اُس روز زبیرؓ بھی زرد عمامہ باندھے تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن زبیرؓ کے سر پر زرد عمامہ تھا، جس کو وہ لپیٹے ہوئے تھے، اُس روز ملائکہ کے سروں پر بھی زرد عمامے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ بدر کے دن زبیرؓ کے سر پر زرد رومال تھا جسے وہ لپیٹے ہوئے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ زبیرؓ کی شکل میں نازل ہوئے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر زبیرؓ تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زبیرؓ بن العوام کو (خاص طور پر) ریشمی لباس کی اجازت دی گئی۔

عبد الوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے ریشمی لباس کو پوچھا گیا تو اُنھوں نے قتادہ کی اور انس بن مالک کی روایت سے ہمیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صرف) زبیرؓ کو ریشمی کرتے کی اجازت دی۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینے میں مکانوں کی حد بندی کی تو زبیرؓ کے لیے زمین کا بڑا ٹکڑا مقرر کیا۔

اسما بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو ایک کھجور کا باغ جاگیر میں دیا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کو ایک زمین عطا فرمائی جس میں کھجور کے درخت تھے، یہ زمین بنی النضیر کے اموال میں سے تھی، نیز ابو بکرؓ نے زبیرؓ کو الجرف بطور جاگیر دیا، انس بن عیاض نے اپنی حدیث میں کہا کہ الجرف کی زمین مردہ (اوسر ناقابل زراعت) تھی، عبد اللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے زبیرؓ کو پورا العقیق عطا کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ زبیرؓ بن العوام بدر و احد اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، اُحد میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، غزوۂ فتح مکہ میں مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا زبیرؓ کے پاس تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے عائشہؓ نے کہا، واللہ تمہارے والد اُن لوگوں میں سے تھے جنھوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ و رسول کی دعوت کو قبول کیا (اور بحالت زخم جہاد کے لیے تیار ہو گئے)۔

ابی کبشہ انماری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو زبیرؓ بن العوام لشکر میسرہ پر تھے اور مقداد بن الاسود میمنے پر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور لوگ مطمئن ہو گئے تو زبیرؓ و مقدادؓ اپنے گھوڑوں پر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اُن کے چہروں سے اپنی چادر سے غبار پونچھنے لگے اور فرمایا کہ

میں نے گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور سوار کے لیے ایک حصہ، جو انھیں کم کرے اللہ اُسے کم کرے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر نبیؑ کے حواری ہوتے، میرے حواری زبیرؓ بن العوام ہیں

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کے لیے حواری ہیں، میرے حواری میری پھوپھی کے بیٹے زبیرؓ ہیں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبیؑ کے حواری ہوتے ہیں، میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

زِر بن حُبیش سے مروی ہے کہ ابن جُرموز نے علی رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، دربان نے عرض کی، یہ ابن جرموز قاتل زبیرؓ دروازے پر کھڑا اجازت مانگتا ہے، علیؓ نے کہا کہ ابن صفیہ (زبیرؓ) کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

سلام بن ابی مطیع نے (جو اُنھی راویوں میں سے تھے) کہا کہ عاصم نے زِر سے روایت کی کہ میں علیؓ کے پاس تھا، اُنھوں نے یہ نہیں کہا کہ ابن صفیہ کا قاتل دوزخ میں داخل ہو جائے، اور سب راویوں نے اپنی اسناد میں بیان کیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احزاب (غزوۂ خندق) میں فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس یہود بنی قریظہ کی خبر لائے،

زبیرؓ نے کہا کہ میں ہوں، پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، آپ نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے پاس اُس قوم کی خبر لائے، تو زبیرؓ نے کہا میں ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں لوگوں کو دعوت دی کہ کوئی ہے جو آپ کے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے، زبیرؓ نے دعوت قبول کی، آپ نے پھر انھیں دعوت دی تو پھر زبیرؓ نے قبول کی، آپ نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو پھر زبیرؓ نے قبول کی، آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ ہر نبیؑ کے ایک حواری ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبیؑ کے ایک حواری ہے اور میرے حواری (مخلص دوست) زبیرؓ ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا ہوں، ابن عمر نے کہا کہ بشرطیکہ تم آل زبیرؓ سے ہو ورنہ نہیں۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمر کے پاس سے ایک لڑکا گزرا، دریافت کیا کہ وہ کون ہے، تو اُس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کا بیٹا، ابن عمر نے کہا کہ بشرطیکہ تم اولاد زبیرؓ سے ہو، ورنہ نہیں، دریافت کیا گیا کہ سوائے زبیرؓ کے کوئی اور بھی تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری کہا جاتا تھا، تو انھوں نے کہا کہ میرے علم میں کوئی نہیں ہے۔

عبد اللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا کہ اے پیارے باپ، میں نے آپ کو

یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ اپنے سنہرے گھوڑے پر سوار تھے، انھوں نے کہا، اے پیارے بیٹے، ہاں تم نے مجھے دیکھا تھا، میں نے کہا ہاں تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میرے لیے اپنے والدین کو (دعامیں) جمع کر کے فرمانے لگے کہ "فداك ابی و امی" تم پر (اے زبیر) میرے ماں باپ فدا ہوں۔

جامع بن شداد سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ ابن زبیرؓ کو اپنے والد سے حدیث کی روایت کرتے سنا کہ میں نے زبیرؓ سے کہا، کیا بات ہے کہ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے نہیں سنتا جیسا کہ فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں تو جب سے اسلام لایا آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے، وہب ابن جریر نے اپنی حدیث میں زبیرؓ سے روایت کی کہ واللہ انھوں نے "متعمداً" (دیدہ و دانستہ کا لفظ) نہیں کہا، حالانکہ تم لوگ "متعمداً" بھی کہتے ہو۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ مصر بھیجے گئے، کہا گیا کہ وہاں طاعون ہے، انھوں نے کہا کہ ہم تو طعن (نیزہ زنی) اور طاعون (موت) کے لیے آئے ہی ہیں، راوی نے کہا کہ پھر ان لوگوں نے سیڑھیاں لگائیں اور چڑھ گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عثمانؓ قتل کر دیے گئے تو زبیرؓ بن العوام نے اپنا نام دیوان (دفتر خلافت) سے مٹا دیا۔

ابی حصین سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے زبیرؓ بن العوام کو چھ لاکھ درہم انعام دیا، وہ اپنے ماموؤں کے پاس بنی کاہل میں اُترے اور پوچھا کون سا مال عمدہ ہے، اُن لوگوں نے کہا کہ اصبہان کا مال، انھوں نے کہا کہ

مجھے اصبہان کے مال میں سے دو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ زبیرؓ میں تغیر نہیں ہوتا تھا یعنی بڑھاپے کا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں بچپن میں زبیرؓ کے شانوں کے بال پکڑتا، اور اُن کی پشت پر لٹکا دیتا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زبیرؓ بن العوام نہ لمبے تھے نہ پست قد جو کمی کی طرف مایل ہوں، نہ وہ گوشت میں پُر تھے، ڈاڑھی چھدری، گندم گوں اور لمبے بال والے تھے۔ (رحمہ اللہ)

زبیرؓ کی وصیت، ادائے قرض اور اُن کے تمام متروکات

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے اپنا ایک مکان اپنی غریب بیٹیوں پر وقف کیا تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ بن العوام نے اپنے ثلث مال کی اللہ کی راہ میں وصیت کی۔

عبد اللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جب زبیرؓ یوم جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا، میں اُن کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، انھوں نے کہا کہ اے پیارے بیٹے آج یا تو ظالم قتل کیا جائے گا یا مظلوم، ایسا نظر آتا ہے کہ آج میں بحالت مظلومی قتل کیا جاؤں گا، مجھے سب سے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے، کیا تمہاری رائے میں ہمارے قرض سے کچھ مال بچ جائے گا؟

پھر کہا کہ مال بیچ ڈالنا، قرض ادا کر دینا اور ثلث میں وصی بننا،

قرض ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو اُس میں سے ایک ثلث تمھارے بچوں کے لیے ہے۔

ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیرؓ کے لڑکے خبیب و عبّاد عمر میں زبیرؓ کے لڑکوں کے برابر تھے، اُس زمانے میں عبداللہ کی نو بیٹیاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ پھر وہ مجھے اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے کہ اگر اُس قرض میں سے تم کچھ ادا کرنے سے عاجز ہونا تو میرے مولیٰ سے مدد لے لینا۔

میں مولیٰ سے اُن کی مراد کو نہیں سمجھا (کیوں کہ مولیٰ تو عام طور پر آزاد کردہ غلام کو کہتے تھے) پوچھا کہ آپ کا مولیٰ کون ہے، انھوں نے کہا "اللہ"، پھر جب کبھی میں اُن کے قرض کی مصیبت میں پڑا تو کہا اے زبیرؓ کے مولیٰ اُن کا قرض ادا کر دے اور وہ ادا کر دیتا تھا۔

زبیرؓ اس حالت میں مقتول ہوئے کہ انھوں نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درم، سوائے چند زمینوں کے، جن میں الغابہ بھی تھا، گیارہ مکان جو مدینے میں تھے، دو مکان جو بصرے میں تھے، ایک مکان جو کوفے میں تھا اور ایک مکان جو مصر میں تھا۔

مقروض وہ اس طرح ہوئے کہ لوگ اُن کے پاس مال لاتے کہ امانتہً رکھیں، مگر زبیرؓ کہتے "نہیں، (امانت کے طور پر نہیں رکھوں گا) بلکہ وہ قرض ہے، کیوں کہ مجھے اُس کے ضایع ہونے کا اندیشہ ہے"۔

وہ کبھی امیر نہ بنے، خواہ مال وصول کرنے کے یا خراج کے یا کسی اور مالی خدمت کے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہمراہ جہاد میں ہوتے تھے۔

عبداللہ بن الزبیرؓ نے کہا کہ میں نے اُن کے قرض کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درم پایا۔

حکیم بن حزام عبد اللہ بن زبیرؓ سے ملے اور کہا: اے میرے بھتیجے، میرے بھائی پر کتنا قرض ہے، انھوں نے چھپایا اور کہا ایک لاکھ، حکیم نے کہا کہ واللہ میں تمھارے مال کو اتنا نہیں دیکھتا کہ وہ اس کے لیے کافی ہو۔

عبد اللہ نے اُن سے کہا: دیکھوں تو تم کیا کہتے ہو، اگر وہ قرض بائیس لاکھ ہو، انھوں نے کہا کہ میں تو تمھیں اس کا متحمل نہیں دیکھتا، اگر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہونا تو مجھ سے مدد لینا۔

زبیرؓ نے الغابہ ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدا تھا، عبد اللہ ابن زبیر نے سولہ لاکھ میں فروخت کیا، پھر کھڑے ہوکے کہا کہ جس کا زبیرؓ کے ذمے کچھ ہو وہ ہمارے پاس الغابہ میں پہنچ جائے (الغابہ کے کچھ قطعات ہنوز بچ رہے تھے)۔

عبد اللہ بن جعفر آئے، جن کے زبیرؓ پر چار لاکھ تھے، انھوں نے عبد اللہ بن الزبیر سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں معاف کردوں، اور اگر چاہو تو اُسے اُن قرضوں کے ساتھ رکھو جنھیں تم موخر کر رہے ہو، بشرطیکہ تم کچھ مؤخر کرو۔

عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا "نہیں"، انھوں نے کہا کہ پھر مجھے ایک ٹکڑا زمین کا دے دو، ابن زبیرؓ نے کہا کہ تمھارے لیے یہاں سے یہاں تک ہے، انھوں نے اس میں سے بقدر ادائے قرض کے فروخت کردیا، اور انھیں دے دیا (۲۲ لاکھ میں سے ۴ لاکھ تو ادا ہوگئے) اُس قرض میں سے ساڑھے چار حصے چار چار لاکھ کے باقی رہ گئے۔

ابن زبیرؓ معاویہؓ کے پاس آئے، وہاں عمرو بن عثمانؓ، منذر بن زبیرؓ اور ابن زمعہ تھے، معاویہؓ نے پوچھا کہ الغابہ کی کتنی قیمت لگائی گئی، انھوں نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا، معاویہؓ نے پوچھا کتنے (حصے) باقی رہے۔ انھوں نے کہا ساڑھے چار حصے۔

منذر بن الزبیرؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا،

عمرو بن عثمانؓ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا، ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں نے لے لیا، معاویہؓ نے کہا کہ اب کتنے بچے، عبد اللہ نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ، انھوں نے کہا کہ وہ ڈیڑھ لاکھ میں میں نے لے لیا، عبد اللہ بن جعفرؓ نے اپنا حصہ معاویہؓ کے ہاتھ چھ لاکھ میں فروخت کر دیا۔

ابن الزبیرؓ جب زبیرؓ کا قرض ادا کر چکے تو اولاد زبیرؓ نے کہا کہ ہم میں ہماری میراث تقسیم کرو، انھوں نے کہا کہ "نہیں" واللہ میں تم میں تقسیم نہ کروں گا تا وقتیکہ چار سال تک زمانۂ حج میں منادی نہ کر لوں کہ "خبردار جس کا زبیرؓ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے، ہم اُسے ادا کریں گے۔"

چار سال تک زمانۂ حج میں منادی کرتے رہے، جب چار سال گزر گئے تو میراث اُن کے درمیان تقسیم کر دی، زبیرؓ کی چار بیویاں تھیں، انھوں نے بیوی کے آٹھویں حصے کو چار پر تقسیم کر دیا، ہر بیوی کو گیارہ گیارہ لاکھ پہنچے، اُن کا پورا مال تین کروڑ باون لاکھ تھا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی میراث میں چار کروڑ تقسیم کیے گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ زبیرؓ کے متروکے کی قیمت پانچ کروڑ بیس لاکھ یا پانچ کروڑ دس لاکھ تھی۔

عروہ سے مروی ہے کہ زبیرؓ کی مصر میں کچھ زمینیں تھیں اور اسکندریہ میں کچھ زمینیں تھیں، کوفے میں کچھ زمینیں تھیں اور بصرے میں مکانات تھے، اُن کی کچھ مدینے کی جایداد کی آمدنی تھی جو اُن کے پاس آتی تھی۔

زبیرؓ کا قتل، کس نے قتل کیا، قبر کہاں ہے
اور وہ کتنے دن زندہ رہے

ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ زبیرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ

تمھاری والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کہاں ہیں، تم اپنی تلوار سے علیؓ
ابن ابی طالب بن عبدالمطلب سے قتال کرتے ہو، زبیرؓ لوٹ پڑے،
انھیں ابن جرموز ملا، اُس نے قتل کردیا، ابن عباسؓ علیؓ کے پاس آئے
اور پوچھا کہ قاتل ابن صفیہ (زبیرؓ) کہاں ہوگا، علیؓ نے کہا دوزخ میں۔
ابی خالد الوالبی سے مروی ہے کہ احنف نے بنی تمیم کو دعوت
دی، مگر انھوں نے قبول نہ کی، اُس نے بنی سعد کو دعوت دی، انھوں نے
بھی رد کردی، وہ ایک گروہ کے ساتھ ایک کنارے ہٹ گیا، زبیرؓ
اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالنعال تھا گزرے، احنف نے کہا کہ
یہی وہ شخص ہے جو لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔
دو شخصوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے اُن کا تعاقب کیا،
ایک نے اُن پر حملہ کرکے نیزہ مارا، دوسرے نے انھیں قتل کردیا،
سر باب خلافت پر علیؓ کے پاس لایا اور کہا کہ قاتل زبیرؓ کو (آنے کی)
اجازت دو، علیؓ نے سنا تو کہا کہ قاتل ابن صفیہ کو دوزخ کی بشارت دے دو،
اُس نے سر کو ڈال دیا اور چلا گیا۔

٧٨ جون بن قتادہ سے مروی ہے کہ یوم جمل میں (جنگ علیؓ وعائشہؓ)
جس میں حضرت عائشہؓ جمل یعنی اونٹ پر سے آئی تھیں) میں زبیرؓ
ابن العوام کے ساتھ تھا، لوگ انھیں امیر المومنین کہہ کے سلام کر رہے تھے،
ایک سوار جا رہا تھا، قریب آیا اور کہا اے امیر السلام علیک، اُس نے
انھیں کسی بات کی خبر دی، دوسرا آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کیا، ایک اور
آیا، اُس نے بھی ایسا ہی کیا۔
جنگ میں جب زبیرؓ نے وہ دیکھ لیا جو منفرد میں تھا (یعنی قتل)
تو اُس شخص (اول یا ثانی) نے کہا ہائے اُن کی ناک کا کٹنا، یا ہائے
اُن کی پیٹھ کا ٹوٹنا، فضیل (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ
یہ الفاظ اُن دونوں میں سے کس نے کہے، وہ ڈر کے مارے کانپنے لگا
اور ہتھیار توڑنے لگا۔

جون نے کہا کہ میری ماں مجھ پر روئے، کیا یہی وہ شخص ہے جس کے ساتھ میں نے مرنے کا ارادہ کیا تھا، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں جو کچھ دیکھتا ہوں (یعنی قتل زبیرؓ) وہ ضرور کسی ایسے سبب سے ہے جسے زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا دیکھا کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار بہادر تھے۔

لوگ جب ادھر ادھر مشغول ہو گئے تو وہ شخص واپس ہوا، زبیرؓ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا، جون واپس ہو کے اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور احنف سے ملے۔

احنف کے پاس دو سوار آئے، اُترے اور جھک کے اُس کے کان میں باتیں کرنے لگے، احنف نے اپنا سر اُٹھا کے کہا اے عمرو ابن جرموز، اے فلاں، وہ دونوں اُس کے پاس آئے اور جھک گئے اُس نے دونوں سے تھوڑی دیر کان میں باتیں کیں اور واپس ہو گیا، اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زبیرؓ کو وادی السباع میں پایا اور قتل کر دیا۔

قرۃ بن الحارث بن الجون کہتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، سوائے احنف کے زبیرؓ کا اور کوئی ساتھی نہ تھا (یعنی یہی قاتل تھا)۔

خالد بن سمیرؓ نے ایک حدیث میں جو انھوں نے روایت کی، زبیرؓ کا ذکر کیا کہ زبیرؓ سوار ہوئے، انھیں برادران بنی تمیم نے وادی السباع میں پا لیا، لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں، جو ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی۔

زبیرؓ بن العوام لڑائی کے بعد اپنے گھوڑے پر جس کا نام ذوالخمار تھا، سوار ہو کے چلے، اُن کا ارادہ مدینے کی واپسی کا تھا، انھیں سفوان میں بنی تمیم کا ایک آدمی ملا جس کا نام النعیر بن زمام المجاشعی تھا

اُس نے کہا کہ اے حواریِ رسول اللہ، اِدھر آئیے، اِدھر آئیے آپ
میری ذمہ داری میں ہیں کوئی شخص آپ کے پاس نہیں پہنچ پائے گا۔
وہ اس کے ساتھ ہو گئے بنی تمیم کا ایک دوسرا شخص احنف بن قیس
کے پاس آیا اور کہا کہ وادی السباع میں آ گیا ہے اور اُن کے درمیان
زبیرؓ ہیں۔ احنف نے بہ آواز بلند کہا کہ میں کیا کروں اگر زبیرؓ نے
دو دھوکا دینے والے مسلمانوں میں سے ایک سے دوسرے کو
قتل کرا کے اپنے گھر والوں سے ملنے کا ارادہ کرتے ہوں تو
تم لوگ مجھے کیا کہتے ہو۔

عمیر بن جرموز التمیمی اور فضالہ بن حابس التمیمی و نفیع یا ابن
ابن حابس التمیمی نے اُن کی تلاش میں اپنے گھوڑوں پر
سوار ہو کر پہنچے اور انہیں پا گئے عمیر بن جرموز نے حملہ کر دیا
اس نے انہیں نیزہ مارا جس سے خفیف سا زخم لگا، زبیرؓ نے بھی اس پر
حملہ کر دیا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ زبیرؓ قتل کرنے والے ہیں تو اس نے
پکارا اے فضالہ! اے نفیع! پھر اس نے کہا اے زبیرؓ اللہ سے
ڈرو، اللہ سے ڈرو تو وہ اس سے باز آئے اور روانہ ہو گئے، اُس قوم نے مل کر
اُن پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا (رحمہ اللہ) عمیر بن جرموز نے
انہیں ایک ایسا نیزہ مارا جس نے انہیں گرا دیا، وہ گر پڑے
اُن لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور اُن کی تلوار لے لی۔

ابن جرموز نے اُن کا سر لے لیا، سر اور اُن کی تلوار کو علیؓ
کے پاس لایا، علیؓ نے تلوار لے لی اور کہا: یہ وہ تلوار ہے کہ واللہ
بارہا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے بے چینی
دور ہوئی، لیکن اب وہ موت اور فساد کی قتل گاہوں میں ہے۔
زبیرؓ رحمہ اللہ وادی السباع میں دفن کیے گئے، علیؓ اور اُن کے
ساتھی بیٹھ کر اُن پر رونے لگے۔

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نُفَیل زبیرؓ بن العوام کی بیوی تھیں، اُن کے متعلق اہل مدینہ کہا کرتے کہ جو شخص شہادت چاہے وہ عاتکہ بنت زید سے نکاح کرے، عبد اللہ بن ابی بکرؓ کے پاس تھیں تو وہ قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے، عمرؓ بن الخطاب کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے، زبیرؓ کے پاس تھیں تو وہ بھی قتل ہو کے اُن سے جدا ہو گئے عاتکہ نے کہا (اشعار):

غدر ابن جرموز بفارس بهمة — يوم اللقاء وكان غير معدد

ابن جرموز نے اُس بہادر سوار کے ساتھ دغا کی۔ جنگ کے دن۔ حالاں کہ وہ بھاگنے والا نہ تھا۔

يا عمرو لو نبهته لوجدته — لا طائشا رعش الجنان ولا اليد

اے عمرو اگر تو اُنھیں آگاہ کر دیتا تو اُنھیں اس حالت میں پاتا۔ کہ وہ ایسے نادان نہ ہوتے جس کا دل اور ہاتھ کانپتا ہے۔

شلت يمينك ان قتلت لمسلما — حلت عليك عقوبة المتعمد

تیرا ہاتھ شل ہو جائے کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا تجھ پر قتل عمد کے مرتکب کا عذاب واجب ہو گیا۔

ثكلتك امك هل ظفرت بمثله — فيمن مضى فيما تروح وتغتدى

تیری ماں تجھے روئے تو کبھی اُن کے ایسے شخص پر کامیاب ہوا ہے۔ اُن لوگوں میں جو اُس زمانے میں گزر گئے جس میں تو شام اور صبح کرتا ہے۔

كم غمرة قد خاضها لم يثنه — عنها طرادك يا ابن فقع القردد

وہ کتنی ہی سختیوں میں اس طرح گھس گئے کہ اُنھیں اُن سے باز نہ رکھا۔ تیری نیزہ زنی نے اے سفید چہرے والے۔

جریر بن الخطفی نے (اشعار ذیل) کہے:

ان الوزية من تضمن قبره — وادى السباع لكل جنب مصرع

مصیبت عظیمہ ہے اُس کو جس نے وادی السباع میں اُن (زبیرؓ) کی قبر بنائی جہاں ہر طرف سے اُن کے لیے مقتل تھا۔

لما اتى خبر الزبير تواضعت — سور المدينة والجبال الخشع

جب زبیرؓ کی خبر مرگ آئی تو۔ مدینے کی دیواریں اور پہاڑ خوف کے مارے جھک گئے۔

وتبکی الزبیر بناته فی ماتم ماذا یرد بکاء من لا یسمع

اور زبیرؓ کی بیٹیاں اُن کے ماتم (غم) میں روئیں۔ جو سنتا نہیں وہ رونے کا کیا جواب دے گا۔

عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد یوم الجمل میں شہید ہوئے جب کہ وہ چونسٹھ برس کے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے مصعب بن ثابتؓ بن عبداللہ ابن الزبیرؓ کو کہتے سنا کہ زبیرؓ بن العوام بدر میں حاضر ہوئے تو انیس سال کے تھے اور قتل کیے گئے تو چونسٹھ سال کے تھے۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ سے زبیرؓ کا ذکر سنا کہ زبیرؓ پر تعجب جو انھوں نے بنی مجاشع کے اعرابی کی پناہ لی کہ مجھے پناہ دے مجھے پناہ دے، یہاں تک کہ وہ قتل کر دیے گئے، واللہ شجاعت میں اُن کا کوئی نظیر نہ تھا، دیکھو میں تو محفوظ و مضبوط ذمہ داری میں تھا۔

۸۰ ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن جرموز نے آ کے علیؓ سے اجازت چاہی تو انھوں نے اُس سے دوری چاہی، اُس نے کہا کیا زبیرؓ مصیبت والوں میں سے نہ تھے (جن پر قیامت میں مصیبت آئے گی) علیؓ نے کہا [illegible] منھ میں خاک، میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ (قیامت [illegible]) میں اور طلحہؓ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن [illegible] میں اللہ نے فرمایا "ونزعنا ما فی صدورهم [illegible] انا علی سرر متقابلین" (اور ہم اُن کے دلوں کی [illegible] دور کر دیں گے کہ وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی ہو کے بیٹھیں گے)۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی علیؓ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں اور طلحہ اور زبیرؓ اُن لوگوں میں ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

حلفائے بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی جو زبیر بن العوام کے حلیف تھے

حاطب بن ابی بلتعہ

اُن کی کنیت ابو محمد تھی، جو لخم میں سے تھے، راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے بیٹے تھے، وہ مالک بن عدی بن الحارث بن مرۃ بن اُدد بن [illegible] بن اشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن [illegible] قحطان کے تھے اور قحطان تک میں کا اتفاق ہے۔

[illegible] خالفہ تھا، اُن کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، [illegible] تم لوگ کون ہو؟ انھوں نے کہا بنی خالفہ (خالفت کرنے والے) فرمایا: تم لوگ بنی راشدہ ہو (راشدہ یعنی ہدایت پانے والے)۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب حاطب بن ابی بلتعہ اور ان کے مولیٰ سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ اور رخیلہ بن خالد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حاطبؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمان کے ساتھ مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس بھیجا، حاطبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن تیر اندازوں میں سے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے، انھوں نے ۳۰ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں مدینے میں وفات پائی، اُن پر عثمانؓ بن عفان نے نماز پڑھی۔

اولاد حاطبؓ میں سے ایک شیخ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ حاطبؓ خوبصورت جسم اور چھدری ڈاڑھی والے کوزپشت (کبڑے) تھے، وہ کوتاہی قد کی طرف اتنا مائل تھے جتنا موٹی انگلیوں والا ہوتا ہے۔

۸۱ یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے وفات کے دن چار ہزار دینار و درہم وغیرہ چھوڑے، وہ تاجر تھے جو غلہ وغیرہ فروخت کرتے تھے مدینے میں حاطب کا کچھ بقیہ تھا۔

سعدؓ، حاطبؓ کے مولیٰ

ابن ابی بلتعہ جو سعد بن خولیؓ بن سبرہ بن دریم بن قیس بن مالک ابن عمیرہ بن عامر بن بکر بن عامر بن بکر بن عامر الاکبر بن عوف بن بکر بن عوف ابن عذرہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب، جو قضاعہ میں سے تھے، کہا جاتا ہے کہ سعد بن خولی بن فروہ بن القوسار تھے۔

خولی کو ایک شخص کہتا تھا کہ وہ بنی اسد میں سے تھے، اُس نے کہا کہ اُن کی بیوی بنی القوسار میں سے تھیں (اشعار):

ان ابنة القوسار یا صاح دلنی علیہا قضاعی یحب جمالیا

القوسار کی بیٹی کو اے صاحب مجھے ایک قضاعی نے بتایا جو میرا جمالی (حساب ابجد جو

اشعار میں رائج ہے) پسند کرتا تھا۔

فاعطیت خولیّ بن فروۃ ما اشتھی من المشمخرات الذّری والروابیا

میں نے خولی بن فروہ کو اُن کی خواہش کے مطابق بلند زمینیں اور تکبر کرنے والے بچے عطا کیے۔

لوگوں نے اس پر اتفاق کیا کہ سعد بن خولی قبیلۂ کلب سے تھے سوائے ابو معشر کے جو کہتے تھے کہ وہ مذحج میں سے تھے، ممکن ہے کہ انھیں اُن کا نسب نہ یاد رہا ہو جیسا کہ اُس کو دوسروں نے یاد رکھا۔

سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انھیں گرفتاری کی مصیبت آئی، وہ حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی کے پاس گرفتار اور غلام ہو کے پہنچے جو بنی اسد ابن عبد العزیٰ بن قصی کے حلیف تھے، اُنھوں نے اُن پر انعام کیا۔

سعد، حاطب کے ساتھ بدر و اُحد میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بتیسویں مہینے احد میں شہید ہوئے، عمرؓ بن الخطاب نے اُن کے بیٹے عبد اللہ بن سعد کو انصار میں شمار کیا، تین آدمی تھے، سعد کا کوئی پوتا نہ تھا۔

بنی عبد الدار بن قصی میں سے

مُصعب الخیر

ابن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھے، کنیت ابو محمد تھی، والدہ خُناس بنت مالک بن المُضَرِّب ابن وہب بن عمرو بن حجیر بن عبد معیص بن عامر بن لوی تھیں۔

مصعبؓ کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام زینب تھا، اُن کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرۃ بن کثیر ابن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھیں، اُنھوں نے عبداللہ بن عبداللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ کے ساتھ نکاح کر دیا، اُن سے اُن کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام قریبہ تھا۔

۸۲

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعبؓ بن عمیر جوانی، خوبصورتی اور پیشانی کے بالوں میں مکے کے جوانوں میں یکتا تھے، اُن کے والدین اُن سے محبت کرتے، اُن کی والدہ غنی اور بہت مالدار تھیں اُنھیں اچھے سے اچھے اور باریک کپڑے پہناتی تھیں، وہ اہل مکہ میں سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے، حضرمی جوتے پہنتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا ذکر کر کے فرماتے کہ میں نے مکے میں مصعبؓ بن عمیر سے زیادہ خوبصورت بال والا باریک کپڑے پہننے والا اور ناز و نعمت والا کسی کو نہیں دیکھا۔

جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم ابن ابی الارقم میں اُنھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو وہ آئے، اسلام لائے، آپ کی تصدیق کی اور روانہ ہو گئے، مگر اپنی والدہ اور قوم کے خوف سے اپنا اسلام چھپایا، وہ خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد و رفت رکھتے۔

عثمان بن طلحہ نے اُنھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا، اُن کی والدہ اور قوم کو خبر کر دی، لوگوں نے اُنھیں گرفتار کر کے قید کر دیا، وہ برابر قید رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت میں ملک حبشہ گئے، جب اور مسلمان واپس آئے تو اُن کے ہمراہ وہ بھی آئے، وہ موٹے ہو گئے تھے، اُن کی ماں اُن کو ملامت کرنے سے باز رہیں۔

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک روز ہم عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ

بیٹھے ہوئے تھے، وہ مسجد بنا رہے تھے، انھوں نے کہا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب ابن عمیر آئے، ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا، اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا، اس کی انھوں نے آستین بنالی تھی اور اس کی کھال کا پیوند لگالیا تھا۔

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لیے، ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ پیوند لگانے کے لیے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہ تھا۔

انھوں نے سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور اچھی طرح ان پر اللہ کی ثنا کی اور فرمایا: الحمد للہ، دنیا کو چاہیے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے، میں نے انھیں مصعبؓ کو دیکھا ہے کہ مکے میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز ونعم میں نہ تھا، انھیں اس سے خیر کی رغبت نے، جو اللہ و رسول اللہ کی محبت میں تھی، نکالا۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعبؓ ابن عمیر جب سے اسلام لائے اس وقت سے احد میں شہید ہونے تک (رحمۃ اللہ) میرے دوست اور ساتھی رہے، وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے جماعت مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے، میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا کہ ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم اس سے اختلاف ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینے بھیجا کہ وہ انصار کو دین کی تعلیم دیں

۸۳

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا کہ

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے پہلے جو لوگ مدینے کی ہجرت میں ہمارے پاس آئے وہ مصعبؓ بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب مصعبؓ بن عمیر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی، تو سعد بن معاذ کے پاس اترے۔

ابراہیم بن محمد العبدری نے اپنے والد سے (اور بھی متعدد طرق سے) روایت کی کہ جب عقبۂ اولیٰ والے بارہ آدمی واپس ہوئے اور اسلام انصار میں پھیل گیا تو انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ایک عریضہ لکھا کہ ہمارے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیے جو ہمیں دین کی تعلیم دے اور قرآن پڑھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس مصعبؓ بن عمیر کو بھیجا، وہ آئے، اور سعد بن زرارہ کے پاس اترے، مصعبؓ انصار کے پاس اُن کے مکانوں اور قبائل میں آتے، اسلام کی دعوت دیتے قرآن پڑھ کے سناتے، ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہونے لگے۔ اسلام ظاہر ہوگیا اور انصار کے تمام مکانوں اور عوالی (مدینے کے آس پاس کی بستیوں) میں پھیل گیا، بجز قبیلۂ "اوس اللہ" کے مکانات کے، جو خطمہ اور وائل اور واقف کے خاندان تھے، مصعبؓ انھیں قرآن پڑھ کے سناتے اور تعلیم دیتے تھے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر اس امر کی اجازت چاہی کہ وہ اُن لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائیں، آپ نے اجازت دی اور تحریر فرمایا کہ اُس دن کو دیکھ لینا جس دن یہود اپنے سبت (ہفتے) کی وجہ سے بلند آواز سے نماز پڑھتے ہیں، جب آفتاب ڈھل جائے تو اُس وقت دو رکعت سے اللہ کے قریب ہو جاؤ اور خطبہ پڑھو۔

مصعبؓ بن عمیر نے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جمعے کی نماز پڑھائی، وہ بارہ آدمی تھے اور ایک بکری (غذا میں) اُن لوگوں کے لیے صرف

ایک بکری ذبح کی گئی تھی، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام میں جمعے کی نماز پڑھائی۔

۸۴ انصار کی ایک جماعت سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے انھیں جمعہ پڑھایا وہ ابوامامہ سعد بن زرارہ تھے، پھر مصعبؓ بن عمیر مدینے سے اُن ستر اوس وخزرج کے حجاج کے ہمراہ روانہ ہوئے جو عقبۂ ثانیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تھے، وہ اسعد بن زرارہ کے رفیق سفر بن گئے اور مکے پہنچے۔

سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے مکان کے قریب بھی نہ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار اور اسلام کی جانب اُن کی تیز رفتاری کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگوں کو اسلام سے بعید خیال فرماتے تھے، اُن کے بیان کردہ حالات سے خوش ہوئے۔

مصعبؓ کی والدہ کو معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو کہلا بھیجا کہ او نافرمان، تو اُس شہر میں جس میں میں ہوں اس طرح آتا ہے کہ پہلے مجھ سے نہیں ملتا، انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی اور سے ملوں۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر لیا اور جو کچھ بتانا تھا بتا چکے تو اپنی والدہ کے پاس گئے، اُس نے کہا کہ تم اب تک اُسی غیر دین پر ہو جس پر تھے، انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں، جو اسلام ہے، جس کو اللہ نے اپنے لیے اور اپنے رسول کے لیے پسند کیا ہے۔

اُس نے کہا کہ تم نے اس کا کیا شکر کیا جو میں نے ایک مرتبہ ملک حبشہ میں اور ایک مرتبہ یثرب میں تمھارا غم کیا، انھوں نے کہا کہ میں اپنے دین پر قایم ہوں اگر تم لوگ مجھے فتنے میں ڈالو (جب بھی) اُس نے اُن کے قید کرنے کا ارادہ کیا، تو انھوں نے کہا کہ اگر تو نے مجھے

قید کرے گی تو جو مجھے روکے گا مجھے اُس کے قتل کرنے کی حرص ہوگی۔ ماں نے کہا کہ اپنے حال پر چلا جا، اور رونے لگی، مصعبؓ نے کہا پیاری ماں میں تیرا خیر خواہ ہوں، تجھ پر شفیق ہوں، تو شہادت دے دے کہ لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ" اس نے کہا چمکتے ستاروں کی قسم، میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی، کہ میری رائے کو عیب لگایا جائے اور عقل کو ضعیف کہا جائے، میں تجھے اور تیرے دین کو چھوڑتی ہوں (جی میں جیسا آئے ویسا کرتا) البتہ میں اپنے دین پر قایم ہوں۔

مصعبؓ بن عمیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکے میں بقیہ ذی الحجہ اور محرم وصفر میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل ربیع الاول کے چاند کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بارہ شب پہلے مدینے آگئے۔

عطا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مدینے میں جمعہ پڑھایا وہ بنی عبد الدار کا ایک شخص تھا، راوی نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے؟ انھوں نے کہا ہاں، بالکل حکم سے، سفیان نے کہا کہ وہ مصعبؓ بن عمیر تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ بن عمیر اور سعدؓ بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اور مصعبؓ بن عمیر اور ابی ایوب انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور کہا جاتا ہے کہ ذکوان بن عبد قیس کے درمیان تھی۔

مصعبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُٹھایا

عمر بن حسین سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا　　۸۵

سب سے بڑا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا، مصعب بن عمیر کے پاس تھا۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم احد میں مصعب بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا، مسلمان بکھر گئے تو مصعب اس کو لیے ہوئے ثابت قدم رہے، ابن قمیئہ آیا جو سوار تھا، اس نے ان کے داہنے ہاتھ پر تلوار مار کے اسے کاٹ دیا، مصعب کہہ رہے تھے: "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" الآیہ (محمد اللہ کے رسول ہی ہیں ان سے پہلے تمام رسول گزر گئے) انھوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسے مضبوط پکڑ لیا۔

اس نے بائیں ہاتھ پر تلوار مار کے اسے بھی کاٹ دیا تو انھوں نے جھنڈا مضبوط پکڑ لیا اور اسے اپنے بازوؤں سے اپنے سینے سے لگا لیا، اور کہہ رہے تھے "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" الآیہ۔

اس نے تیسری مرتبہ ان پر نیزے سے حملہ کیا اور اسے ان کے جسم میں گھسیڑ دیا، نیزہ ٹوٹ گیا، مصعب گر پڑے اور جھنڈا بھی گر گیا، بنی عبدالدار میں سے دو آدمی آگے بڑھے، سویبط بن سعد بن حرملہ اور ابوالروم بن عمیر، اس جھنڈے کو ابوالروم بن عمیر نے لے لیا، وہ برابر انھیں کے ہاتھ میں رہا، یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور اسے لے کے مدینے میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ آیت "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل" اس روز تک نازل نہیں ہوئی تھی، اس کے بعد نازل ہوئی۔

عبداللہ بن فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا مصعب بن عمیر کو دیا، مصعب قتل کر دیے گئے تو اسے ایک فرشتے نے

لے لیا جو مصعبؓ کی صورت میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخر میں اس سے فرمانے لگے کہ اے مصعبؓ ادھر آؤ، فرشتہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں مصعبؓ نہیں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ وہ فرشتہ ہے جس سے مدد کی گئی۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصعبؓ ابن عمیر کے پاس کھڑے ہوئے، جو منہ کے بل پڑے ہوئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت "من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه" آخر تک۔ (مومنین میں سے وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا) پڑھی۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلعم گواہی دیتے ہیں کہ قیامت کے دن تم لوگ اللہ کے نزدیک شہدا ہو، آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، لوگو ان کی زیارت کرو، ان کے پاس آؤ، اور انھیں سلام کرو، کیوں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ قیامت تک، جو سلام کرنے والا انھیں سلام کرے گا، یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

خباب بن الارت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی جس سے ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے، اللہ پر ہمارا اجر واجب ہوگیا ہم میں سے بعض وہ ہیں جو اس طرح گزر گئے کہ انھوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا، انھیں میں سے مصعبؓ بن عمیر ہیں جو یوم احد میں شہید ہوئے، ان کے لیے سوائے ایک چادر کے اور کوئی چیز نہ ملی جس میں انھیں کفن دیا جاتا۔

٨٦

راوی نے کہا کہ جب ہم اسے سر پر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں پر ڈھانکتے تو سر کھل جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اسے جو حصہ سر کے متصل ہے اس پر کر دو اور اُن کے پاؤں پر اذخر (گھاس) رکھ دو، اور ہم میں بعض وہ ہیں جن کے پھل پک گئے ہیں وہ انہیں کاٹتا ہے۔

ابراہیم بن محمد بن شرحبیل العبدری نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن عمیر نرم کھال والے، خوبصورت بال کے، نہ لمبے نہ ٹھنگنے تھے، ہجرت کے بتیسویں مہینے جب کہ چالیس سال یا کسی قدر زیادہ کے تھے، اُحد میں قتل ہوئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس کھڑے ہوئے، اُن کو کفن پہنا دیا گیا تھا، آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مکے میں دیکھا کہ وہاں بھی تم سے زیادہ باریک کپڑے والا اور خوبصورت بال والا نہ تھا، اب تم ایک چادر میں پراگندہ سر ہو، آپ نے اُن کے متعلق حکم دیا کہ دفن کیے جائیں، قبر میں اُن کے بھائی ابوالرّوم بن عمیر اور عامر بن ربیعہ اور سویبط ابن سعد بن حرملہ اُترے۔

سویبط بن سعد

ابن حرملہ بن مالک، اور مالک شاعر تھے، ابن عُمیلہ بن السبّاق، ابن عبد الدار بن قصی، اُن کی والدہ ہنیدہ بنت خباب ابی سرجان ابن منقذ بن سبیع بن جُعثمہ بن سعد بن مُلیح جو خزاعہ میں سے تھے، سویبط مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سویبط بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو عبد اللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سویبط ابن سعد اور عائذ بن ماعص الزرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، سویبط

بدر و احد میں حاضر ہوئے۔

عبد بن قصی بن کلاب کی اولاد

طلیب بن عمیر
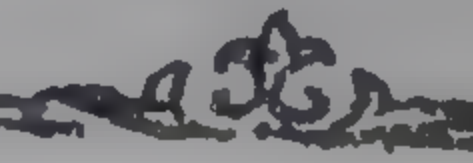
ابن وہب بن کثیر بن عبد بن قصی، کینت ابو عدی تھی، والدہ اروی بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

۸۷ موسی ابن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلیب بن عمیر دار الارقم میں اسلام لائے اور اپنی والدہ کے پاس گئے جو اروی بنت عبد المطلب تھیں، اُن سے کہا کہ میں محمد صلعم کا تابع ہوگیا، اور اللہ کے لیے اسلام لے آیا۔

والدہ نے کہا کہ تم نے جس کی مدد کی اور قوت دی اُن میں سب سے زیادہ مستحق تمھارے ماموں کے بیٹے ہیں، واللہ اگر ہم لوگ اُس پر قادر ہوتے جس پر مرد قادر ہیں تو ضرور آن کی حفاظت کرتے اور اُن سے مدافعت کرتے، میں نے کہا کہ پیاری ماں تمھیں اسلام لانے اور اُن کی پیروی کرنے سے کون مانع ہے، تمھارے بھائی حمزہؓ تو اسلام لائے ہیں؟

اُنھوں نے کہا، دیکھو میرے بھائی کیا کرتے ہیں، میں بھی اُن عورتوں میں سے ایک ہوں گی (جو اسلام قبول کریں)، میں نے کہا کہ خدا کے لیے تم سے درخواست ہے کہ خدمت نبوی میں حاضر ہو، سلام کرو، آپ کی تصدیق کرو اور شہادت دو کہ "لا الہ الا اللہ" اُنھوں نے کہا کہ

میں شہادت دیتی ہوں کہ "لا الٰہ الا اللہ، واشہد ان محمداً رسول اللہ"۔

اس کے بعد وہ اپنی زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مددگار ہوگئیں، اپنے بیٹے کو آپ کی مدد اور فرماں برداری پر برانگیختہ کرتی رہیں، لوگوں نے کہا کہ دوسری ہجرت حبشہ میں طلیبؓ بن عمیر بھی تھے۔ اس کو موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق، ابومعشر اور محمد بن عمر سب نے بیان کیا اور اس پر اتفاق کیا۔

حکیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب طلیبؓ ابن عمیر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ عبداللہ بن سلمہ العجلانی کے پاس اُترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلیبؓ ابن عمیر اور منذر بن عمرو الساعدی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، طلیبؓ بروایت محمد بن عمر، بدر میں حاضر ہوئے، انھوں نے (محمد بن عمر نے) اس کو ثابت کیا ہے، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور ابومعشر نے اُن کا اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں حاضر ہوئے۔

عائشہ بنت قدامہ سے (اور متعدد طرق سے) مروی ہے کہ طلیبؓ بن عمیر یوم اجنادین میں جو جمادی الاولیٰ ۱۳ھ میں ہوا بعمر پینتیس سال شہید ہوئے، اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

اولاد زہرہ بن کلاب بن مرہ

عبدالرحمٰن بن عوف

ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب، جاہلیت میں

اُن کا نام عبد عمرو تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ اسلام لائے اُن کا نام عبد الرحمٰن رکھا، کنیت ابو محمد تھی اُن کی والدہ الشّفا بنت عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

۸۸ یعقوب بن عتبہ الاخنسی سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف عام الفیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن ابن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور وہاں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف کا نام عبد الکعبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام عبد الرحمٰن رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ اے ابو محمد تم نے حجر اسود کے بوسہ دینے میں کیوں کر کیا، اُنھوں نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا، بوسہ بھی دیا اور ترک بھی کیا، آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا، لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں، محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں۔

عبد الرحمٰن بن حُمید نے اپنے والد سے روایت کی مسور بن مخرمہ نے کہا کہ جس وقت میں عثمانؓ اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان لشکر کے ساتھ چل رہا تھا، اور عبد الرحمٰن ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے میرے آگے تھے، تو عثمانؓ نے کہا کہ سیاہ چادر والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا عبد الرحمٰنؓ بن عوف، عثمانؓ نے مجھے پکارا! اے مسور، میں نے کہا لبیک یا امیر المومنین، اُنھوں نے کہا کہ جس نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمانؓ پہلی اور دوسری ہجرت میں تمھارے ماموں عبد الرحمٰن سے بہتر ہیں تو وہ کاذب ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبد الرحمٰنؓ ابن عوف نے

مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو بنی الحارث بن خزرج میں سعد ابن الربیع کے پاس اُترے، سعد بن الربیع نے اُن سے کہا کہ یہ میرا مال ہے، میں تم آپس میں اُسے تقسیم کرلیں، میری دو بیویاں ہیں، ایک سے تمھارے لیے دست بردار ہوتا ہوں، اُنھوں نے کہا کہ اللہ تمھارے لیے برکت کرے، جب صبح ہو تو تم مجھے اپنا بازار بتا دینا، لوگوں نے اُنھیں بتا دیا، وہ نکلے، اور اپنے ساتھ گھی اور پنیر لے کے واپس آئے جو اُنھیں نفع میں حاصل ہوا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور سعد بن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

۸۹ انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف مدینے میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عبدالرحمٰن سے سعد نے کہا کہ اے میرے بھائی، میں مال میں تمام اہل مدینہ سے زائد ہوں، تم میرا کچھ مال دیکھو اور لے لو، میری دو بیویاں ہیں، اُن میں سے جو تمھیں پسند آئے اُسے دیکھ لو تاکہ میں اُسے تمھارے لیے طلاق دے دوں۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اللہ تمھارے مال اور گھر والوں میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، اُنھوں نے خرید و فروخت کی جس میں نفع ہوا، وہ کچھ گھی اور پنیر لائے، وہ اتنے دن ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے اُن کا ٹھہرنا چاہا۔

پھر وہ اس حالت میں آئے کہ اُن کے کپڑوں پر زعفران کا اثر تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا خبر ہے، اُنھوں نے کہا کہ یارسول اللہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے، آپ نے فرمایا اُس کو مہر کیا دیا، اُنھوں نے کہا کہ کھجور کی ایک گٹھلی بھر سونا، فرمایا کہ ولیمہ کرو، خواہ ایک ہی بکری کا ہو، عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ اگر کوئی پتھر اُٹھاتا تو امید کرتا کہ مجھے اُس کے نیچے سونا یا چاندی ملے گی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے انصار کی ایک عورت سے تیس ہزار درم مہر پہ نکاح کیا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں مکانوں کے لیے بطور حد خط لگایا، آپ نے بنی زہرہ کے لیے مسجد کے پچھلے حصے میں ایک کنارے خط لگایا، عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے مکان کے حصے میں حَشّ تھا، حَشّ چھوٹی چھوٹی کھجوروں کا وہ باغ ہے جو سینچا نہیں جاتا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمرؓ بن الخطاب نے مجھے فلاں فلاں زمین بطور جاگیر عطا فرمائی، زبیرؓ عمرؓ کے خاندان والوں کے پاس گئے اور اُن سے اُن کا حصہ خرید لیا، زبیرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ ابن عوف نے یہ یہ کہا تو اُنھوں نے کہا کہ اُن کی شہادت درست ہے، خواہ وہ اُن کے موافق ہو یا خلاف۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شام میں ایک زمین عطا فرمائی جس کا نام السلیل تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، آپ نے مجھے اس کے متعلق کوئی فرمان بھی تحریر نہیں فرمایا، صرف یہ فرمایا تھا کہ جب ملک شام اللہ تعالیٰ ہمارے لیے فتح کردے گا تو وہ زمین تمھارے لیے ہے۔

عبد الرحمٰن بن عوف کی ازواج و اولاد

۹۰

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن بن عوف کی اولاد میں سالم اکبر تھا جو قبل اسلام مر گیا، اُس کی ماں ام کلثوم بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں، ایک لڑکی ام قاسم بھی جاہلیت میں پیدا ہوئی، اُس کی ماں بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

محمد جس کے نام سے اُن کی کنیت (ابو محمد) تھی، اور ابراہیم، حُمید، اسماعیل، حَمیدہ اور امۃ الرحمٰن، ان سب کی ماں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

معن، عمر، زید، امۃ الرحمٰن صغریٰ، ان سب کی ماں سہلہ بنت عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان قبیلۂ قضاعہ کی شاخ بلی کے انصار میں سے تھیں۔

عروۂ اکبر جو جنگ افریقہ میں شہید ہوئے، اُن کی ماں بحریہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن ابی ربیعہ بنی شیبان میں سے تھیں۔

سالم اصغر جو فتح افریقہ کے دن مقتول ہوئے، اُن کی ماں سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وُد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی تھیں۔

ابو بکر، اُن کی ماں ام حکیم بنت قارظ بن خالد بن عبید بن سوید تھیں جو اُن کے حلیف تھے۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن جو افریقہ میں شہید ہوئے، جب وہ فتح ہوا اُن کی ماں بنت ابی الحیس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل قبیلۂ اوس کے انصار میں سے تھیں۔

ابو سلمہ جن کا نام عبد اللہ الاصغر تھا، اُن کی ماں تُماضر بنت صبغ ابن عمرو بن ثعلبہ بن حصن بن ضمضم بن عدی بن جناب قبیلۂ کلب سے تھیں، وہ پہلی کلبیہ ہیں جن سے ایک قریشی نے نکاح کیا۔

عبد الرحمن بن عبد الرحمن، اُن کی ماں اسما بنت سلامہ بن مُخَرّبہ ابن جندل بن نہشل بن دارم تھیں۔

مصعب و آمنہ و مریم اُن کی ماں ام حُریث بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

سہیل جن کی کنیت ابو الابیض تھی، اُن کی ماں مجد بنت یزید ابن سلامہ ذی فایش الحمیریہ تھیں۔

عثمان، اُن کی ماں غزال بنت کسریٰ ام ولد تھیں جو یوم مدائن میں سعد بن ابی وقاص کے قیدیوں میں سے تھیں۔

عروہ جو لاولد مر گئے، یحییٰ اور بلال جو مختلف ام ولد سے تھے اور سب لاولد مر گئے اور ام یحییٰ بنت عبد الرحمن، اُن کی ماں زینب بنت الصبّاح بن ثعلبہ بن عوف بن شبیب بن مازن تھیں، یہ بھی بہراء کے قیدیوں میں سے تھیں۔

جویریہ بنت عبد الرحمن، اُن کی ماں بادیہ بنت غیلان بن سلمہ ابن مُعَتِّب الثقفی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن عوف بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے یوم اُحد میں جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

91 عمرو بن وہب سے مروی ہے کہ ہم مغیرہ بن شعبہ کے پاس تھے دریافت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کے علاوہ اس امت کے کسی اور شخص کو بھی اپنا امام بنایا؟ انھوں نے کہا ہاں، انھوں نے میرے سامنے بطور تصدیق کے اُس حدیث کا اضافہ کیا جو اِس کے قریب تھی:

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے جب فجر کا وقت ہوا تو آپ نے میرے اونٹ کی گردن پر مارا میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے، میں آپ کے برابر ہو گیا، ہم چلے یہاں تک کہ قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور ہو گئے، آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور پیدل چل کے نظر سے غائب ہو گئے۔

آپ بہت دیر ٹھہرے، پھر تشریف لائے اور فرمایا، مغیرہ تمھیں بھی حاجت ہے، میں نے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں، فرمایا، کیا تمھارے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں، اٹھ کر مشک کے پاس گیا، یا انھوں نے کہا توشہ دان کے پاس گیا جو کجاوے کے پیچھے لٹکا ہوا تھا، اسے آپ کے پاس لایا، ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے، اور خوب اچھی طرح دھوئے، مجھے شک ہے کہ آپ نے انھیں مٹی سے ملایا نہیں، آپ نے منھ دھویا، دونوں ہاتھ آستین سے نکالنے لگے، جسم پر ایک تنگ آستین کا شامی جبہ تھا، وہ تنگ ہوا تو آپ نے اپنے ہاتھ اُس کے نیچے سے بالکل نکال دیئے، پھر منھ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو مرتبہ منھ دھویا، میں نہیں جانتا کہ آیا اسی طرح تھا، پھر آپ نے پیشانی، عمامے اور موزوں پر مسح کیا، ہم سوار ہو گئے تو لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ نماز شروع ہو گئی تھی، عبد الرحمن بن عوف سب کے آگے تھے، وہ انھیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے، لوگ دوسری رکعت میں تھے، میں عبد الرحمن کو اطلاع کرنے چلا، آپ نے منع کیا، ہم دونوں نے وہ رکعت پڑھی جو پائی، اور وہ قضا کی جو ہم سے پہلے ہو گئی تھی۔

ابن سعد نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمر سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا، مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وضو کا پانی لایا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبدالرحمٰنؓ ابن عوف کے پیچھے نماز پڑھی تو فرمایا کہ کسی نبی کی اُس وقت تک ہرگز وفات نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی امت کے مرد صالح کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰنؓ ابن عوف کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا، یہ واقعہ شعبان ۶ھ کا ہے، آپ نے اُن کا عمامہ اپنے ہاتھ سے کھول ڈالا اور دوسرا سیاہ عمامہ باندھا، آپ نے اُس میں سے اُن کے دونوں شانوں کے درمیان بھی لٹکا یا۔

وہ دومہ آئے، لوگوں کو دعوت اسلام دی، مگر انھوں نے تین مرتبہ انکار کیا، اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لائے جو نصرانی تھے اور اُن لوگوں کے رئیس تھے، عبدالرحمٰن نے کسی کو بھیج کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ نے انھیں لکھا کہ تماضر بنت اصبغ سے وہ نکاح کرلیں، عبدالرحمٰن نے اُن سے نکاح کرلیا اور اُن سے زفاف کیا، انھیں لے آئے، وہی ام سلمہ ابن ابی عبدالرحمٰن تھیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ریشمی لباس کی اجازت دی

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن ابن عوف آبلوں کی بیماری کی وجہ سے ریشمی لباس پہنتے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عبدالرحمنؓ بن عوف آبلوں کے مریض تھے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ریشمی کرتے کی اجازت چاہی، آپ نے انھیں اجازت دی، حسنؓ نے کہا مسلمان جنگ میں ریشمی لباس پہنتے تھے۔

عبدالوہاب بن عطا سے مروی ہے کہ سعید بن ابی عروبہ سے حریر (ریشم) کو پوچھا گیا تو انھوں نے قتادہ اور انسؓ ابن مالک کی روایت سے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں عبدالرحمن بن عوف کو خارش کی وجہ سے جو وہ اپنی جلد میں محسوس کرتے تھے حریر کے کرتے کی اجازت دی تھی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبدالرحمنؓ بن عوف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی کثرت کی شکایت کی اور عرض کی، یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ حریر کا کرتہ پہنوں آپ نے ان کو اجازت دے دی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی اور عمرؓ قایم مقام ہوئے تو عبدالرحمن اپنے بیٹے ابوسلمہ کو لائے جو حریر کا کرتہ پہنے تھے، عمرؓ نے کہا یہ کیا ہے انھوں نے کرتے کے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کے نیچے تک پھاڑ ڈالا، عبدالرحمنؓ نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اُسے حلال کر دیا ہے، انھوں نے کہا کہ آپ نے تمھارے لیے صرف اس لیے حلال کیا تھا کہ تم نے آپ سے جوؤں کی شکایت کی تھی لیکن تمھارے سوا کسی اور کے لیے تو نہیں۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ عبدالرحمنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن العوام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکایت کی، آپ نے اُن دونوں کو جہاد میں حریر کے کرتے کی اجازت دی، عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر میں نے اُن دونوں کے

جسموں پر حریر کے کرتے دیکھے۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کو حریر کے لباس کی اجازت دی گئی تھی۔
سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ایسی چادر یا جوڑا پہنتے جس کی قیمت پانچ یا چار سو درہم کے مساوی ہوتی۔

۹۳

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے سیاہ عمامہ باندھا اور فرمایا اس طرح عمامہ باندھا کرو۔
سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جب مکے آتے تو اپنی اس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس سے انھوں نے ہجرت کی تھی۔ یزید نے اپنی حدیث میں کہا کہ اُس منزل میں ٹھہرنا ناپسند کرتے جس میں جاہلیت میں ٹھہرا کرتے تھے، اور اُس سے نکل جاتے تھے۔
ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اے ابن عوف، تم امیروں میں سے ہو اور جنت میں بغیر تھکے ہوئے ہرگز داخل نہ ہو سکو گے، اس لیے اللہ کو قرض دو کہ وہ تمھارے لیے تمھارے قدموں کو چھوڑ دے۔ ابن عوف نے کہا، یا رسول اللہ میں کیا چیز اللہ کو قرض دوں، فرمایا تم نے شام کو جو کچھ چھوڑا اسی میں شروع کرو، عرض کی: یا رسول اللہ، اُس تمام مال میں؟ آپ نے فرمایا ہاں، ابن عوف نکلے، انھوں نے اس کا قصد کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلا بھیجا اور فرمایا کہ جبریل نے کہا کہ ابن عوف کو حکم دیجیے کہ وہ مہمان کی ضیافت کریں، مسکین کو کھانا کھلائیں، سایل کو دیا کریں، اور اُن کے ساتھ شروع کریں جو اُن کے عیال ہیں، جب وہ ایسا کریں گے تو یہ اُن کے

عیب کا پاک کرنے والا ہوگا۔

حبیب بن مرزوق سے مروی ہے کہ عبدؓ الرحمٰن بن عوف کا ایک قافلہ آیا، اُس زمانے میں اہل مدینہ کو پریشانی تھی، عایشہؓ نے کہا یہ کیا ہے تو کہا گیا کہ عبد الرحمٰن بن عوف کا قافلہ ہے، عائشہؓ نے کہا کہ دیکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ گویا میں عبدُ الرحمٰن بن عوف کو پل صراط پر دیکھ رہا ہوں جو کبھی ڈگمگاتے ہیں اور کبھی سنبھل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ بچ گئے، حالاں کہ وہ بچتے نہیں معلوم ہوتے تھے، عبدُ الرحمٰن بن عوف کو یہ معلوم ہوا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ سب اونٹ اور جوان پر ہے صدقہ ہے، راوی نے کہا کہ اُن اونٹوں پر جو کچھ تھا وہ اُن سے بہت زیادہ قیمت کا تھا، اور اُس روز پانچ سو اونٹ تھے۔

ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج سے فرماتے سنا کہ میرے بعد جو شخص تم لوگوں کا محافظ ہوگا وہ صادق اور نیکوکار ہوگا، اے اللہ عبد الرحمٰن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔

۹۴ احمد بن محمد الازرقی نے اپنی حدیث میں کہا کہ ابراہیم بن سعد نے کہا کہ مجھ سے میرے گھر والوں نے جو عبد الرحمٰن بن عوف کی اولاد میں سے تھے کہا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے کیدمہ کا مال جو بنی النضیر سے اُن کے حصے میں آیا تھا چالیس ہزار دینار کو فروخت کیا اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقسیم کردیا۔

ام بکر بنت مسور سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے وہ زمین جو انھیں عثمانؓ سے ملی تھی چالیس ہزار دینار کو فروخت کی، اُس کو انھوں نے فقرائے بنی زہرہ اور حاجت مند لوگوں اور امہات المومنین میں تقسیم کیا، مسور نے کہا کہ میں عایشہؓ کے پاس اُس میں سے اُن کا حصہ لایا تو اُنھوں نے پوچھا، یہ کس نے بھیجا ہے،

میں نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن عوف سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے صابرین کے میرے بعد اور کوئی تم عورتوں پر مہربان نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ابن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کرے۔

عبد الرحمٰنؓ بن عوف کا حلیہ

عمران بن مناح سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰنؓ بن عوف میں بوڑھاپے کا تغیر نہیں ہوتا تھا۔

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف لمبے، خوبصورت اور نرم کھال والے آدمی تھے، سینہ کسی قدر ابھرا ہوا تھا، گورے سے رنگ سرخ تھا، اُن کی ڈاڑھی اور سر کا رنگ بدلتا نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد الرحمٰن نے ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے۔

عبد الرحمٰن مجلس شوریٰ اور حج کے متولی بنائے گئے

ام بکر بنت مسور نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبد الرحمٰن بن عوف مجلس شوریٰ کے رکن ہوئے تو مجھے سب سے زیادہ اُن کا رکن ہونا پسند تھا، اگر وہ چھوڑ دیتے تو سعد بن ابی وقاص کی رکنیت زیادہ پسند تھی، مجھے عمرو بن العاص ملے، انھوں نے کہا کہ تمھارے ماموں کا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے (آیا وہ اس شخص سے

راضی ہوگا یا ناراض، کہ اس امر کا کوئی اور والی بنایا جائے حالاں کہ وہ اُس سے بہتر ہوں، انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں سوائے عبد الرحمٰن کے اور کسی کو پسند نہیں کرتا۔

میں عبد الرحمٰن کے پاس آیا اور اُن سے اس کا ذکر کیا تو پوچھا، تم سے یہ کس نے کہا، میں نے کہا میں آپ کو نہیں بتاؤں گا، انھوں نے کہا کہ اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے تو میں تم سے کبھی نہ بولوں گا، میں نے کہا کہ عمرؓو بن العاص نے، عبد الرحمٰن نے کہا کہ واللہ اگر چھری لی جائے اور میرے حلق پر رکھ کے دوسری جانب تک گھسیڑ دی جائے تو یہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

۹۵

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے اصحابِ شوریٰ سے کہا کہ اس حد تک تم لوگوں کا حرج تو نہیں کہ میں تمہارے لیے کسی کا انتخاب کر دوں اور خود اس سے (شوریٰ سے) آزاد ہو جاؤں، علیؓ نے کہا کہ ہاں، سب سے پہلے میں راضی ہوں، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ اہل آسمان میں بھی امین ہیں اور اہل زمین میں بھی امین ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ۱۳ھ میں جب عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس سنہ میں عبد الرحمٰن بن عوف کو امیر بنا کے بھیجا، انھوں نے لوگوں کو حج کرایا، عبد الرحمٰن نے عمر کے ساتھ وہ حج بھی کیا جو ۲۳ھ میں اُن کا آخری حج تھا۔

اسی سال عمرؓ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کی اجازت دی، وہ شغدفوں میں سوار کی گئیں ہمراہ عثمانؓ بن عفان اور عبد الرحمٰن ابن عوف کو کیا، عثمانؓ اپنی سواری پر اُن کے آگے چلتے اور کسی کو اُن کے قریب نہ آنے دیتے، عبد الرحمٰن بن عوف اپنی سواری پر اُن کے پیچھے چلتے، وہ بھی کسی کو اُن کے قریب نہ ہونے دیتے۔ ازواجِ مطہرات ہر منزل پر عمرؓ کے ساتھ اُترتی تھیں، عثمانؓ اور

عبدالرحمنؓ انہیں گھاٹیوں میں اتارتے، لوگ انہیں گھاٹیوں کی طرف کرتے، عثمانؓ اور عبدالرحمنؓ انہیں سب سے پہلی گھاٹی میں اتارتے اور کسی کو ان کے پاس سے گزرنے نہ دیتے، ۲۴ھ میں عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے تو اس سال انہوں نے بھی عبدالرحمن بن عوف کو حج پر روانہ کیا، اور انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمنؓ ابن عوف بیہوش ہو گئے، افاقہ ہوا تو پوچھا کیا میں بیہوش ہو گیا تھا، لوگوں نے کہا، ہاں، انہوں نے کہا کہ میرے پاس دو فرشتے یا دو آدمی آئے جن میں شدت اور سختی تھی، دونوں مجھے لے چلے پھر میرے پاس دو آدمی یا دو فرشتے آئے جو ان دونوں سے زیادہ نرم و رحیم تھے، انہوں نے کہا کہ تم دونوں اس شخص کو کہاں لے جانا چاہتے ہو، جواب دیا کہ ہم اس کو عزیز امین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، ان دونوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لیے اس حالت میں سعادت لکھ دی گئی کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے اپنی والدہ ام کلثوم سے، جو پہلی مہاجرات میں سے تھیں، حق تعالیٰ کے ارشاد "استعینوا بالصبر والصلوٰۃ" (تم لوگ صبر اور صلوٰۃ سے مدد حاصل کرو) کے بارے میں روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ لوگوں نے خیال کیا ان کی جان نکل گئی، ان کی بیوی ام کلثوم نکل کے مسجد گئیں، وہ اس چیز سے مدد چاہتی تھیں جس کا انہیں حکم دیا گیا یعنی نماز اور صبر سے۔

عبدالرحمنؓ کی وفات اور ان کا جنازہ، وفات کے بعد کیا کہا گیا

۹۶

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی وفات

سنہ ۳۲ھ میں ہوئی، اُس زمانے میں وہ پچہتر برس کے تھے۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعد بن مالک کو دیکھا کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے جنازے کے پاس تھے اور کہہ رہے تھے "ہائے پہاڑ" یحییٰ بن حماد نے اپنی حدیث میں کہا اور تابوت اُن کے شانے پر رکھا ہوا تھا۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو عبدالرحمٰن بن عوف کے تابوت کے دونوں ستونوں کے درمیان دیکھا۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی وفات کے دن علیؓ بن ابی طالب کو کہتے سنا: اے ابن عوف جاؤ، تم نے اُس دُنیا کا صاف حصہ پالیا اور اُس کے گندلے حصے سے آگے بڑھ گئے۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات کے دن عمروؓ بن العاص کو کہتے سنا کہ اے ابن عوف میں تم سے جدا ہوتا ہوں، تم نے اپنی شکم سیری سے جو ناقص تھا اُسے دور کر دیا۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی وصیت اور اُن کا ترکہ

محمد بن بکیر نے اسود کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اللہ کی راہ میں پچاس ہزار دینار کی وصیت کی۔

عثمان بن شرید سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک ہزار اونٹ اور تین ہزار بکریاں بقیع میں چھوڑیں، سو گھوڑے تھے جو بقیع میں چرتے تھے، الجرف میں بیس پانی کھینچنے والے اونٹوں سے

زراعت کرتے، اور اسی سے گھر والوں کے لیے سال بھر کا غلہ مل جاتا۔
محمد سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ہوئی تو اُن کے متروکے میں سونا تھا جو کلھاڑیوں سے کاٹا گیا، یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں اس سے چھالے پڑ گئے، وہ چار بیویاں چھوڑ گئے، ایک ایک بیوی کو اُس کے آٹھویں حصے میں سے اسی اسی ہزار درہم دیے گئے۔

۹۷

صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ تماضر بنت اصبغ (زوجۂ عبدالرحمٰن) کو آٹھویں حصے کا چہارم پہنچا، وہ ایک لاکھ لے گئیں جو ایک چہارم تھا۔
کامل ابوالعلا سے مروی ہے کہ میں نے ابوصالح کو کہتے سنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ہوئی تو انھوں نے تین بیویاں چھوڑیں، ہر بیوی کو اُن کے متروکے میں سے اسی اسی ہزار پہنچے۔

سعد بن ابی وقاص

ابی وقاص کا نام مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ابن کلاب بن مرہ تھا، اُن کی کنیت ابواسحاق تھی، والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
سعد سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں کون ہوں، فرمایا تم سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ ہو، جو اس کے سوا کہے تو اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔
جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعد اس حالت میں آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں، آدمی کا مرد اُس کے ماموں کو ہونا چاہیے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعدؓ بن ابی وقاص کی اولاد میں اسحاق اکبر تھے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی، وہ لاولد مر گئے اور ام الحکم کبریٰ تھیں، ان دونوں کی ماں بنت شہاب بن عبد اللہ بن الحارث ابن زہرہ تھیں۔

عمرؔ، جن کو مختار نے قتل کر دیا، محمد بن سعد جو دیر الجماجم کے روز قتل ہوئے، حجاج نے ان کو قتل کیا، حفصہ، ام قاسم اور ام کلثوم، ان سب کی ماں ماویہ بنت قیس بن معدی کرب بن ابی الکیسم بن السمط ابن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

عامرؔ، اسحاق اصغر، اسماعیل اور ام عمران، ان سب کی ماں ام عامر بنت عمرو بن عمرو بن کعب بن عمرو بن زُرعہ بن عبد اللہ بن ابی جشم ابن کعب بن عمرو بہراء سے تھیں۔

ابراہیمؔ موسیٰ، ام الحکم صغریٰ، ام عمرو، ہند، ام زبیر اور ام موسیٰ، ان سب کی والدہ زبد تھیں، ان کے بیٹے دعویٰ کرتے کہ وہ حارث ابن یعمیر بن شراحیل بن عبد عوف بن مالک بن جناب بن قیس بن ثعلبہ ابن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں جو قید میں پائی گئیں۔

عبد اللہ بن سعد، ان کی ماں سلمٰی بنی تغلب بن وائل میں سے تھیں

مصعب بن سعد، ان کی ماں خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ ابن غَزِیَّہ بن معید بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اُسامہ بن مالک بن بکر ابن حُبیب بن عمرو بن تغلب بن وائل تھیں۔

عبد اللہ اصغر، بُجیر جن کا نام عبد الرحمٰن تھا اور حَمیدہ، ان کی ماں ام ہلال بنت ربیع بن مُرّیٰ بن اوس بن حارثہ بن لام بن عمرو بن ثمامہ ابن مالک بن جدعا بن ذہل بن رومان بن حارثہ بن خارجہ بن سعد ابن مَذحِج تھیں۔

عمیرؔ بن سعد اکبر جو اپنے باپ سے پہلے ہی مر گئے، اور حمنہ

۹۸

ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت قارظ بنی کنانہ کی اس شاخ میں سے تھیں جو بنی زہرہ کے حلفا تھے۔

عمیر اصغر، عمرو، عمران، ام عمرو، ام ایوب اور ام اسحاق، ان کی والدہ سلمٰی بنت خصفہ بن ثقیف بن ربیعہ تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ میں سے تھیں۔

صالح بن سعد، شر کے لیے الحیرہ میں اترے، جو ان کے اور ان کے بھائی عمر بن سعد کے درمیان ہوا، وہیں اُن کا بیٹا بھی اترا، یہ لوگ رأس العین میں اترے تھے، صالح کی ماں طیبہ بنت عامر ابن عتبہ بن شراحیل بن عبداللہ بن صابر بن مالک بن الخزرج ابن تیم اللہ التیمر بن قاسط سے تھیں۔

عثمان و رملہ، ان دونوں کی ماں ام حجیر تھیں۔

عمرہ، نابینا تھیں، سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا، اُن کی والدہ عرب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

اور عائشہ بنت سعد۔

قبول اسلام

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا سوائے اُس شخص کے جو اُسی روز اسلام لایا جس روز میں اسلام لایا، حالاں کہ مجھ پر ایک روز گزر گیا ہے اور میں اسلام کا ثلث ہوں۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اسلام کا تیسرا تھا۔

سعد سے مروی ہے کہ میں ایسے روز اسلام لایا کہ اللہ نے

نمازیں بھی فرض نہ کی تھیں۔

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا: میں جب مسلمان ہوا تو سترہ سال کا تھا۔

۹۹ ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب سعدؓ و عمیرؓ فرزندان ابی وقاص نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں اپنے بھائی عتبہؓ بن ابی وقاص کی منزل میں اُترے جو اُنھوں نے بنی عمرو بن عوف میں بنائی تھی اور اُنھی کی دیوار تھی، عتبہؓ نے مکّے میں ایک خون کیا تھا، وہ بھاگ کے بنی عمرو بن عوف میں اُترے، یہ بعثت سے پہلے ہوا۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؓ سے مروی ہے کہ مدینے میں سعدؓ ابن ابی وقاص کی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک ٹکڑا زمین کا تھا۔

موسیٰ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن ابی وقاص اور مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

سعد بن ابراہیم و عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن ابی وقاص اور سعدؓ بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اُس سریے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں امیر بنا کے بھیجا تھا۔

اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس نے تیر چلایا

سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں

جس نے اسلام میں تیر پھینکا ہم ساٹھ سوار عبیدۃ بن الحارث کے ہمراہ بطور سریہ روانہ ہوئے تھے۔
قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعدؓ کو کہتے سنا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔
قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو کہتے سنا کہ واللہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا ہم لوگ اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا کرتے کہ ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا جسے کھاتے سوائے انگور کے پتوں کے اور اس ببول کے، یہاں تک کہ ہمارا ایک شخص اس طرح سر اٹھا کے دوڑتا جس طرح بکری دوڑتی ہے حالاں کہ اس کے لیے تیر کمان بھی نہ تھی، بنو اسد مجھے دین سے پھیرنے لگے، (اگر ایسا ہوتا تو) اس وقت میں ناکامیاب ہوتا اور میرا عمل برباد جاتا۔
قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ سعدؓ بن مالک ہیں۔
۱۰۰ سعدؓ بن مالک سے مروی ہے کہ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔
ابراہیم سے مروی ہے کہ عبد اللہ نے کہا کہ میں نے یوم بدر میں سعدؓ کو جنگ کرتے دیکھا کہ پیادہ تھے مگر شہسواروں کی طرح لڑ رہے تھے۔
داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن ابی وقاص کو ایک سریے میں خرار کی جانب بھیجا، وہ بیس سواروں کے ہمراہ قافلۂ قریش کو روکنے کے لیے نکلے مگر انھیں کوئی نہ ملا۔

آنحضرتؐ کا سعدؓ کے لئے "فداک ابی وامی" فرمانا

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سوائے سعد کے کسی کے لیے نہیں سنا کہ آپ نے اس پر اپنے والدین کو فدا ہونے کو کہا ہو، میں نے آپ کو یوم احد میں یہ کہتے سنا کہ اے سعدؓ، تیر اندازی کرو، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو ذکر کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں اُن کے لیے (فدا کرنے میں) اپنے والدین جمع کر دیئے (یعنی فَدَاكَ اَبِی وَاُمِّی فرمایا)۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے عایشہ بنت سعد کو کہتے سنا کہ میرے والد واللہ وہ ہیں جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں اپنے والدین جمع کیے۔

سعدؓ بن ابی وقاص کی اولاد میں سے محمد بن بجاد سے مروی ہے کہ انھوں نے عایشہ بنت سعدؓ سے سنا جو اپنے والد سعدؓ سے ذکر کرتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں اُن سے فرمایا (فدیٰ لک ابی وامی) میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انھوں نے کہا (اشعار)

الاھل اتی رسول اللہ انی حمیت صحابتی بصدور نبلی

اے وہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہے۔ میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ہمراہیوں کی حفاظت کی۔

اذود بھا عدوھم ذیاداً بکلّ حزونۃٍ وبکلّ سھل

میں ان تیروں کے ذریعے سے اُن کے دشمن کو دفع کرتا تھا۔ ہر سخت زمین سے اور ہر نرم زمین سے۔

فما یعتدّ رامٍ من معدٍّ بسھم مع رسول اللہ قبلی

مجھ سے پہلے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر انداز نہیں شمار ہوتا تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن مالک کے لیے فرمایا کہ اے اللہ جب وہ دعا کریں تو اُن کی دعا قبول کر۔

۱۰۱ سعدؓ سے مروی ہے کہ میں بدر میں اس حالت میں حاضر ہوا کہ میرے چہرے میں سوائے ایک بال کے نہ تھا جسے میں پیش کرتا بعد کو اللہ نے مجھے بہت سی ڈاڑھیاں دے دیں یعنی اولاد کثیر۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعدؓ بدر و احد میں حاضر ہوئے، احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب لوگوں نے پشت پھیری تو وہ ثابت قدم رہے، خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ میں بھی حاضر ہوئے، اُس روز (یعنی فتح مکہ کے دن) مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا اُن کے پاس تھا، تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ اُن اصحاب میں سے تھے جو تیر اندازوں میں بیان کیے گئے۔

محمد بن عجلان نے ایک جماعت سے جن کا اُنھوں نے نام بیان کیا روایت کی کہ سعدؓ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے بال رنگتے تھے۔

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد پست قد، ٹھنگنے، موٹے، بڑے سر والے تھے، اُنگلیاں موٹی تھیں، بال بہت تھے، اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

وہب بن کیسان سے مروی ہے کہ میں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو سوت ریشم ملا ہوا (خز) کپڑا پہنے دیکھا۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مستقہ میں سعد نے ہماری امامت کی۔

حکیم بن الدیلمی سے مروی ہے کہ سعدؓ کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

سعدؓ ابن ابی وقاص سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی

پہنا کرتے تھے۔

محمد بن ابراہیم بن سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعدؓ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔

سعدؓ سے مروی ہے کہ وہ جب لہسن کھانا چاہتے تو جنگل چلے جاتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ سعدؓ کہا کرتے تھے کہ میں یہ نہیں خیال کرتا کہ میری اس خصلت کے ساتھ مجھ سے زیادہ کوئی مستحق خلافت ہو، میں نے جہاد کیا ہے جب کہ میں جہاد کو پہچانتا تھا، اور میں اپنی جان نہ کھپاؤں گا اگر کوئی شخص مجھ سے بہتر ہوگا، میں (اب) قتال نہ کروں گا تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ لادو جس کے دو آنکھیں ہوں اور ایک زبان ہو اور دو ہونٹھ ہوں پھر وہ کہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ مومن و کافر ایک ہی شکل کے ہوتے، کسے مومن سمجھیں اور کسے کافر سمجھیں)۔

۱۰۲ یحییٰ بن الحصین سے مروی ہے کہ میں نے ایک قبیلے والوں سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے سعدؓ سے کہا کہ آپ کو جہاد سے کیا چیز مانع ہے، انھوں نے کہا کہ تاوقتیکہ تم مجھے ایسی تلوار نہ دو جو مومن اور کافر کو پہچانتی ہو۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں مدینے سے مکے تک سعد بن ابی وقاص کے ساتھ رہا، واپسی تک انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے نہ سنا۔

سعدؓ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ لوگ سعدؓ ابن ابی وقاص کے پاس آئے ان سے کچھ دریافت کیا، وہ خاموش ہو گئے پھر کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تم سے ایک کہوں گا تو تم اس پر سو بڑھا لو گے۔

سعد رحمہ اللہ کی وصیت

سعدؓ سے مروی ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ قریب مرگ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لائے، عرض کی، یا رسول اللہ میرے پاس مال کثیر ہے اور سوائے میری بیٹی کے کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں، فرمایا، نہیں، میں نے کہا اچھا آدھا، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا اچھا تہائی، فرمایا ہاں تہائی، اور تہائی بھی بہت ہے اگر تم اپنی اولاد کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگدست چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں سے سوال کریں، تم ہرگز کوئی نفقہ نہیں ادا کرتے کہ تمھیں اُس پر اجر نہ ملتا ہو، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منھ میں دیتے ہو، شاید کہ تم پیچھے چھوڑ جاؤ، اور اُس سے ایک جماعت کو نفع ہو اور دوسری جماعت کو ضرر، اے اللہ میرے اصحابؓ کی ہجرت کو جاری رکھ، انھیں اُن کے پس پشت نہ لوٹا، لیکن غریب سعدؓ بن خولہ اگر مکے میں مر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا غم کریں گے۔

سعدؓ سے مروی ہے کہ آں حضرتؐ میری عیادت کو تشریف لائے، میں مکے میں تھا، آپ کو یہ پسند نہ تھا کہ میں اُس زمین میں مروں جہاں سے ہجرت کی، فرمایا: اللہ ابن عفرا پر رحم کرے، عرض کی، یا رسول اللہ میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں، فرمایا نہیں، عرض کی آدھا؟ فرمایا، نہیں، میں نے کہا تہائی کی، فرمایا، ہاں تہائی کی، تہائی بھی بہت ہے، تم اگر اپنے ورثا کو غنی چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں مفلس چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے دست نگر ہوں۔ جب کبھی تم

اپنے گھر والوں پر کوئی نفقہ خرچ کرتے ہو تو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جسے تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، قریب ہے کہ اللہ تمھیں اُٹھائے، پھر ایک قوم کو تم سے نفع پہنچے اور دوسروں کو ضرر، راوی نے کہا کہ اُس وقت سوائے ایک بیٹی کے اُن کے اور کوئی نہ تھا۔

۱۰۳ سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جب وہ مکے میں بیمار تھے، عیادت کو تشریف لائے، انھوں نے کہا یارسول اللہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اُس زمین میں نہ مرجاؤں جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے، جیسے کہ سعد بن خولہ مرگئے، آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے شفا دے، آپ نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفا دے اے اللہ سعد کو شفا دے، اے اللہ سعد کو شفا دے۔

انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ میرے پاس بہت مال ہے اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، عرض کی، دو تہائی کی وصیت کردوں؟ فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کہ نصف کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، عرض کی تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے، تمھارا مال جو تم پر خرچ ہوتا ہے وہ بھی تمھارے لیے صدقہ ہے جو خرچ تمھارے کنبے پر ہوتا ہے وہ بھی تمھارے لیے صدقہ ہے، جو خرچ تمھاری بیوی پر ہوتا ہے وہ بھی تمھارے لیے صدقہ ہے، تمھارا اپنے عزیزوں کو عیش میں، یا فرمایا خیر میں، چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں اس حالت میں چھوڑو کہ وہ لوگوں سے سوال کریں۔

محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب وہ مکے میں وصیت کرنا چاہتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ میرے سوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں، کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، عرض کی، نصف کی،

وصیت کردوں، فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کیا تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں تہائی کی، اور تہائی بھی بہت ہے۔

عمرو بن القاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۂ معظمہ تشریف لائے، حنین روانہ ہوئے تو سعد کو مریض چھوڑ گئے، الجوانہ سے عمرے کے لیے آئے تو ان کے پاس گئے، وہ درد میں مبتلا تھے، انھوں نے کہا یارسول اللہ میرے پاس مال ہے اور میرا سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں، تو کیا میں اپنے مال کی وصیت کردوں یا اسے تصدق کردوں، آپ نے فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کیا دو تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، انھوں نے کہا کیا اس کے آدھے کی وصیت کردوں، فرمایا نہیں، انھوں نے کہا ایک تہائی کی وصیت کردوں، فرمایا ہاں اور یہ بھی بہت ہے یا زیادہ ہے۔

انھوں نے کہا یارسول اللہ کیا میں اس مکان میں مروں گا جہاں سے ہجرت کی تھی، فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تمھیں بیماری سے اٹھائے گا، ایک قوم کو تمھارے ذریعے سے ضرر پہنچائے گا (یعنی کفار کو) اور دوسروں کو تم سے نفع پہنچائے گا، اے عمرو اگر میرے بعد سعد مرجائیں تو انھیں یہاں مدینے کے راستے کی طرف دفن کرنا، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔

عبدالرحمٰن الاعرج سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کی خدمت کے لیے ایک شخص کو چھوڑ دیا، اور فرمایا اگر سعد مکے میں مرجائیں تو انھیں اس میں دفن نہ کرنا۔

۱۰۴ ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپ کسی شخص کا اس زمین میں مرنا ناپسند فرماتے ہیں جہاں سے اس نے ہجرت کی ہے، آپ نے فرمایا، ہاں۔

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں بیمار ہوا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لائے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، فرمایا: تم مریض قلب ہو، لہٰذا حارث بن کلاہ برادر ثقیف کے پاس آؤ، وہ ایسے آدمی ہیں جو طبابت کرتے ہیں، اُن سے کہو کہ مدینے کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں مع گٹھلی کے پیس ڈالیں اور وہ تمھیں پلائی جائیں۔

مصعب بن سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد کا سر جب وہ قضا کر رہے تھے میرے آغوش میں تھا، میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اُنھوں نے میری طرف دیکھا، اور کہا کہ اے فرزند تمھیں کیا چیز رلاتی ہے، میں نے کہا کہ آپ کی وفات، اس لیے کہ میں آپ کا بدل نہیں دیکھتا، اُنھوں نے کہا کہ میرے اوپر نہ روؤ، کیوں کہ اللہ مجھے کبھی عذاب نہ دے گا، میں اہل جنت میں سے ہوں، اللہ مومنین کو اُن حسنات کی جزا دیتا ہے جو اُنھوں نے اللہ کے لیے کیے، کفار کے عذاب میں اُن کے حسنات کی وجہ سے تخفیف کر دیتا ہے، جب حسنات ختم ہو جاتے ہیں تو پورا عذاب ہونے لگتا ہے، ہر عمل کرنے والے کو اُس شخص سے اپنے عمل کا اجر مانگنا چاہیے جس کے لیے اُس نے عمل کیا ہے۔

وفات اور تدفین

مالک بن انس نے ایک سے زاید لوگوں کو کہتے سنا کہ سعدؓ ابن ابی وقاص کا عقیق میں انتقال ہوا، وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

محمد بن عبد اللہ بن برادر ابن شہاب سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے

پوچھا گیا کیا میت کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے؟
اُنھوں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔
یونس بن یزید سے مروی ہے کہ ابن شہاب سے پوچھا گیا کیا میت کا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو لے جانا مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص تو عقیق سے مدینے لائے گئے۔

سعدؓ کی نماز جنازہ اور کس طرح اُن کا جنازہ اُٹھایا گیا

۱۰۵ عباد بن عبداللہؓ بن زبیرؓ عائشہؓ سے روایت کرتے تھے کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کی وفات ہوئی تو ازواجؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ اُن کا جنازہ مسجد میں گزاریں، لوگوں نے ایسا ہی کیا، اُسے اُن کے حجروں کے پاس روکا گیا، ازواجؓ نے اُن پر نماز پڑھی، پھر اُسے اُس باب الجنائز سے نکالا گیا جو المقاعد کی جانب تھا۔
ازواجؓ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اُس پر اعتراض کیا کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا، عائشہؓ کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے کہا کہ لوگوں کو اس تیزی سے اس بات کی طرف کس نے چلایا کہ وہ اُس پر اعتراض کر بیٹھے جس کا اُنھیں علم نہیں، انھوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ مسجد میں جنازہ گزارا گیا، حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُہیلؓ بن البیضا پر صحن مسجد ہی میں نماز پڑھی۔
عباد بن عبداللہؓ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے جنازۂ سعدؓ کے متعلق حکم دیا اُن کے پاس مسجد میں گزارا جائے، بعد کو معلوم ہوا کہ اس بارے میں اعتراض کیا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی جانب اس تیزی سے کس نے چلایا، واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُہیلؓ بن البیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔
صالح بن سعید نے، جو اسود کے مولی تھے، روایت کی کہ

میں سعید بن المسیب کے پاس تھا کہ علیؓ بن حسینؓ آئے، انھوں نے پوچھا کہ سعدؓ بن ابی وقاص پر نماز کہاں پڑھی گئی تو کہا کہ اُن کا جنازہ مسجد میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جنھوں نے کہلا بھیجا تھا کہ ہم جنازے کے پاس نہیں آسکتے کہ اُن پر نماز پڑھیں، جنازہ لوگ اندر لے گئے، اُسے اُن کے سروں پر کھڑا کر دیا، اور ازواجؓ نے اُن پر نماز پڑھی۔

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ میرے والد رحمہ اللہ کا اپنے محل واقع عقیق میں انتقال ہوا جو مدینے سے دس میل تھا، انھیں لوگوں کے کندھوں پر لاد کے مدینے لایا گیا، مروان بن الحکم نے جو اس زمانے میں والی مدینہ تھے، اُن پر نماز پڑھی، یہ ۵۵ھ میں ہوا، اور جس روز وہ مرے تو ستر برس سے زاید کے تھے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اُن کے وقت وفات کے بارے میں جو کچھ ہم سے روایت کیا گیا ہے یہ سب سے زیادہ ثابت ہے، سعدؓ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

محمد بن سعدؓ نے کہا کہ میں نے محمد بن عمرؓ کے علاوہ اُن لوگوں سے سنا جو حامل علم ہیں، اُنھوں نے اُن سے روایت کی کہ سعدؓ کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا واللہ اعلم۔

عائشہ بنت سعدؓ سے مروی ہے کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے اپنے نقد مال کی زکوٰۃ میں مروان بن الحکم کے پاس پانچ ہزار درم بھیجے اور وفات کے دن دو لاکھ پچاس ہزار درم چھوڑ گئے۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے جب سعدؓ ابن ابی وقاص کو عراق سے معزول کیا تو اُن کے مال کو تقسیم کر لیا۔

عمیر بن ابی وقاص

ابن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، اُن کی والدہ

۱۰۶

حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیرؓ ابن ابی وقاص اور عمروؓ بن معاذ برادر سعدؓ بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب روانہ ہونے کے لیے ہم لوگوں کا معائنہ فرمائیں میں نے اپنے بھائی عمیرؓ بن ابی وقاص کو چھپتے دیکھا تو پوچھا' اے برادر تمھیں کیا ہوا ہے' انھوں نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں گے تو بچہ سمجھ کر واپس کر دیں گے میں روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمادے' پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ نے انھیں بچوں میں شمار کیا' اور فرمایا کہ واپس جاؤ' عمیرؓ رونے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی' ان کی صغر سنی کی وجہ سے میں تلوار کا پرتلہ اُن کے باندھا کرتا تھا' بدر میں قتل کر دیے گئے' اُس وقت وہ سولہ برس کے تھے' اُنھیں عمرو بن عبد وُد نے قتل کیا۔

قبائل عرب میں سے حلفائے بنی زہرہ ابن کلاب

عبداللہؓ بن مسعود

ابن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل

ابن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ، مدرکہ کا نام عمرو بن الیاس ابن مضر تھا، اُن کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، مسعود بن غافل نے عبد بن الحارث بن زہرہ سے جاہلیت میں معاہدۂ حلف کیا (جس کا یہ مطلب تھا کہ ایک فریق کی جس کسی سے حق یا ناحق جنگ ہو گی تو دوسرا فریق اُس کی مدد کرے گا اور اس پر حلف و قسم کھائی جاتی تھی)۔

عبداللہ بن مسعود کی والدہ ام عبد بنت عبد وُد بن سوار بن قریم ابن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں، اُن کی ماں ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب میں قریب بلوغ کے تھا تو عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ آئے جو مشرکین سے بھاگے تھے (یعنی سفر ہجرت میں تھے)، دونوں نے فرمایا کہ اے لڑکے تمہارے پاس کچھ دودھ ہے جو تم ہمیں پلا دو، میں نے کہا کہ میں امانتدار ہوں، تم لوگوں کو پلانے والا نہیں ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی پٹھ (بکری کا بڑا بچہ) ہے جو ابھی گابھن نہ ہوئی ہو، میں نے کہا کہ ہاں، میں اُسے آپ کے پاس لایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ٹانگ اپنی ران میں دبائی اور اُس کا تھن چھوا اور دعا کی، پھر تھن چھوڑ دیا، ابو بکرؓ آپ کے پاس ایک پتھر لائے، جس کے بیچ میں گڑھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں دوہا، ابو بکرؓ نے پیا اور اُن کے بعد میں نے پیا، آپ نے تھن سے فرمایا کہ سکڑ جا، اور وہ سکڑ گیا۔

ابن مسعود نے کہا کہ میں اس کے بعد آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ بات مجھے بھی سکھا دیجیے، تو آپ نے فرمایا کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو، میں نے آپ کے دہن مبارک سے اس طرح ستر سورتیں حاصل کی ہیں کہ

۱۰۷

اُن میں کوئی میرا شریک نہیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبداللہؓ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سب سے پہلے جس شخص نے مکے میں قرآن کو ظاہر کیا وہ عبداللہؓ بن مسعود ہیں۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت ابو معشر و محمد بن عمر) عبداللہ ابن مسعود نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں محمد بن اسحاق نے پہلی ہجرت میں اُن کا ذکر نہیں کیا، اُنھوں نے ملک حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں اُن کا ذکر کیا ہے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عبداللہؓ بن مسعود نے ملک حبشہ میں کسی چیز میں فرش کرنے کے لیے دو دینار لیے۔

محمد بن جعفر بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ معاذ بن جبل کے پاس اُترے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے جب ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود اور زبیر بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہؓ ابن مسعود اور معاذ بن جبل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپ نے لوگوں کو مکانات کی زمین عطا فرمائی، بنی زہرہ کے ایک قبیلے نے، جو بنو عبد زہرہ کہلاتے تھے عبداللہ ابن مسعود سے کہا کہ اے ابن ام عبد ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیوں، کیا اُس وقت بھی اللہ مجھے مبعوث کرے گا (جب کہ میں تمھارے اس تکبر و ظلم پر خاموش رہوں (اللہ اُس قوم کو برکت نہیں دیتا جو اپنے کم زور کو اُس کا حق نہ دے۔ ۱۰۸

یحییٰ بن جعدہ سے بھی حدیث مذکور کے مثل مروی ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکانات کی حد معین فرمائی، آپ نے مسجد کے پیچھے ایک کنارے بنی زہرہ کے لیے حد معین کی، عبد اللہ ابن مسعود اور عتبہ بن مسعود کے لیے بھی مسجد کے پاس جگہ مقرر فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود بدر میں حاضر ہوئے، عفراء کے دونوں بیٹوں نے ابو جہل کو زخمی کر دیا تو انھوں نے اُس کی گردن ماردی، احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عبد اللہ بن مسعود سے اللہ تعالیٰ کے قول "الذین استجابوا للہ والرسول" (جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی دعوت کو قبول کیا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہم اٹھارہ آدمی تھے (جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا)۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار، آپ کا بستر رکھنے اور بچھانے والے، آپ کی مسواک اور نعلین مبارک رکھنے والے اور وضو کا پانی رکھنے والے تھے، یہ سفر میں ہوتا تھا۔

ابی الملیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو عبد اللہ بن مسعود پردہ کرتے تھے اور جب آپ سوتے تو آپ کو بیدار کرتے تھے، آپ کے ہمراہ سفر میں مسلح ہو کے جاتے تھے۔

ابی الدرداء سے مروی ہے کہ کیا تم میں صاحب السواد

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار) نہیں ہیں اور صاحب السواد ابن مسعود ہیں۔

عبد اللہ بن شداد سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) راز دار اور بستر اور نعلین رکھنے والے تھے۔

قاسم بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین پہناتے، اور آپ کے آگے عصا لے کے چلتے، جب آپ مجلس میں آتے تو وہ آپ کی نعلین اُتارتے، اور اپنی باہوں (بغل میں) دبا لیتے، آپ کو عصا دے دیتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ آپ کو نعلین پہنا دیتے، عصا لے کے آگے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حجرے میں داخل ہو جاتے۔

۱۰۹ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، تاوقتیکہ میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے کہ میرے حجرے کا پردہ اُٹھاؤ اور میرا راز سنو۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں سوائے ابن مسعود کے آپ کا اہل کسی کو نہیں دیکھتا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں مسلمانوں کی مجلس شوریٰ کے علاوہ کسی اور کو امیر بناتا تو ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) کو امیر بناتا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کو اُن کے طریقے اُن کے حسن سیرت اور اُن کی میانہ روی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی جاتی تھی، اور علقمہؓ کو عبد اللہ بن مسعود سے تشبیہ دی جاتی تھی۔

شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حذیفہؓ کو کہتے سنا کہ طریقے اور حسن سیرت اور میانہ روی میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ عبداللہؓ بن مسعود تھے، آپ کے نکلنے کے وقت سے آپ کے واپس ہونے تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ آپ کے مکان میں کیا کرتے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو کہتے سنا کہ ہم نے حذیفہؓ سے کہا: ہمیں وہ آدمی بتاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میانہ روی اور طریقے سے قریب ہو تاکہ ہم اُس سے سیکھیں، انھوں نے کہا کہ میں طریقے اور میانہ روی اور حسن سیرت میں سوائے ابن ام عبد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب کسی کو نہیں جانتا، یہاں تک کہ اُنھیں مکان کی دیوار چھپا لے (یعنی اُن کا انتقال ہو جائے) اور محفوظ (متقی) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ ابن ام عبد باعتبار وسیلے کے اُن سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبداللہؓ بن مسعود جب مجلس (دار) میں آتے تو اُنس کی باتیں کرتے اور بلند آواز سے کلام کرتے تاکہ لوگ مانوس ہو جائیں۔

ثویر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابنؓ مسعود کو کہتے سنا کہ جب سے میں اسلام لایا چاشت کو نہیں سویا۔

عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ دو شنبے اور پنجشنبے کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کم (نفل) روزہ رکھتے کسی فقیہ (عالم) کو نہیں دیکھا، اُن سے کہا گیا کہ آپ اوروں کے برابر نفل روزہ کیوں نہیں رکھتے تو انھوں نے کہا کہ میں نے روزے نماز کو پسند کیا ہے، جب میں

بکثرت روزہ رکھوں گا تو نماز سے کمزور ہو جاؤں گا۔

ام موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ کو حکم دیا کہ وہ ایک درخت پر چڑھیں اور اُس کی کوئی چیز آپ کے پاس لائیں، اصحاب نے اُن کی پنڈلیوں کی باریکی دیکھی تو ہنسے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کیا ہنستے ہو، قیامت کے دن عبد اللہ کا قدم میزان میں اُحد سے زیادہ وزنی ہو گا۔

۱۱۰

ابراہیم التیمی سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ ایک درخت پر چڑھے لوگ اُن کی پنڈلیوں کی باریکی پر ہنسنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ اُن پر ہنستے ہو حالاں کہ میزان میں اُن دونوں کا وزن جبل احد سے زیادہ ہے۔

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درخت اراک (پیلو جس کی مسواک کرتے ہیں) میں سے کچھ چنا یا توڑا کرتا تھا، قوم میری پنڈلی کی باریکی پر ہنسی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کس بات پر ہنستے ہو، عرض کی: ان کی پنڈلی کی باریکی پر، فرمایا: وہ میزان میں اُحد سے زیادہ وزنی ہے۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ میں قوم کے ساتھ عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دُبلا پتلا آدمی آیا، عمرؓ اُس کی طرف دیکھنے لگے اور خوشی سے اُن کا چہرہ کھل گیا، اور فرمایا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، یہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا، وہ ابن مسعود تھے۔

حبہ بن جُوین سے مروی ہے کہ ہم علیؓ کے پاس تھے، عبد اللہ ابن مسعود کی کوئی بات بیان کی تو قوم نے اُن کی ثنا و تعریف کی، اور کہا اے امیر المومنین ہم نے کوئی آدمی عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ خوش اخلاق، اُن سے زیادہ نرم تعلیم والا، ان سے زیادہ اچھا ہم نشین

اور اُن سے زیادہ سخت متقی کسی کو نہیں دیکھا، علیؓ نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ بات تمھارے صدق دل سے ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں، تو علیؓ نے کہا کہ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اے اللہ میں بھی اُن کے حق میں یہی کہتا ہوں یا اس سے زیادہ جو اُن لوگوں نے کہا۔

حبہ سے مروی ہے کہ جب علیؓ کوفے میں آئے تو اُن کے پاس عبداللہؓ بن مسعود کے شاگردوں کی ایک جماعت آئی، علیؓ نے اُن لوگوں سے اُن کو پوچھا، یہاں تک کہ اُن لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ اُن کا امتحان لیتے ہیں، علیؓ نے کہا کہ میں بھی اُن کے حق میں وہی کہتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کہتا ہوں جو اوروں نے کہا، اُنھوں نے قرآن پڑھا اس کے حلال کو حلال کیا اور اُس کے حرام کو حرام کیا وہ دین کے فقیہ اور سنت کے عالم ہیں۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ایک سال عبداللہ بن مسعود کے پاس میری آمد و رفت ہوئی میں نے اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا اور نہ اُن کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سوائے اس کے کہ ایک روز اُنھوں نے ایک حدیث بیان کی، جب اُن کی زبان پر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو اُن پر درد کی بےچینی غالب ہو گئی، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ پسینہ اُن کے چہرے سے ٹپک رہا ہے پھر اُنھوں نے کہا کہ انشاء اللہ، اس سے زیادہ یا اس کے قریب یا اس سے کم۔

علقمہ بن قیس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود ہر شب پنجشنبہ کو نماز کے لیے رات بھر کھڑے رہتے، میں نے اُنھیں کسی رات یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سوائے ایک مرتبہ کے، راوی نے کہا کہ میں نے اُن کی طرف دیکھا تو وہ عصا پر

۱۱۱

سہارا لگائے ہوئے تھے، پھر عصا کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہا تھا۔

عبدؓ اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک روز کوئی حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وہ اور اُن کے کپڑے کانپنے لگے، پھر انھوں نے کہا کہ اسی کے مثل یا اسی کے قریب۔

عبد اللہ بن مرداس سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود ہر پنجشنبے کو ہمیں خطبہ سناتے، کچھ کلمات کہتے اور خاموش ہوجاتے، جس وقت وہ خاموش ہوجاتے ہم لوگ یہ چاہتے کہ وہ ہمیں اور زیادہ سنائیں۔

عامر سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی ہجرت گاہ حمص تھی، عمرؓ نے انھیں کوفے بھجوایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے ابن مسعود کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے، لہٰذا اُن سے تم لوگ علم حاصل کرو۔

قاسم بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود کا وظیفہ چھ ہزار درم تھا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کو دیکھا وہ کم گوشت والے (دبلے) آدمی تھے۔

نُفَیع مولائے عبد اللہ سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود سب سے اچھا سفید کپڑا پہننے والے اور سب سے اچھی خوشبو لگانے والے تھے۔

طلحہؓ سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود رات کو خوشبو سے پہچانے جاتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود دُبلے، پست قد اور نہایت گندم گوں آدمی تھے، وہ متغیر نہیں ہوتے تھے، (یعنی اُن کے سر اور ڈاڑھی کے بال اپنا رنگ

نہیں بدلتے تھے)۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ ہبیرہ بن بریم نے کہا کہ عبداللہ ابن مسعود کے ایسے بال تھے جن کو وہ اپنے کانوں پر اُٹھاتے، ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ شہد سے بنائے گئے ہیں، وکیع نے کہا: یعنی وہ ایک ایک بال کو (علیحدہ علیحدہ) نہیں چھوڑتے تھے۔

۱۱۲ ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے بال اُن کی گردن تک پہنچتے تھے، میں نے انھیں دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو انھیں اپنے کانوں کے پیچھے کر لیتے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ ابن مسعود کی مُہر لوہے کی تھی۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو پریشان ہوگئے، ہم نے کہا کہ آپ کو کبھی کسی بیماری میں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس بیماری میں پریشان ہوگئے، انھوں نے کہا کہ اُس نے مجھے پکڑ لیا ہے اور مجھے غفلت کے قریب کر دیا ہے۔

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے موت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں آج اُسے آسان کرنے والا نہیں ہوں۔

بجیلہ کے ایک شخص جریر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو اُٹھایا نہ جاؤں۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے وصیت کی اور اُس وصیت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت

اگر انھیں اس مرض میں حادثۂ موت پیش آجائے تو اُن کی وصیت کا مرجع اللہ کی طرف، زبیر بن العوام کی طرف اور اُن کے فرزند

عبدؓ اللہ بن الزبیرؓ کی طرف ہے، یہ دونوں (یعنی زبیرؓ و ابن زبیرؓ)
جو پسند کریں اور جو فیصلہ کریں وہ اُن کے لیے جایز و مباح ہے،
عبدؓ اللہ ابن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کی
اجازت کے نہیں ہوگا، اُس سے زینب کی طرف سے روکا نہ جائے گا۔

عامر بن عبدؓ اللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ عبد اللہؓ بن مسعود نے
زبیرؓ کو وصیت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے
درمیان عقد مواخاۃ کیا، اُنھوں نے اُن کو اور اُن کے بیٹے
عبدؓ اللہ بن الزبیرؓ کو وصیت کی، (جو حسب ذیل ہے)۔

"یہ عبد اللہ بن مسعود کی وصیت ہے، اگر انھیں بیماری میں
کوئی حادثہ پیش آجائے تو اُن کی وصیت کا مرجع زبیرؓ بن العوام
اور اُن کے بیٹے عبد اللہ بن الزبیرؓ ہوں گے، یہ دونوں بالکل
مختار و مجاز ہوں گے کہ اس کے متعلق جو انتظام کریں اور جو
فیصلہ کریں اُن پر اس بارے میں کسی قسم کی تنگی نہ ہوگی، عبدؓ اللہ
ابن مسعود کی بیٹیوں میں سے کسی کا نکاح بغیر ان دونوں کے علم کے
نہیں کیا جائے گا، اور نہ ان امور سے اُن کی بیوی زینب
بنت عبد اللہ الثقفیہ کی وجہ سے باز رہا جائے گا، وصیت میں
اُن کے غلام کے بارے میں یہ تھا کہ جب فلاں شخص پانچ سو درم
ادا کر دے، تو وہ آزاد ہے۔"

۱۱۴ خثیم بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے یہ وصیت کی کہ
انھیں دو سو درم کے حلے میں کفن دیا جائے۔

عبدؓ اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مجھے عثمان بن مظعون کی قبر
کے پاس دفن کرنا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبدؓ اللہ بن مسعود
کی ۳۲ھ میں وفات ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عبد اللہؓ بن مسعود کی

وفات ہوئی تو وہ ستر برس سے زاید کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے روایت کی گئی کہ عبدؓ اللہ بن مسعود پر عمارؓ بن یاسر نے نماز پڑھی، اور کسی کہنے والے نے کہا کہ عثمانؓ ابن عفان نے نماز پڑھی، عبدؓ اللہ کی موت سے قبل ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کی، ہمارے نزدیک زیادہ ثابت یہ ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے اُن پر نماز پڑھی، عبدؓ اللہ بن مسعود نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے بھی روایت کی ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابنؓ مسعود رات کو دفن کیے گئے۔

ثعلبہ بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں اُن کے دفن کی صبح کو ابن مسعود کی قبر پر گزرا تو میں نے اُسے اس حالت میں پایا کہ اُس پر پانی چھڑکا ہوا تھا۔

ابی الاحوص سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن مسعود کی وفات ہوئی تو میں ابو موسیٰ اور ابو مسعود کے پاس حاضر ہوا، ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ابن مسعود نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل چھوڑا ہے، تو انھوں نے کہا کہ اگر تم یہ کہو کہ اُن کا مثل جب ہم چھپا دیے جائیں گے تو آئے گا اور جب ہم غائب ہوں گے تو وہ حاضر ہوگا (تو یہ شاید ہو سکے ورنہ اب تو نہیں ہے)۔

زِرّ بن حُبیش سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے نوے ہزار درہم چھوڑے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی وفات کے بعد زبیرؓ بن العوام عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ عبدؓ اللہ بن مسعود کا وظیفہ مجھے دیجیے کیوں کہ عبد اللہ بن مسعود کے اعزہ بیت المال سے اُس کے زیادہ مستحق ہیں، انھوں نے اُن کو پندرہ ہزار درہم دیے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدؓ اللہ ابن مسعود نے زبیرؓ کو وصیت کی، عثمانؓ نے انھیں دو سال سے وظیفے سے

۱۱ھم

محروم کر دیا تھا، اُن کے پاس زبیر آئے اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود کے عیال بیت المال سے زیادہ اُس کے محتاج ہیں، تو انھوں نے اُن کو وظیفے کے بیس ہزار یا پچیس ہزار درم دیئے۔

مقدادؓ بن عمرو

ابن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد ابن دُہیر بن لؤی ابن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ابی اہون بن فائش ابن دُریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ کنیت ابو معبد تھی، زمانۂ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث الزہری سے معاہدۂ حلف کیا، انھوں نے ان کو متبنیٰ بنایا اور انھیں مقداد ابن الاسود کہا جاتا تھا، جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوھم لآبائھم" (لوگوں کو اُن کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقدادؓ بن عمرو کہا جانے لگا،

محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت میں مقداد دوسری ہجرت میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب مقداد بن عمرو نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد بن عمرو اور جبار بن صخر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حدیلہ میں مقداد کو زمین دی، اُس حصے کی جانب انھیں اُبی بن کعب نے بلایا تھا۔

مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ یوم بدر میں میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام سبحہ تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقدادؓ بن عمرو کے ہم میں کوئی سوار نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اُس کے گھوڑے نے دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں۔

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جسے اُس کے گھوڑے نے راہ خدا میں دوڑایا وہ مقدادؓ ابن الاسود ہیں۔

۱۱۵

عبداللہ سے مروی ہے کہ مقدادؓ کے مشہد میں میں موجود تھا، البتہ مجھے اُن کا ساتھی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا، وہ مشرکین پر بد دعا کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ سے کہی کہ "فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون" (آپ کا رب اور آپ جائیے اور آپ دونوں قتال کیجیے ہم لوگ یہیں بیٹھے ہیں) ہم لوگ آپ کے داہنے اور بائیں، آگے اور پیچھے جنگ کریں گے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس بات سے آپ کا چہرہ روشن ہو گیا اور اُس نے آپ کو مسرور کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مقدادؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحابؓ میں بیان کیے گئے ہیں جو تیر انداز تھے۔

ثابت سے مروی ہے کہ مقدادؓ نے قریش کے کسی شخص کو پیام نکاح دیا تو اُنھوں نے انکار کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے تمھارا نکاح کر دوں گا۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے اور انھوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ ہم نے مقدادؓ کا وہ غلہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انھیں خیبر کی پیداوار سے پندرہ وسق جو (سالانہ) دیا تھا) معاویہ ابن ابی سفیان کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔
ابی راشد الحبرانی سے مروی ہے کہ میں مسجد سے نکلا تو مقداد ابن الاسود کو صرافوں کے ایک صندوق میں بیٹھے دیکھا جو صندوق سے بھی بڑے نظر آرہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ اللہ نے آپ کا عذر (سفر و جہاد کے لیے) ظاہر کر دیا، انھوں نے کہا کہ ہم پر سورۃ البحوث (سورۂ توبہ) نے لازم ٹھہرایا ہے کہ "انفروا خفافاً و ثقالاً" (تم لوگ جہاد کو جاؤ، ہلکے ہو یا بھاری ہو)۔
کریمہ بنت مقداد سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں سے اپنے والد کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں، لانبے، فراخ شکم، سر میں بہت بال تھے، ڈاڑھی کو زرد رنگتے، جو خوبصورت تھی، نہ بڑی نہ چھوٹی، بڑی بڑی آنکھیں، پیوستہ ابرو، ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔
ابی فائد سے مروی ہے کہ مقداد بن الاسود نے روغن بید انجیر پی لیا جس سے مر گئے۔
کریمہ بنت مقداد سے مروی ہے کہ مقداد کی مدینے سے تین میل پر الجرف میں وفات ہوئی، لوگوں کی گردنوں پر لائے گئے مدینے میں البقیع میں مدفون ہوئے، عثمان بن عفان نے ان پر نماز پڑھی، یہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے، وفات کے دن وہ ستر برس کے یا اسی کے قریب تھے۔
۱۱۶ حکم سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان مقداد کی وفات کے بعد ان کی ثنا کرنے لگے تو زبیر نے یہ شعر کہا:

لا الفینک بعد الموت تندبنی — وفی حیاتی ما زودتنی زادی

میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے۔ حالاں کہ تم نے جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا۔

خبابؓ بن الارتؓ

ابن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب جو بنی سعد بن زید مناۃ
ابن تمیم میں سے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے خباب کے نسب کے متعلق موسیٰ
ابن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے ابی الاسود محمد
ابن عبدالرحمن سے جو عروہ بن الزبیر کے یتیم تھے یہی خبر دی،
اور ایسا ہی خباب کے بیٹے بھی کہتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اُن پر گرفتاری آئی، وہ مکے میں فروخت
کیے گئے تو انھیں ام انمار الخزاعیہ نے خریدا جو سباع کی ماں
تھیں، اور سباع عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ
کے حلیف تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ام خباب اور اُم سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی
ایک ہی تھیں، وہ مکے میں (عورتوں کا) ختنہ کرتی تھیں، یہ وہی
تھیں کہ یوم احد میں حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اُس وقت ظاہر کیا
جس وقت انھوں نے سباع بن عبدالعزیٰ سے جس کی ماں ام انمار
تھی کہا کہ "او شرم گاہوں کی کاٹنے والی کے لڑکے ادھر میرے پاس آ"
خباب بن الارت آل سباع میں شامل ہو گئے اور انھوں نے
اس سبب سے بنی زہرہ کے حلف کا دعویٰ کیا۔

علقمہ سے مروی ہے کہ خباب کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

خباب سے مروی ہے کہ میں لوہار تھا، اور عاص بن وائل پر
میرا قرض تھا، میں اُس کے پاس تقاضا کرنے آیا تو اُس نے مجھ سے
کہا کہ میں ہرگز ادا نہ کروں گا تاوقتیکہ تم محمدؐ کے ساتھ کفر نہ کرو،

میں نے اُس سے کہا کہ میں ہرگز اُن کے ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے، اُس نے کہا کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا تو اپنے مال و اولاد کے پاس آؤں گا، اُس وقت تیرا قرض ادا کردوں گا، اُسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "افرأیت الذی کفر بآیاتنا وقال لاوتین مالا وولدا۔ فہداتک" (کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد دی جائے گی)۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خبابؓ بن الارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اور اُس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروۃ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ خباب بن الارت اُن کمزور لوگوں میں سے تھے جنھیں مکے میں عذاب دیا جاتا تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

۱۱۷ ابی لیلی الکندی سے مروی ہے کہ خبابؓ بن الارت عمرؓ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اجازت ہے، کیوں کہ سوائے عمارؓ بن یاسر کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں، خبابؓ انھیں وہ نشان دکھانے لگے جو مشرکین کے عذاب دینے سے پڑ گئے تھے

شعبی سے مروی ہے کہ خبابؓ بن الارت عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے، انھوں نے اُن کو اپنی نشست گاہ پر بٹھایا اور کہا روئے زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں سوائے ایک شخص کے، خبابؓ نے کہا یا امیر المومنین وہ کون ہے تو فرمایا "بلالؓ"، خبابؓ نے اُن سے کہا کہ یا امیر المومنین وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہیں، کیوں کہ بلالؓ کے لیے مشرکین میں ایسا آدمی تھا جس کے ذریعے سے اللہ اُن کی حفاظت کرتا، میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا، ایک روز میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ

لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور آگ سلگائی، اُس میں انھوں نے مجھے ڈال دیا، ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا، میں زمین سے یا کہا کہ زمین کی ٹھنڈک سے سوائے اپنی پیٹھ کے نہ بچ سکا، پھر انھوں نے اپنی پیٹھ کھولی تو وہ سفید ہوگئی تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب خبابؓ بن الارت نے مکے سے مدینے ہجرت کی تو وہ کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن یعقوب نے اپنی پھوپھی سے روایت کی کہ مقدادؓ ابن عمرو اور خبابؓ بن الارت نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے، دونوں برابر انھی کے مکان میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانگی بدر سے کسی قدر پہلے اُن کی وفات ہوگئی، پھر وہ دونوں منتقل ہو کے سعد بن عبادہ کے پاس اُترے اور انھیں کے پاس رہے یہاں تک کہ بنی قریظہ کو فتح کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبابؓ ابن الارت اور جبر بن عتیک کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

خبابؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

حارثہ بن مُضرب سے مروی ہے کہ میں خبابؓ بن الارت کے پاس عیادت کے لیے آیا، جو سات جگہ سے جل گئے تھے، میں نے اُنھیں کہتے سنا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کو مناسب نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اُس کی تمنا کرتا، اُن کا کفن لایا گیا جو کتانی کپڑوں کا تھا تو وہ رونے لگے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا جو اُن کے پاؤں پر کھینچی جاتی تو سر سے سکڑ جاتی اور سر پر کھینچی جاتی تو قدموں سے سکڑ جاتی، یہاں تک کہ اُن پر اِذخر (گھاس) ڈالی گئی، میں نے

اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حالت میں دیکھا ہے کہ نہ ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درم کا، اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں چالیس ہزار درم ہیں، میں اس سے ڈرتا ہوں کہ ہماری نیکیاں ہمیں اسی زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

۱۱۸

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ ہم خبابؓ بن الارت کے پاس عیادت کے لیے آئے، اُن کا پیٹ سات جگہ جل گیا تھا، انھوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے کو منع نہ کر دیا ہوتا تو میں ضرور کرتا۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی ایک جماعت نے خبابؓ کی عیادت کی، اُن لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ خوش ہو جاؤ کہ کل تم (اللہ کے یہاں) اپنے بھائیوں کے پاس ہو گے، وہ رونے لگے اور کہا کہ میرا حال ایسا ہی ہے مجھے موت سے پریشانی نہیں، البتہ تم نے قوموں کا جو ذکر کیا، اور اُن کو میرا بھائی کہا، تو وہ لوگ اپنے ثواب جیسے تھے لے گئے، مجھے اندیشہ ہے، اُن اعمال کا ثواب، جو تم بیان کرتے ہو، اُن لوگوں کے بعد وہی نہ ہو جو ہمیں دے دیا گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن خبابؓ سے پوچھا کہ تمھارے والد کا انتقال کب ہوا تو انھوں نے کہا کہ ۳۷ھ میں، اُس روز تہتر برس کے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے کسی سے کہتے سنا کہ خبابؓ سب سے پہلے شخص ہیں جن کی قبر علیؓ نے کوفے میں بنائی اور انھوں نے اپنی واپسی صفین پر اُن پر نماز پڑھی۔

ابن الخبابؓ سے مروی ہے کہ لوگ اپنی میتوں کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرتے، جب خبابؓ کے مرض میں شدت ہوئی تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے فرزند جب میں مروں تو مجھے اس اونچی زمین (ظہر) پر

دفن کرنا، کیوں کہ جب تم مجھے اس اونچی زمین پر دفن کر دو گے تو کہا جائے گا کہ اونچی زمین پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص دفن کیا گیا ہے، لوگ اپنی مقتول کو بھی دفن کریں گے، جب خبابؓ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو وہ اونچی زمین پر دفن کیے گئے، کوفے کی اونچی زمین کے سب سے پہلے مدفون خبابؓ تھے۔

ذوالیدینؓ یا ذوالشمالینؓ

نام عمیرؓ بن عبد عمرو بن نضلہ بن عمرو بن غبشان بن سلیم بن افصی ابن حارثہ بن عمرو بن عامر، خزاعہ میں سے تھے، کنیت ابو محمد تھی، وہ اپنے کام دونوں ہاتھوں سے کرتے اس لیے ذوالیدین (دو ہاتھ والے) کہلائے، عبد عمرو بن نضلہ مکے آئے، ان کے اور عبد بن حارث بن زہرہ کے درمیان عقد محالفت ہوا، عبد نے اپنی بیٹی نعم بنت عبد بن حارث سے ان کا نکاح کر دیا، ان سے ان کے یہاں عمیر ذوالشمالین اور ریطہ فرزندان عبد عمرو پیدا ہوئے، ریطہ کا لقب مسخنہ تھا۔

۱۱۹ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیرؓ ابن عبد عمرو الخزاعی اور یزید بن حارث بن فسحمؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے، عمیر ذوالشمالین کو ابو اسامہ الجشمی نے قتل کیا، عمیرؓ ذوالشمالین بدر میں اپنے قتل کے دن تیس سال سے زائد تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھ سے یہ خزاعہ کی ایک بڑھیا نے بیان کیا۔

مسعود بن الربیع

ابن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ، القارة کے تھے، بنی عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے، اُن کی کنیت ابو عُمیر تھی، ابو معشر اور محمد بن عمر نے مسعود بن الربیع کو اسی طرح کہا اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق نے مسعود بن ربیعہ کہا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ مسعود بن الربیع القاری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسعود بن ربیع القاری اور عبید بن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، بعض راویان علم نے بیان کیا کہ مسعود بن الربیع کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عمرو بن ربیع تھا، انھوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور وہ بھی بدر میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اُن کے بدر میں حاضر ہونے کا ثبوت نہیں دیکھا اور نہ علمائے سیرت نے اُن کا ذکر کیا۔

مسعود بن ربیع بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، ۳۰ھ میں مرے، جب اُن کی عمر ساٹھ سال سے زاید تھی، اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

آٹھ آدمی ہوئے[1]

---

[1] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات علاحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

طلحہؓ بن عبید اللہ

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، کنیت ابومحمد تھی، والدہ صَعْبَہ بنت عبد اللہ بن عمار الحضرمی تھیں، صعبہ کی والدہ عاتکہ بنت وہب بن عبد بن قصی بن کلاب تھیں، اور وہب بن عبد تمام قریش کے بعد صاحب الرفادہ تھے (صاحب الرفادہ وہ لوگ جو حجاج سے اُن کے ضروری انتظامات کے لیے رقم وصول کرتے)

طلحہؓ کی اولاد میں سے محمد تھے، وہی سجاد بھی تھے، انھیں کے نام سے اُن کی کنیت ابومحمد ہوئی، اپنے والد کے ہمراہ جنگ جمل میں قتل ہوئے، دوسرے فرزند عمران بن طلحہ تھے، ان دونوں کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ تھیں، حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

موسیٰ بن طلحہؓ، اُن کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ ابن عدس بن زید بنی تمیم میں سے تھیں، قعقاع کو اُن کی سخاوت کی وجہ سے تیّار الفرات (موج دریائے فرات) کہا جاتا تھا۔

یعقوب بن طلحہؓ، جنگ حرہ میں مقتول ہوئے، بڑے سخی تھے، اور اسماعیل و اسحاق، ان کی ماں ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں۔

زکریا، یوسف اور عائشہ، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیقؓ تھیں۔

عیسیٰ اور یحییٰ، ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

ام اسحاق بنت طلحہؓ، جن سے حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے

نکاح کیا، اُن سے اُن کے یہاں طلحہؓ (بن الحسنؓ) پیدا ہوئے، حسنؓ کی وفات کے بعد حسینؓ بن علیؓ نے اُن سے نکاح کر لیا، اُن سے اُن کے یہاں فاطمہ پیدا ہوئیں، ام اسحاق کی والدہ الجربا تھیں جو ام الحارث بنت قسامہ بن حنظلہ بن وہب بن قیس بن عبید بن طریف بن مالک ابن جد عا طے میں سے تھیں۔

صعبہ بنت طلحہؓ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، مریم بنت طلحہؓ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

۱۵۳ صالح بن طلحہؓ جو لا ولد مر گئے، اُن کی ماں الفرعہ بنت علی تھیں جو بنی تغلب کے قیدیوں میں سے تھیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے کہا کہ میں بُصریٰ کے بازار میں موجود تھا، ایک راہب اپنے صومعے میں کہہ رہا تھا کہ اہل موسم (بازار والوں) سے پوچھو کہ ان میں کوئی شخص اہل حرم (مکہ) میں سے بھی ہے؟ میں نے کہا، ہاں میں ہوں، اس نے پوچھا، کیا احمدؐ ظاہر ہوئے؟ میں نے کہا کون احمدؐ، اُس نے کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے اور وہ آخری نبی ہوں گے، اُن کے نکلنے (اور ظاہر ہوتے) کی جگہ حرم (مکہ) ہے، اُن کی ہجرت گاہ کھجور کے باغ اور پتھریلی اور شوریا پانی سے بلند زمین کی طرف ہوگی، دیکھو، خبردار، تم انھیں چھوڑ نہ دینا۔

اُس نے جو کچھ کہا وہ میرے دل میں بیٹھ گیا، میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، اور مکے آگیا، دریافت کیا کہ کوئی نئی بات ہوئی ہے، لوگوں نے کہا ہاں، محمدؐ بن عبد اللہ امین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ابن ابی قحافہ نے اُن کی پیروی کی ہے۔

میں روانہ ہوا، ابو بکرؓ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم نے ان صاحب کی پیروی کی ہے، انھوں نے کہا ہاں، تم بھی آپؐ کے پاس چلو،

داخل اسلام ہو، اور آپ کا اتباع کرو، کیوں کہ آپ حق کی طرف بلاتے ہیں۔

طلحہؓ نے راہب کی گفتگو بیان کی، ابو بکرؓ اُن کو لے کے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، طلحہؓ مسلمان ہوئے اور جو کچھ راہب نے کہا تھا اُس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے۔

ابو بکرؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ اسلام لائے تو اُن دونوں کو نوفل ابن خویلد بن العدویہ نے پکڑ لیا اور ایک ہی رسی میں باندھ دیا، بنو تیم نے بھی ان دونوں کو نہ بچایا، نوفل بن خویلد کو اسد قریش کہا جاتا تھا، اسی لیے ابو بکرؓ و طلحہؓ قرینین (ساتھی) کہلائے۔

عبد اللہ بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ میں الخرار سے کوچ کیا تو صبح کو آپ سے طلحہؓ بن عبید اللہ ملے، جو شام سے قافلے کے ہمراہ آئے تھے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کو شامی کپڑے پہنائے، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اہل مدینہ بہت دیر سے منتظر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے میں تیزی اختیار فرمائی، طلحہؓ مکے چلے گئے، ضرورت سے فارغ ہوئے تو ابو بکرؓ کے گھر والوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے، طلحہؓ وہی شخص ہیں جو اُن لوگوں کو مدینے لائے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو اسعد بن زرارہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ۱۵۴

بشر بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ بن عبید اللہ اور اُبی بن کعب کے درمیان عقدِ مواخاۃ کیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ کے لیے اُن کے مکان کی جگہ مقرر کی۔

حارثۃ الانصار اور دوسرے لوگوں سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلۂ قریش کی بلاک شام سے روانگی کے انتظار میں تھے تو آپ نے اپنی روانگی سے دس روز پہلے طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا، دونوں الحوراتک پہنچے اور وہیں مقیم رہے، یہاں تک کہ قافلہ اُن کے پاس سے گزرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلحہؓ وسعید کے واپس آنے سے پہلے خبر معلوم ہوگئی، اصحاب کو بلایا اور قافلے کے ارادے سے روانہ ہوگئے، قافلہ ساحل کے کنارے سے روانہ ہوا اور بہت تیز روانہ ہوا، وہ لوگ اپنی تلاش سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے۔

طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعید بن زید مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے کی خبر دیں، اُن کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ اُسی روز مدینے آئے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت قریش سے بدر میں مقابلہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے طلحہؓ وسعید مدینے سے روانہ ہوئے، آپ کو انھوں نے تربان میں پایا جو الملحبہ کے راستے پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے، آپ بدر سے واپس آرہے تھے طلحہؓ وسعید اس جنگ میں موجود نہ تھے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں اُن کے حصے اور ثواب مقرر فرمائے، اس لیے یہ بھی اُنھی کے مثل ہوگئے جو اُس میں موجود تھے۔

طلحہؓ احد میں آپ کے ساتھ حاضر ہوئے، وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے، اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

مالکؓ بن زہیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا تو طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا، تیر اُن کی چھوٹی انگلیا میں لگ گیا جس سے وہ بیکار ہو گئی، جس وقت انھیں تیر لگا تو اُنھوں نے کہا کہ "حسّ" (اچ)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انھیں دُنیا ہی میں دیکھتے۔

اُس روز طلحہؓ کے سر میں ایک مشرک نے دو نیزے مارے ایک مرتبہ جب کہ وہ اُس کے روبرو تھے، دوسری دفعہ جب کہ وہ اُس سے رُخ پھیرے ہوئے تھے، اس سے تمام خون نکل گیا، ضرار بن الخطاب الفہری کہتا تھا کہ واللہ اُس روز میں نے اُنھیں مارا تھا۔

طلحہؓ خندق میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ ۱۵۵

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور آگے کے دانتوں میں چوٹ آئی، طلحہؓ بن عبیداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے بچایا تو اُن کی اُنگلی میں چوٹ لگی جو بیکار ہو گئی۔

قیس سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ کی دو انگلیوں کو دیکھا کہ بیکار ہو گئی تھیں، اُنھوں نے یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے بچایا تھا۔

عائشہ و ام اسحاق دختران طلحہؓ سے مروی ہے کہ ہمارے والد کے یوم احد میں چوبیس زخم لگے، جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا

اور پاؤں کی رگ نسا کٹ گئی تھی، اُنگلی شل (بیکار) ہو گئی تھی، اور باقی زخم جسم میں تھے، اُن پر غشی کا غلبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے، آپ کا چہرہ بھی زخمی تھا، آپ پر بھی غشی کا غلبہ تھا، طلحہؓ آپ کو اُٹھا کر پس پشت اس طرح واپس لارہے تھے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اُس سے لڑتے، یہاں تک کہ آپ کو گھاٹی کے سہارے سے لگا دیا۔

ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ میں پہلا شخص تھا جو یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ اپنے ساتھی کو سنبھالو، آپ کی مراد طلحہؓ سے تھی جن کے بکثرت خون بہ گیا تھا، مگر میں نے اُن کو نہیں دیکھا تھا، پھر ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ اُس روز (غزوۂ احد میں) طلحہؓ پچھتر یا سینتیس زخموں کے ساتھ واپس آئے، جن میں ایک تو اُن کی پیشانی میں چوکور تھا، اُن کی رگ نسا کٹ گئی تھی، اور وہ اُنگلی شل (بیکار) ہو گئی تھی جو انگوٹھے کے پاس ہے۔

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہؓ نے (اپنے لیے جنت کو) واجب کر لیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ باہر میدان میں تھے، میرے اور ان لوگوں کے درمیان پردہ حایل تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جو زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اُس نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ طلحہؓ کو دیکھے۔

موسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ میں معاویہؓ کے پاس گیا تو

اُنھوں نے کہا کہ کیا میں تمھیں خوشخبری نہ سناؤں، میں نے کہا، ضرور، اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کر لی۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے ایسے شخص کو دیکھنا پسند ہو جس نے اپنے حوائج میں کامیابی حاصل کر لی۔ تو وہ طلحہؓ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

حصین نے کہا کہ طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچانے کے لیے قتال کیا، وہ اُس روز زخمی ہو گئے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ روانہ فرمایا، اور فرمایا کہ تمھارا اشعار "یا عشرہ" ہے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو آدمیوں کو سریے کے طور پر بھیجا، اُنھیں طلحہؓ بن عبید اللہ سے دس کیا، اور فرمایا کہ تمھارا اشعار "عشرہ" ہے۔

محمد نے کہا کہ میں نے کسی سے سنا جو طلحہؓ کا حلیہ بیان کرتا تھا کہ وہ گندم گوں بسیار مو تھے، بال تھے مگر نہ بہت آراستہ نہ بالکل پراگندہ اور کھلے ہوئے، ناک باریک اور خوبصورت تھی، بہت تیز تیز چلتے تھے، بالوں پر ضعیفی کا اثر نہیں پڑا تھا (یعنی سفید نہیں ہوئے تھے) اُنھوں نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ زرد رنگ کے کپڑے پہنتے تھے۔

اسلم مولائے عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہؓ بن عبید اللہ کے جسم پر دو چادریں دیکھیں جو گیرو میں رنگی ہوئی تھیں حالاں کہ وہ احرام میں تھے،

پوچھا: اے طلحہؓ ان دونوں چادروں کا کیا حال ہے، انھوں نے کہا، امیر المومنین، میں نے تو انھیں مٹی میں رنگا ہے، عمرؓ نے کہا، اے گروہ تم لوگ ائمہ (پیشوا) ہو، لوگ تمھاری اقتدا کریں گے، اگر کوئی جاہل تمھارے جسم پر یہ دونوں چادریں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے تھے حالاں کہ وہ احرام میں تھے۔

صفیہ بنت ابی عبید یا اسلم سے مروی ہے کہ عمرؓ نے طلحہؓ بن عبید اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے جسم پر گیرو سے رنگے ہوئے دو چادرے تھے، حالاں کہ وہ مُحرِم (احرام میں) تھے، انھوں نے کہا، اے طلحہ یہ کیا ہے، تو انھوں نے کہا، امیر المومنین، وہ تو صرف مٹی ہی ہے (جس میں میں نے رنگا ہے) انھوں نے کہا کہ اے قوم تم لوگ ائمہ ہو، تمھاری اقتدا کی جائے گی، اگر کوئی جاہل تمھیں دیکھے گا تو کہے گا کہ طلحہؓ رنگین کپڑے پہنتے ہیں حالاں کہ وہ احرام میں ہوتے ہیں اور محرم کا سب سے اچھا لباس سفید ہے، اس لیے لوگوں کو شبہے میں نہ ڈالو۔

اسرائیل نے کہا کہ میں نے عمران بن موسیٰ بن طلحہؓ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ طلحہؓ بن عبید اللہ جنگ جمل میں مقتول ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔

۱۵۷ عمران بن موسیٰ بن طلحہؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہؓ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جسے انھوں نے اتار ڈالا اور اُس کے بجائے پوت کا چھلہ پہن لیا، جنگ جمل میں اسی حالت میں کہ وہ چھلہ اُن کی اُنگلی میں تھا اُن پر مصیبت آگئی (کہ مقتول ہوگئے) رحمہ اللہ۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ طلحہؓ کی آمدنی ایک ہزار درہم (یومیہ) تھی

سُعدیٰ بنت عوف المریہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز طلحہؓ کے پاس گئی اور پوچھا: مجھے کیا ہوا کہ تم کو اس حالت میں دیکھتی ہوں کہ

تم کو تمہارے گھر والوں سے کچھ رنج پہنچا ہے، معلوم ہو تو ہم لوگ رنج دور کریں، انھوں نے کہا ہاں، تم مرد کی بیوی ہو (کہ سمجھ گئیں)، میرے پاس مال ہے جس نے مجھے غم و فکر میں ڈال دیا ہے، انھوں نے کہا کہ اُسے تقسیم کر دو، انھوں نے اپنی لڑکی کو بلایا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ، وہ لے گئے اُسے تقسیم کرنے لگے، میں نے سعدیٰ سے پوچھا کہ وہ مال کتنا تھا، تو انھوں نے کہا چار لاکھ درم۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے اپنی ایک زمین عثمانؓ بن عفان کے ہاتھ سات لاکھ درم کو فروخت کی، قیمت اپنے پاس اُٹھا کے لے گئے، جب اُس کو لائے تو انھوں نے کہا انسان اس طرح ہو کہ یہ مال رات کو اُس کے پاس اور اُس کے گھر میں رہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ اللہ کے امر عزیز میں سے رات کو کیا اُس کے پاس آئے گا، انھوں نے اس طرح رات گزاری کہ اُن کے قاصد اُس مال کو لے کے، مستحقین کو دینے کے لیے، مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے پچھلی شب تک اُن کے پاس اُس میں سے ایک درم بھی نہ تھا۔

قبیصہ بن جابر سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ بن عبید اللہ سے زیادہ، بے مانگے، مال کثیر کا دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے طلحہؓ بن عبید اللہ کو، جن کا قریش کے بردبار لوگوں میں شمار تھا، کہتے سنا کہ کم سے کم عیب، انسان کے گھر میں بیٹھے پر ہوتا ہے۔

قیس سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے کہا کہ انسان پر کم از کم عیب گوئی اُس وقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے۔

عیسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ ابو محمد طلحہ کو عراق سے ہر روز ایک ہزار وافی[1] درم اور دو دانگ کی آمدنی ہوتی تھی۔

[1] وافی: چاندی کا ایک بہت چھوٹا سکہ۔

محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ طلحہؓ بن عبید اللہ کو عراق سے چار اور پانچ لاکھ کے درمیان آمدنی ہوتی تھی، اور علاقۂ سراۃ سے کم وبیش دس لاکھ دینار کی آمدنی تھی، اُن کی جائداد وں کی بھی آمدنیاں تھیں، بنی تیم کا کوئی مفلس ایسا نہ تھا کہ انھوں نے اُس کی اور اُس کے عیال کی حاجت روائی نہ کی ہو، اُن کی بیواؤں کا نکاح نہ کرایا ہو، اُن کے تنگ دستوں کو خادم نہ دیا ہو اور اُن کے مقروضوں کا قرض نہ ادا کیا ہو، ہر سال جب اُن کی آمدنی آتی تو عائشہؓ کو دس ہزار درم بھیجتے، انھوں نے صبیحۃ الیتیمی کی طرف سے تیس ہزار درم ادا کیے تھے۔

۱۵۸

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ معاویہؓ نے پوچھا، ابو محمد (طلحہؓ) رحمہ اللہ نے کتنا مال چھوڑا، میں نے کہا بائیس لاکھ درم اور دو لاکھ دینار حالاں کہ اُن کے مال میں چوری بھی کی گئی، انھیں ہر سال عراق سے ایک لاکھ کی آمدنی تھی جو علاقۂ سراۃ وغیرہا کی آمدنی کے علاوہ تھی، وہ اپنی نہر یا نالی کے کھیت سے مدینے کے گھروں میں ایک سال کا غلہ بھر دیتے، بیس آب کش اونٹوں سے زراعت کرتے تھے، سب سے پہلے جس نے نہر یا نالی کی زمین میں گیہوں بویا وہی تھے، معاویہؓ نے کہا کہ انھوں نے سخی اور شریف اور نیک بن کے زندگی بسر کی، اور فقیر ہو کے مقتول ہوئے، رحمہ اللہ۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے جو مال اور جایداد چھوڑی اُس کی قیمت اور جو نقد چھوڑا اُس کا مجموعہ تین کرور درم تھا، انھوں نے بائیس لاکھ درم نقد اور دو لاکھ دینار نقد چھوڑے باقی سب مال وجایداد تھی۔

سُعدیٰ بنت عوف المریہ والدۂ یحییٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ رحمہ اللہ جس وقت قتل ہوئے تو اُن کے خازن کے ہاتھ میں بائیس لاکھ درم تھے، اُن کی جایداد کی قیمت تین کرور درم لگائی گئی۔

عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ طلحہؓ ابن عبید اللہ سو بہار چھوڑ گئے کہ ہر بہار میں تین قنطار سونا تھا (ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے) میں نے سنا کہ بہار بیل کی کھال ہے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں سفر و حضر میں طلحہؓ ابن عبید اللہ کے ہمراہ رہا، مگر مجھے عام طور پر روپے اور کپڑے اور کھانے پر طلحہؓ سے زیادہ سخی کوئی نہیں بتایا گیا۔

حکیم بن جابر الاحمسی سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ نے یوم جمل میں کہا کہ ہم نے عثمانؓ کے معاملے میں مداہنت و نفاق کیا آج ہم اس کے تدارک میں اس سے زیادہ قریب کوئی شے نہیں پاتے کہ اُن کے بارے میں ہم اپنا خون خرچ کریں، اے اللہ آج تو مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لے لے کہ تو راضی ہو جائے۔

۱۵۹ عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے، جو عائشہؓ کے پاس کھڑے تھے تیر مارا، تیر اُن کی پنڈلی میں لگا، اُس نے کہا کہ واللہ میں تیرے بعد اب کبھی قاتلان عثمانؓ کو تلاش نہ کروں گا، طلحہؓ نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرے لیے کوئی مکان تلاش کردو، اُس نے کہا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں، انھوں نے کہا کہ واللہ یہ وہ تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، اے اللہ عثمانؓ کا بدلہ مجھ سے لے لے کہ تو راضی ہو جائے، پھر انھوں نے ایک پتھر پر سر رکھ لیا اور انتقال کر گئے۔

نافع سے مروی ہے کہ لشکر میں طلحہؓ کے ساتھ مروان بھی تھا، اُس نے طلحہ کی زرہ میں ایک سوراخ دیکھا اور انھیں ایک تیر مار کے قتل کر دیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ طلحہؓ کو تیر مارا گیا تو اُن کا گھوڑا دور تک چلا گیا، انھوں نے اُسے ایڑ ماری، بنی تمیم میں انتقال کر گئے، کسی نے کہا کہ یہ اُس بوڑھے کی جائے موت ہے جو ضایع کر دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگ گھومنے لگے تو مروان نے طلحہؓ کو ایک تیر سے روکا، وہ اُن کے لگ گیا اور انھیں قتل کر دیا۔

شیخ کلب سے مروی ہے کہ میں نے عبد الملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اگر امیر المومنین مروان نے مجھے بتا نہ دیا ہوتا کہ انھیں نے طلحہؓ کو قتل کیا تو میں طلحہؓ کی اولاد میں سے کسی کو بھی عثمانؓ ابن عفان کے بدلے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتا۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے یوم جمل میں طلحہؓ کے گھٹنے میں تیر مارا تو رگ میں سے خون بہنے لگا، جب اسے ہاتھ سے روک دیتے تو رک جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو بہنے لگتا، انھوں نے کہا، واللہ، اب تک ہمارے پاس اُن لوگوں کے تیر نہیں آئے، پھر انھوں نے کہا زخم کو چھوڑ دو کیوں کہ یہ وہی تیر ہے جسے اللہ نے بھیجا ہے، انتقال کے بعد لوگوں نے انھیں الکلا کے ساحل پر دفن کر دیا، اُن کے کسی عزیز نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس پانی سے چین کیوں نہیں دیتے، میں غرق ہو گیا ہوں، تین مرتبہ (خواب میں) وہ یہ کہہ رہے تھے، لوگوں نے کھود کے قبر سے انھیں نکالا تو وہ اس قدر سبز تھے جیسے (سلق) ساگ ہوتا ہے، انھوں نے اُن کا پانی نچوڑ کے نکالا تو اُن کی داڑھی اور چہرے کا جو حصہ زمین کے متصل تھا اُسے زمین کھا گئی تھی، پھر انھوں نے ابو بکرہ کے مکانات میں سے ایک مکان خریدا اور اُس میں انھیں دفن کیا۔

محمد بن زید المہاجر سے مروی ہے کہ طلحہؓ بن عبید اللہ رحمہ اللہ یوم جمل میں قتل کر دیے گئے، ۱۰ ار جمادی الآخرہ ۳۶ھ پنجشنبے کا دن تھا، جس روز وہ قتل کیے گئے چونسٹھ سال کے تھے۔

عیسیٰ بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ وہ باسٹھ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔

ابی حبیبہ مولائے طلحہؓ سے مروی ہے کہ علیؓ جب اصحاب جمل سے

فارغ ہو چکے تو عمران بن طلحہؓ اُن کے پاس گئے، اُنھوں نے اُن کو مرحبا کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اور تم کو اُن لوگوں میں سے کرے گا جن کے متعلق فرمایا "اخوانا علی سرر متقابلین" (بھائی بھائی بن کے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے)۔

راوی نے کہا کہ فرش کے کونے پر دو شخص بیٹھے ہوئے تھے، اُنھوں نے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے کہ کل تم اُن لوگوں کو قتل کرتے ہو اور جنت میں بھائی بھائی بن کے آمنے سامنے تختوں پر بھی ہو جاؤ گے، علیؓ نے کہا کہ تم لوگ اُٹھ کر دور سے دور کی زمین پر واقع ہو، اُس وقت اور کون ہو گا اگر میں اور طلحہؓ نہ ہوں گے۔

اُنھوں نے عمران سے کہا کہ میں تمھارے والد کے امہات اولاد میں سے جو باقی ہیں اُن سے کیوں کر ہلاک ہو جاؤں، دیکھو، ہم نے ان سالوں میں تم لوگوں کی زمینوں پر اس لیے قبضہ نہیں کیا کہ ہم انھیں لینا چاہتے ہیں، ہم نے صرف اس خوف سے انھیں لیا ہے کہ لوگ لوٹ لیں گے، اے فلاں، اُن کے ہمراہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور انھیں حکم دو کہ وہ اُن کی زمین اور اُن سالوں کی آمدنی اُن کے سپرد کر دیں، اے برادر زادے، جب تمھیں حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔

ابو حبیبہ سے مروی ہے کہ عمران بن طلحہؓ علیؓ کے پاس آئے تو اُنھوں نے کہا کہ اے برادر زادے یہاں آؤ، انھیں اُنھوں نے اپنے فرش پر بٹھا لیا اور کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ میں اور تمھارے والد اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ نے کہا کہ "ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانا علی سرر متقابلین" (ہم اُن کے دلوں سے کدورت نکال لیں گے جس سے وہ بھائی بھائی ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے)، ابن الکوا نے اُن سے کہا کہ اللہ اس سے بہت زیادہ عادل ہے، وہ اپنا درہ لے کے اُس کے پاس گئے اور اُسے مارا، اور کہا کہ تیری ماں نہ رہے، تو اور تیرے ساتھی اس کا انکار کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن طلحہؓ آئے، انھوں نے علیؓ کو سلام کیا تو علیؓ نے انھیں مرحبا کہا، ابن طلحہؓ نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ مجھے مرحبا کہتے ہیں حالاں کہ آپ نے میرے والد کو قتل کر دیا اور میرا مال لے لیا، انھوں نے کہا کہ تمھارا مال تو بیت المال میں کنارے رکھا ہوا ہے صبح کو اپنے مال کے پاس جانا اور اسے لے لینا، لیکن تمھارا یہ کہنا کہ میں نے تمھارے والد کو قتل کر دیا، تو میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تمھارے والد ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین" فرمایا ہے، ہمدان کے ایک شخص نے جو کانا تھا کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے تو علیؓ اس قدر زور سے چلائے کہ اُس سے محل گونج گیا، اور کہا کہ جب ہم لوگ یہ نہ ہوں گے (یعنی مصداق آیت) تو پھر کون ہوگا۔

ابو حمید علی بن عبد اللہ الظاعنی سے مروی ہے کہ جب علیؓ کوفے میں آئے تو انھوں نے طلحہؓ بن عبید اللہ کے دو بیٹوں کو بلا بھیجا، اور کہا کہ اے میرے برادر زادو، تم دونوں اپنے مال کی طرف جاؤ اور اُس پر قبضہ کر لو، میں نے اُس پر صرف اس لیے قبضہ کیا تھا کہ لوگ اُسے اُچک نہ لیں، مجھے امید ہے کہ میں اور تمھارے والد اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ "ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانا علی سرر متقابلین" حارث الاعور الہمدانی نے کہا کہ اللہ اس سے زیادہ عادل ہے، علیؓ نے اُس کی چادر دل کو پکڑا اور دو مرتبہ کہا کہ تیری ماں نہ رہے، پھر کون (اس آیت کا مصداق ہوگا)۔

محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم جمل میں ایک شخص آیا اور کہا کہ قاتل طلحہؓ کے لیے اجازت دو کہ وہ اندر آئے، میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ اُس (قاتل طلحہ) کو دوزخ کی خوشخبری سنا دو۔

صُہَیب بن سِنان

ابن مالک بن عبد بن عمرو بن عُقیل بن عامر بن جندلہ بن خزیمہ ابن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط بن ہنب ابن افصی بن دُعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار، اُن کی والدہ سلمیٰ بنت قعید بن مہیض بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو ابن تمیم تھیں، ان کے والد سنان بن مالک یا چچا کسریٰ کی جانب سے الاُبلہ کے عامل تھے، اُن لوگوں کے مکانات موصل میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ اُس گاؤں میں رہتے تھے جو ساحل فرات پر جزیرے اور موصل سے متصل ہے، اس علاقے پر رومیوں نے ڈاکہ ڈالا اور انھوں نے صہیبؓ کو قید کر لیا جو چھوٹے سے بچے تھے، اُن کے چچا نے کہا کہ یہ نمری بچہ ہے جو زبردستی گیا حالاں کہ میرے گھر والے الثنی میں ہیں، الثنی اُس گاؤں کا نام ہے جس میں اُن کے اعزہ تھے۔

صہیبؓ کی روم میں پرورش ہوئی، جب ذرا بولنے لگے تو انھیں اُن لوگوں سے کلب نے خرید لیا اور مکے لائے، یہاں عبد اللہ ابن جدعان التیمی نے خرید لیا اور آزاد کر دیا، وہ عبد اللہ بن جدعان کے مرنے تک اُن کے ساتھ مکے ہی میں رہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، اس لیے کہ اللہ نے اُن (صہیبؓ) کے ساتھ بزرگی وکرامت کا ارادہ کیا اور اُن پر توفیق اسلام کا احسان کیا۔

لیکن صہیب کے بیوی بچے یہ کہتے ہیں کہ جب وہ عاقل بالغ ہوئے تو روم سے بھاگ کے مکے آئے اور عبد اللہ بن جدعان سے مخالفت کر لی،

اور اُن کے مرنے تک انھی کے ساتھ مقیم رہے۔

صہیبؓ خوب سرخ آدمی تھے، نہ بہت لا نبے نہ ٹھنگنے، بلکہ مائل بہ پستی تھے، سر میں بال بہت سے تھے اور مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ صہیبؓ عرب میں سے النمر ابن قاسط کے خاندان سے تھے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صہیبؓ روم میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں (سابق الروم ہیں)۔

۱۶۲

حمزہؓ بن صہیبؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُن کی کنیت ابو یحییٰ تھی، وہ کہتے کہ میں عرب میں سے ہوں، اور کھانا بہت کھلاتے تھے اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اے صہیبؓ تمھیں کیا ہوا کہ تم نے اپنی کنیت ابو یحییٰ (یحییٰ کا باپ) رکھ لی حالاں کہ تمھارا کوئی لڑکا نہیں، اور تم کہتے ہو کہ تم عرب میں سے ہو حالاں کہ تم روم کے ہو، تم بہت کھانا کھلاتے ہو جو مال کا اسراف ہے، صہیبؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی (میں نے خود نہیں رکھی) رہا میرے نسب اور عرب ہونے کے دعوے پر اعتراض، تو میں النمر ابن قاسط کی اولاد سے ہوں جو موصل کے باشندے تھے لیکن میں قید کر لیا گیا، میری قوم اور اعزہ کے سمجھنے اور نسب معلوم کرنے کے بعد رومیوں نے چھوٹا بچہ ہونے کی حالت میں مجھے گرفتار کر لیا، کھانے اور اُس میں اسراف کے بارے میں جو آپ فرماتے ہیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے اور سلام کا جواب دے، یہ سبب ہے جو مجھے کھانا کھلانے پر برانگیختہ کرتا ہے۔

عمارؓ بن یاسر سے مروی ہے کہ میں صہیبؓ بن سنان سے دارالارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تھے، میں نے

صہیبؓ سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے (یعنی عمار بن یاسر نے) کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ محمدؐ کے پاس جاؤں اور اُن کا کلام سنوں، صہیبؓ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، پھر ہم دونوں آپ کے پاس گئے، آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا، ہم دونوں اسلام لے آئے، دن بھر اسی حالت پر رہے، جب شام ہوئی تو ہم نکلے اور ہم اپنے کو چھپاتے تھے، عمارؓ و صہیبؓ کا اسلام تیس سے زاید آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ صہیب بن سنان اُن بے بس مومنین میں سے تھے جن پر اللہ کے بارے میں مکے میں عذاب کیا جاتا تھا۔

ابی عثمان النہدی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ صہیبؓ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اُن سے اہل مکہ نے کہا کہ تو ہمارے پاس ذلیل، بدمعاش بن کے آیا تھا، ہمارے یہاں تیرا مال بڑھ گیا، اور تو جس حالت کو پہنچا اُس حالت کو پہنچا، پھر تو اپنے آپ کو اور اپنے مال کو لیے جاتا ہے؟" واللہ یہ نہ ہونے پائے گا، انھوں نے کہا کہ کیا تمھاری رائے ہے کہ میں اپنا مال چھوڑ دوں تو تم لوگ میرا راستہ خالی کر دوگے؟" انھوں نے کہا، ہاں، صہیبؓ نے اپنا سارا مال اُن لوگوں کے لیے چھوڑ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا: صہیبؓ کو نفع ہوا، صہیبؓ کو نفع ہوا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ صہیبؓ مہاجر ہو کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، قریش کی ایک جماعت نے اُن کا تعاقب کیا تو وہ اپنی سواری سے اُتر پڑے، ترکش میں جو کچھ تھا نکال لیا اور کہا کہ اے گروہ قریش، تمھیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے اچھا تیرانداز ہوں، بخدا تم لوگ مجھ تک اُس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک کہ میں اپنے تمام تیر مار نہ لوں، اور جب میرے ہاتھ میں تھوڑے سے رہ جائیں گے تو میں اپنی تلوار سے تمھیں ماروں گا، لہذا تم لوگ جو چاہو کرو،

۱۶۴

اگر چاہو تو میں تمھیں اپنا مال بتا دوں، اور تم میرا راستہ خالی کردو، قریش راضی ہوگئے، صہیبؓ نے اپنا مال بتا دیا جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: بیع نے ابویحیی کو نفع دیا، بیع نے نفع دیا، راوی نے کہا کہ اسی بارے میں یہ آیت "ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ و اللہ رؤف بالعباد"
(اور بعض وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہے)
نازل فرمائی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ ہجرت میں سب سے آخر علیؓ اور صہیبؓ بن سنان مدینے آئے، یہ واقعہ وسط ربیع الاول کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تھے اور ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ صہیبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جب آپ قبا میں تھے، ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ہمرکاب تھے، پاس کھجوریں رکھی تھیں جو کلثوم بن الہدم لائے تھے کہ چوپایوں کو ان پر دسترس ممکن نہ تھی، راستے میں صہیبؓ کی آنکھ دکھنے آگئی، سخت بھوک لگی تو کھجوریں کھانے لگے، عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ صہیبؓ کو نہیں دیکھتے کہ یہ کھجوریں کھا رہے ہیں حالاں کہ ان کی آنکھ دکھتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کھجور کھاتے ہو، تمھاری تو آنکھ دکھتی ہے، صہیبؓ نے کہا کہ میں تو اسے اپنی تندرست آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، صہیبؓ ابوبکرؓ سے کہنے لگے کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ہمراہ لیں گے مگر مجھے چھوڑ کے نکل آئے، کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ساتھ لیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا، قریش نے مجھے پکڑ کے قید کر دیا،

میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عوض خریدا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع نے نفع دیا' اس موقع پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی'' ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ'' صہیبؓ نے کہا یا رسول اللہ میں نے صرف ایک مُد (تقریباً آدھ سیر) آٹے کا توشہ لیا جس کو ابوا میں گوندھا (اور پکایا) یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب صہیبؓ نے مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر شادی شدہ اصحاب بھی سعد ابن خیثمہ کے پاس اترے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیبؓ بن سنان اور حارث بن الصِمَّہ کے درمیان مواخاۃ کا رشتہ باندھا۔ اُنھوں نے کہا کہ صہیبؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے کہ صہیبؓ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ آؤ تو ہم تم سے غزوات بیان کریں، لیکن اگر تم چاہو کہ میں کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ ممکن نہیں (یعنی میں کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا)۔ ۱۴۴

عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے اہل شوریٰ کو وصیت کرتے وقت فرمایا کہ صہیبؓ کو تمہارے لیے نماز پڑھانا چاہیے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ کی وفات ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ صہیبؓ اُنھیں عمرؓ کے حکم سے فرض نماز میں پڑھاتے ہیں'' اس لیے صہیبؓ ہی کو آگے کیا' اُنھی نے عمرؓ پر نماز پڑھی۔

ابو حذیفہ نے جو اولاد صہیبؓ میں سے تھے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ صہیبؓ کی وفات مدینے میں شوال ۳۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر برس کے تھے، وہ بقیع میں مدفون ہوئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ صہیبؓ نے عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

عامر بن فہیرہ

ابو بکرؓ صدیق کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، اُن کی کنیت ابو عمرو تھی۔

عائشہؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ عامر بن فہیرہؓ طفیل بن حارث کے جو عائشہؓ کے اخیافی بھائی اور ام رومان کے بیٹے تھے، غلام تھے، عامر اسلام لائے تو انھیں ابو بکرؓ نے خرید کے آزاد کر دیا، وہ اس اجرت پر اُن کی بکریاں چراتے تھے کہ دودھ اور بچہ اُن کے ذمے ہوگا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے اور اُس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ اُن کم زور مسلمانوں میں سے تھے جن پر مکے میں اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عامر بن فہیرہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر ابن فہیرہ اور حارث بن اوس بن معاذ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن فہیرہ بدر و احد میں حاضر ہوئے، ۴ھ میں غزوۂ بیر معونہ میں مقتول ہوئے، قتل کیے گئے دن وہ چالیس سال کے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ اُس گروہ میں سے تھے جو یوم بیر معونہ میں مقتول ہوئے۔

ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے یہ دعویٰ کیا کہ جس روز وہ قتل کیے گئے تو دفن کے وقت اُن کا جسد نہیں ملا، لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انھیں دفن کر دیا۔

محمد بن عمر نے اُن لوگوں سے روایت کی جن کا نام اس کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے کہ جبار بن سلمہ الکلبی نے اس روز عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا جو اُن کے پار ہو گیا، عامر نے کہا کہ واللہ میں کامیاب ہوا، عامر کو بلندی پر لے گئے یہاں تک کہ وہ نظروں سے غائب ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے اُن کے جثے کو چھپا لیا، جبار نے عامر بن فہیرہ کا یہ حال دیکھا تو وہ اسلام لے آئے اور اُن کا اسلام اچھا ہوا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ آسمان کی طرف اُٹھا لیے گئے، اُن کا جثہ نہیں پایا گیا، لوگ سمجھتے تھے کہ ملائکہ نے انھیں پوشیدہ کر دیا۔

بلالؓ بن رباح

ابوبکرؓ صدیق کے مولیٰ تھے، کنیت ابوعبداللہ تھی، السراۃ کے غیر خالص عربوں میں سے تھے، اُن کی ماں کا نام حمامہ تھا جو بنی جمح میں سے کسی کی مملوکہ تھیں۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال سابق الحبشہ ہیں (یعنی حبشیوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں)۔

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ بلالؓ بن رباح مومنین کے کمزور لوگوں میں سے تھے، جب وہ اسلام لائے تو اُن پر عذاب کیا جاتا کہ اپنے دین سے پھر جائیں، مگر اُنھوں نے اُن لوگوں کے سامنے ایک کلمہ بھی ادا نہ کیا جو وہ چاہتے تھے، جو اُنھیں عذاب دیتا تھا وہ امیہ بن خلف تھا۔

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ بلالؓ کے عذاب میں شدت کرتے تو وہ احد احد کہتے، لوگ اُن سے کہتے کہ اس طرح کہو جس طرح ہم کہتے ہیں تو وہ جواب دیتے کہ میری زبان اُسے اچھی طرح ادا نہیں کر سکتی۔

مجاہد سے مروی ہے کہ بلالؓ کو اُن کے مالکوں نے پکڑ لیا، اُنھیں پچھاڑا اور اُن پر سنگریزے اور گائے کی کھال ڈال دی، اور کہنے لگے کہ تمہارا رب لات و عزیٰ ہے، مگر وہ "احد، احد" ہی کہتے تھے، اُن کے پاس ابوبکرؓ آئے اور کہا کہ کب تک تم لوگ اس شخص پر عذاب کرو گے، ابوبکرؓ نے اُنھیں سات اوقیہ (تقریباً ۲۳ تولے سونے کے عوض) خرید لیا اور آزاد کر دیا، اُنھوں نے یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا، ابوبکرؓ تم نے قرض دیا، اُنھوں نے کہا، یا رسول اللہ میں نے اُنھیں آزاد کر دیا

۱۶۶ قیس سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے بلالؓ کو پانچ اوقیہ میں خریدا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں، اور اُنھوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔

مجاہد سے آیت "مالنا لانریٰ رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذناھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار" (نہیں کیا ہوا کہ ہم اُن لوگوں کو (یہاں) نہیں دیکھتے جنھیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے، کیا ہم نے انھیں مسخرہ بنایا یا نگاہوں نے اُن سے کجی کی) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابوجہل کہتا تھا کہ بلال کہاں ہے، فلاں کہاں ہے فلاں کہاں ہے جن کو ہم دُنیا میں بدترین لوگوں میں شمار کرتے تھے، ہم انھیں دوزخ میں نہیں دیکھتے، کیا وہ کسی ایسے مکان میں ہیں کہ ہم اس میں نہیں دیکھ سکتے، یا وہ دوزخ ہی میں ہیں کہ ہم اُن کا مکان نہیں دیکھ سکتے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جنھوں نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، بلالؓ، خبابؓ، صہیبؓ، عمارؓ، اور سُمیّہؓ والدہ عمارؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت آپ کے چچا نے کی اور ابوبکرؓ کی حفاظت اُن کی قوم نے، دوسرے لوگ پکڑ لیے گئے انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کے دھوپ میں تپایا گیا، مشقت انتہا کو پہنچ گئی تو مشرکین کی خواہش کے مطابق (کلمات زبان سے) ادا کر دیے، اُن میں سے ہر شخص اپنی قوم کے پاس سے چمڑے کے وہ فرش (نطع) لایا کہ اُس پر بٹھا کے گردن ماری جاتی تھی جن میں پانی تھا، اُس میں اُن لوگوں کو ڈال دیا اور اُس کے کنارے پکڑ کے اُٹھا لیا، سوائے بلال کے، (کہ وہ اس عذاب میں داخل نہیں کیے گئے تھے)۔

جب شام ہوئی تو ابوجہل آیا اور سُمیّہ کو گالیاں دینے اور بُرا کہنے لگا، پھر انھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا، وہ اسلام میں سب سے پہلی شہید تھیں، سوائے بلال کے کیوں کہ اُن کے نزدیک اللہ کی راہ میں اُن کی جان ارزاں تھی، یہاں تک کہ ان کو لوگوں نے آگ میں ڈالا، گردن میں رسی باندھی اور اپنے لڑکوں کو

حکم دیا کہ انھیں مکے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان گھسیٹیں،
اس حالت میں بھی بلالؓ احد احد کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب بلالؓ نے
مدینے کی طرف ہجرت کی تو سعد بن خیثمہ کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ اور عبیدہ بن الحارث
ابن المطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بلالؓ اور
ابی رویحہ الخثعمی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، لیکن یہ ثابت
نہیں ہے ابورویحہ بدر میں بھی حاضر نہیں ہوئے۔

محمد بن اسحاق، بلالؓ اور ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی
کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے، پھر الفزع کے کسی شخص سے
(بلالؓ کی مواخاۃ ثابت کرتے تھے)، اور کہتے تھے کہ جب عمرؓ
ابن الخطاب نے شام میں دفتر مرتب کیے تو بلالؓ شام چلے گئے
اور وہیں مجاہدین کے مقیم ہو گئے، ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے بلال
تم اپنا دفتر کس کے پاس رکھو گے، انھوں نے کہا ابورویحہ
کے پاس جن کو میں اس اخوت (برادری) کی وجہ سے کبھی نہ چھوڑوں گا
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور ان کے درمیان
مقرر کر دی ہے، انھوں نے ان کو ان کے ساتھ کر دیا، اور
حبشہ کا دفتر خثعم کے سپرد کیا، اس لیے کہ بلالؓ انھی میں تھے، وہ
شام میں آج تک خثعم میں ہیں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے
اذان کہی وہ بلالؓ تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد
سے روایت کی کہ بلالؓ اذان سے فارغ ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

۱۲۷

اطلاع کرنا چاہتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، الصلاۃ یا رسول اللہ" (نماز کے لیے آئیے، فلاح و کامیابی کے لیے آئیے نماز تیار ہے یارسول اللہ)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے اور بلالؓ آپ کو دیکھ لیتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مؤذن تھے، بلالؓ، ابو محذورہ اور عمروؓ بن ام مکتوم، جب بلالؓ نہ ہوتے تو ابو محذورہ اذان کہتے اور اگر ابو محذورہؓ بھی نہ ہوتے تو عمروؓ بن ام مکتوم اذان کہتے۔

ابن ابی ملیکہ یا کسی اور سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو کعبے کی چھت پر اذان کہنے کا حکم دیا، انھوں نے اس کی چھت پر اذان کہی، حارث ابن ہشام اور صفوان بن امیہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حبشی کو دیکھو تو دوسرے نے کہا کہ اگر خدا اسے ناپسند کرے گا تو اس کو بدل دے گا۔

جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ بلالؓ زوال آفتاب کے بعد اذان کہا کرتے تھے اور اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے، یا انھوں نے یہ کہا کہ اکثر اقامت میں قدرے تاخیر کر دیتے تھے لیکن وہ اذان میں وقت سے باہر نہیں ہوتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بلال جب اذان کے لیے چڑھتے تو یہ شعر کہتے۔

وابتل من نضح دم جبینہ	مالِ بلالا ثکلتہ امہ
خون بہنے سے اس کی پیشانی تر ہو جائے	بلالؓ کو اس کی ماں روئے

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عصا کو لے کر چلا جاتا تھا، جس کو بلالؓ مؤذن اٹھاتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا وہ اُسے آپ کے آگے گاڑ دیتے تھے (تاکہ نماز کے لیے سترہ ہو جائے) اور اُس زمانے میں عیدگاہ میدان تھا۔

۱۶۸ ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عید اور نماز استسقا کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بلال عصا لے کے چلتے تھے۔

عبد الرحمن بن سعد بن عمار بن سعد بن عمار بن سعد مؤذن وغیرہم نے اپنے آبا و اجداد سے روایت کی کہ نجاشی حبشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین عصا بھیجے تھے، ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے رکھ لیا، ایک علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا اور ایک عمرؓ بن الخطاب کو، بلالؓ اسی عصا کو عیدین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لے کے چلتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے رکھ لیا تھا، یہاں تک کہ وہ عیدگاہ میں آتے، اُسے آپ کے آگے گاڑ دیتے اور آپ اُسی کی طرف نماز پڑھتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح ابو بکرؓ کے آگے لے کے چلتے تھے، پھر عیدین میں سعد القرظ، عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان کے آگے لے کے چلتے تھے، اُسے اُن دونوں کے آگے گاڑ دیتے اور دونوں اُسی کی طرف نماز پڑھتے تھے، یہ وہی عصا ہے جس کو آج والیان ملک کے آگے لے کے چلا جاتا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو بلال ابو بکرؓ صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفۂ رسولؐ اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مومن کا سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے، ابو بکرؓ نے کہا کہ بلال، تم کیا چاہتے ہو، انھوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میری موت تک خدا کے راستے میں باندھ دیا جائے، ابو بکرؓ نے کہا کہ

بلالؓ! میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اپنی حرمت و حق یاد دلاتا ہوں کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا، میری موت کا وقت قریب آگیا، بلالؓ نے ابوبکرؓ کی وفات تک انھی کے ساتھ قیام کیا۔

ابوبکرؓ کی وفات ہو گئی تو بلالؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور ان سے بھی اسی طرح کہا جس طرح ابوبکرؓ سے کہا تھا، عمرؓ نے بھی انھیں ویسا ہی جواب دیا جیسا ابوبکرؓ نے دیا تھا، مگر بلالؓ نے انکار کیا، عمرؓ نے کہا کہ تمھاری رائے میں میں اذان کس کے سپرد کروں، تو انھوں نے کہا سعد کے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان کہی ہے، عمرؓ نے سعدؓ کو بلایا اور اذان ان کے سپرد کر دی اور ان کے بعد ان کی اولاد کے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے اس وقت اذان کہی کہ آنحضرتؐ دفن بھی نہ ہوئے تھے، جب انھوں نے "اشہد ان محمدا رسول اللہ" کہا تو مسجد میں لوگوں کی ہچکیاں بند ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کر دیے گئے تو ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ اذان کہو، انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اس لیے آزاد کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو اس کا راستہ یہی ہے، اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے تو مجھے اور اسے چھوڑ دیجیے جس کے لیے آپ نے مجھے آزاد کیا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے تمھیں محض اللہ ہی کے لیے آزاد کیا ہے، بلالؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہ کہوں گا، انھوں نے کہا کہ یہ تمھارے سپرد ہے (خواہ کہو یا نہ کہو)۔

وہ مقیم رہے یہاں تک کہ جب شام کے لشکر روانہ ہوئے تو انھی کے ساتھ چلے گئے اور وہاں (شام) پہنچ گئے۔

169

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جمعے کے دن جب ابو بکرؓ منبر پر بیٹھے تو بلالؓ نے اُن سے کہا، اے ابو بکرؓ، انھوں نے کہا لبیک (حاضر)، انھوں نے کہا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لیے آزاد کیا ہے یا اپنے لیے، فرمایا اللہ کے لیے، بلالؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں، انھوں نے اُن کو اجازت دی، وہ شام چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔

شعبی سے مروی ہے کہ بلالؓ اور اُن کے بھائی نے یمن کے کسی گھر والے کے یہاں پیام نکاح دیا اور کہا کہ میں اور میرے یہ بھائی دونوں حبشی غلام ہیں، ہم دونوں گمراہ تھے، اللہ نے ہمیں ہدایت کی، ہم دونوں غلام تھے اللہ نے ہمیں آزاد کیا، اگر تم لوگ ہم دونوں سے نکاح کر دو گے تو الحمد للہ، اور اگر تم لوگ ہم سے روکو گے تو اللہ اکبر۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ بلالؓ کے ایک بھائی اپنے کو عرب کی طرف منسوب کرتے تھے، اُن کا دعویٰ تھا کہ وہ انھی میں سے ہیں، انھوں نے عرب کی ایک عورت کو پیام نکاح دیا تو اُن لوگوں نے کہا کہ اگر بلالؓ موجود ہوں گے تو ہم تم سے نکاح کر دیں گے، پھر بلالؓ آئے، انھوں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ میں بلال بن رباح ہوں، اور یہ میرے بھائی ہیں جو دین اور اخلاق میں بڑے آدمی ہیں، اگر تم لوگ ان سے نکاح کرنا چاہو کر دو اور اگر ترک کرنا چاہو ترک کر دو، لوگوں نے کہا کہ جس کے تم بھائی ہو اُس سے ہم نکاح کر دیں گے، اُن لوگوں نے اُن سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابو البکیر کے لڑکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اُن لوگوں نے عرض کی کہ فلاں شخص سے ہماری بہن کا نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، وہ لوگ دوسری مرتبہ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ

ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے، فرمایا کہ تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، وہ لوگ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کی کہ ہماری بہن کا فلاں شخص سے نکاح کر دیجیے، فرمایا تم لوگ بلالؓ سے کہاں جاتے ہو، تم لوگ ایسے شخص سے کہاں جاتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے، پھر اُن لوگوں نے اُن سے نکاح کر دیا۔

زید بن اسلمؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البکیر کی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیا۔

مقبری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البکیر کی لڑکی کا نکاح بلالؓ سے کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ بلال نے بنی زہرہ کی عربی لڑکی سے نکاح کیا،

ابن مراہن سے مروی ہے کہ لوگ بلالؓ کے پاس آتے اور اُن کی فضیلت اور اللہ نے اُنھیں خیر میں جو حصہ دیا تھا اسے بیان کرتے، وہ کہتے کہ میں تو ایک حبشی ہوں جو کل غلام تھا۔ ۱۷۰

قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بلالؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو روک لیجیے اور اگر آپ نے مجھے صرف اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اور اللہ کے لیے میرے عمل کو چھوڑ دیجیے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلالؓ کی وفات ۲۰ھ میں جب وہ ساٹھ سال سے زائد کے تھے دمشق میں ہوئی باب الصغیر کے پاس کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے شعیب بن طلحہ کو جو اولاد ابو بکرؓ صدیق میں سے تھے کہتے سنا کہ بلالؓ ابو بکرؓ کے ہم عمر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اگر یہ اسی طرح ہوتا تو ابو بکرؓ کی تو ۱۳ھ میں

بعمر ترسٹھ سال وفات ہوئی، اس کے اور جو ہم سے بلالؓ کے متعلق روایت کی گئی اُس کے درمیان سات سال کا زمانہ ہوتا ہے (اس حساب سے بلالؓ کی عمر ستر سال کی ہوتی ہے) شعیب بن طلحہ بلالؓ کے وقت ولادت کو زیادہ جانتے ہیں جب تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ابو بکرؓ ساتھ پیدا ہوئے تھے، واللہ اعلم

مکحول سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جس نے بلالؓ کو دیکھا تھا کہ وہ تیز رنگ کے سانولے، دُبلے اور لانبے تھے، سینہ آگے کو ابھرا ہوا تھا بال بہت تھے رخساروں پر گوشت بہت کم تھا اور بکثرت اُن کے بال کھچڑی تھے، اُن میں تغیر نہ ہوتا (یعنی جوان معلوم ہوتے تھے)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بلالؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

اس خاندان کے یہ پانچ آدمی تھے۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب

ابو سلمہ بن عبد الاسد

ابن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ابو سلمہ کا نام عبد اللہ تھا، اُن کی والدہ برّہ بنت عبد المطلب بن ہشام بن عبد مناف بن قصی تھیں،

اولاد میں سلمہ وعمر و زینب و درہ تھے، اُن کی والدہ ام سلمہ تھیں، اُن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا، زینب اُن کے یہاں ملک حبشہ کی ہجرت کے زمانے میں پیدا ہوئیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الاسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم بن ابی الارقم میں داخل ہونے اور اُس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

۱۷۱ لوگوں نے بیان کیا کہ ابو سلمہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں تھے، اُن کے ہمراہ دونوں ہجرتوں میں اُن کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بھی تھیں، اس پر تمام روایات میں اتفاق کیا گیا ہے۔

ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے پہلے مدینے میں ہجرت کے لیے جو شخص آئے وہ ابو سلمہ بن عبد الاسد تھے۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ مکے سے مدینے کی ہجرت میں سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس آئے وہ ابو سلمہ بن عبد الاسد تھے، وہ ۱۰ محرم کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو مدینے آئے جو مہاجرین پہلے آئے اور بنی عمرو بن عوف میں اترے ان سے اور جو آخر میں آئے ان کے درمیان دو مہینے کا فاصلہ تھا۔

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو کہتے سنا کہ ابو سلمہ نے جب مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ قبا میں مبشر بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سلمہ بن عبد الاسد اور سعد بن خیثمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مدینے میں مکانوں کے لیے زمین دی تو ابو سلمہؓ کے لیے اُن کے
مکان کی جگہ اُس زمانے میں بنی عبدالعزیز الزہریین کے مکان کے پاس
عطا فرمائی، اُن کے ساتھ ام سلمہؓ بھی تھیں، بعد کو ان لوگوں نے اُسے
فروخت کر ڈالا اور بنی کعب میں منتقل ہو گئے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ ابو سلمہؓ بدر و احد میں حاضر ہوئے
جس نے انھیں احد میں زخمی کیا وہ ابو اسامہ الجشمی تھا، اس نے
اُن کے بازو میں ایک برچھی ماری، ایک ماہ تک اس کا علاج
کرتے رہے، بظاہر وہ اچھا بھی ہو گیا، زخم دھوکے کے طور پر مندمل
ہو گیا تھا جسے کوئی پہچانتا نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں انھیں بنی اسد کی جانب
بطور سریہ قطن بھیج دیا وہ دس دن باہر رہے، مدینے آئے تو ان کا زخم
پھوٹ نکلا جس سے وہ بیمار ہو گئے، ۲ جمادی الآخرہ ۳ھ کو انتقال
کر گئے، انھیں الیسیرہ کے پانی سے غسل دیا گیا جو العالیہ میں بنی امیہ
ابن زید کا کنواں تھا، وہ جب قبا سے منتقل ہوئے تھے تو وہیں
اُترا کرتے تھے، انھیں کنویں کے دونوں کناروں کے درمیان
غسل دیا گیا، اُس کنویں کا نام جاہلیت میں العبیر تھا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے الیُسَیرہ رکھا، انھیں بنی امیہ بن زید کے ذریعے سے
اُٹھوا کر مدینے میں دفن کیا گیا، میری والدہ ام سلمہ نے عدت گزاری
یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر گئے۔

۱۷۲

قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے کہ جب ابو سلمہؓ بن عبدالاسد
کی وفات قریب آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے
آپ کے اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکا ہوا تھا، وہ رونے لگیں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر موت نازل ہوتی
اور جو کچھ اُس کے گھر والے کہتے ہیں وہ اُس پر آمین کہتا ہے، روح
جب آسمان پر چڑھائی جاتی ہے تو (میت کی) آنکھ اُس کو دیکھتی ہے،

جب اُن کا دم نکل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُن کی آنکھوں پر پھیلائے اور انھیں بند کر دیا۔

قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں۔

قبیصہ بن ذؤیب سے (ایک اور طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں (جو کھلی رہ گئی تھیں)۔

قبیصہ بن ذؤیب سے (ایک تیسرے طریقے سے) مروی ہے کہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ بن عبد الاسد کی عیادت کے لیے اُن کے پاس آئے، آپ کا آنا اور اُن کی روح کا جانا ساتھ ساتھ ہوا، اُس وقت عورتوں نے کچھ کہا تو فرمایا: رک جاؤ، اپنی جانوں کے لیے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کیا کرو کیونکہ ملائکہ میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا فرمایا کہ اہل میت کے پاس، وہ اُن کی دعا پر آمین کہتے ہیں، لہذا اپنے لیے سوائے خیر کے اور کوئی دعا نہ کرو، پھر فرمایا: اے اللہ قبر اُن کے لیے کشادہ کر دے، اُس میں اُن کے لیے روشنی کر دے، اُن کے نور کو بڑھا دے اور اُن کے گناہ معاف کر دے، اے اللہ اُن کا درجہ ہدایت یافتہ لوگوں (مہدیین) میں بلند کر، اُن کے پسماندہ لوگوں میں تو اُن کا قائم مقام ہو جا اور ہمارے اور اُن کے لیے یا رب العالمین مغفرت کر دے، پھر فرمایا کہ روح جب نکلتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے ہوتی ہے، کیا تم نے اُن کی آنکھیں کھلی نہیں دیکھیں

ارقم بن ابی الارقم

۱۷۳ ابن اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، اُن کی والدہ امیمہ بنت حارث
ابن حبالہ بن عمیر بن غبشان، خزاعہ میں سے تھیں، اُن کے ماموں نافع
ابن عبد الحارث الخزاعی تھے جو عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں
عامل مکہ تھے، ارقم کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور والد کا نام عبد مناف
تھا، اسد بن عبداللہ کی کنیت ابو جندب تھی۔

ارقم کی اولاد میں عبیداللہ ام ولد (باندی) سے تھے، عثمان،
یہ بھی ام ولد سے تھے، اور امیہ اور مریم، اُن کی والدہ ہند بنت عبداللہ
ابن حارث بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں، اور صفیہ، یہ بھی ام ولد
سے تھیں، اولاد ارقم کا شمار بیس سے زاید تک پہنچتا ہے جو
سب کے سب عثمان بن الارقم کی اولاد میں سے تھے، ان میں سے
بعض شام میں تھے جو چند سال سے وہاں رہنے لگے تھے۔

عبیداللہ بن الارقم کی اولاد میں سب ہلاک ہو گئے، کوئی
باقی نہ رہا۔

عثمان بن ارقم سے مروی ہے کہ میں اسلام میں سات کا بیٹا ہوں
میرے والد اسلام لائے جو سات میں سے ساتویں تھے، اُن کا مکان
مکے میں صفا پر تھا، یہ وہی مکان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ابتدائے اسلام میں اُس میں رہتے تھے، اسی میں آپ نے لوگوں کو
اسلام کی دعوت دی، اُسی میں قوم کثیر اسلام لائی، اسی مکان میں
آپ نے شب دوشنبہ کو فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں آدمیوں
سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس سے اسلام کو قوت دے
عمرؓ بن الخطاب سے یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) سے، دوسرے روز

صبح ہی کو عمر بن الخطاب آئے دارِ ارقم میں اسلام لائے، پھر مسلمان وہاں سے نکلے، انھوں نے تکبیر کہی اور کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا۔
دارِ ارقم دار الاسلام پکارا جانے لگا، اور ارقم نے اُسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا، میں نے ارقم کے مکان کا وقف نامہ پڑھا ہے جو یہ ہے:-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ تحریر ہے جو ارقم نے اپنے اُس مکان کا فیصلہ کیا جو حدودِ صفا میں ہے، وہ حرم میں ہونے کی وجہ سے محرّم ہے، جو نہ فروخت کیا جائے گا نہ میراث بنے گا، گواہ شد ہشام بن العاص، فلاں شخص مولائے ہشام بن العاص۔
یہ مکان وقف قطعی رہا جس میں اُن کے لڑکے رہتے تھے، اُسے کرایہ پر دیتے تھے اور اُس پر روپیہ وصول کرتے تھے، یہاں تک کہ ابو جعفر کا زمانہ آیا۔
یحییٰ بن عمران بن عثمان بن ارقم سے مروی ہے کہ مجھے آج وہ بات معلوم ہے جو ابو جعفر کے دل میں اُس وقت آئی جب وہ صفا و مروہ کے درمیان اپنے حج میں سعی کر رہا تھا، ہم لوگ مکان کی چھت پر ایک خیمے میں تھے، وہ ہمارے نیچے سے اس طرح گزرتا تھا کہ اگر ہم اُس کے سر کی ٹوپی لینا چاہتے تو لے لیتے، وہ جس وقت سے بطن وادی (صفا و مروہ کے درمیان میدان) میں اترتا صفا کی طرف چڑھنے تک ہماری طرف دیکھتا رہتا۔

جب محمد بن عبد اللہ بن حسن نے مدینے میں خروج (بغاوت کا قصد) کیا تو عبد اللہ بن عثمان بن ارقم اُس کے ماننے والوں میں تھے، مگر اُس کے ساتھ خروج نہیں کیا، ابو جعفر نے اسی سبب سے اُن پر تہمت لگائی اور اپنے عامل مدینہ کو لکھ دیا کہ انھیں قید کر لے اور اُن کے بیڑیاں ڈال دے، اس نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کو، جس کا نام شہاب بن عبد ربّ تھا، بھیجا،

اُس کے ہمراہ ایک خط میں عامل مدینہ کو لکھا کہ یہ شخص اُسے جو حکم دے اُس پر عمل کرے۔

شہاب، عبد اللہ بن عثمان کے پاس قید خانے میں گیا، وہ بہت بوڑھے اور اسّی برس سے زاید کے تھے، بیڑیوں اور قید سے تنگ آ گئے تھے، اُس نے اُن سے کہا کیا تمھیں ضرورت ہے کہ میں تمھیں اس مصیبت سے چھڑا دوں جس میں تم ہو اور تم میرے ہاتھ دار ارقم کو فروخت کر ڈالو، کیوں کہ امیر المومنین اُسے چاہتے ہیں، اگر تم اُن کے ہاتھ اُسے فروخت کر دو تو قریب ہے کہ میں اُن سے تمھارے بارے میں گفتگو کروں اور وہ تمھیں معاف کر دیں۔

انھوں نے کہا وہ تو وقف ہے، لیکن اُس میں جو میرا حق ہے وہ اُن کے لیے ہے، اُس میں میرے ساتھ دوسرے شرکا میرے بھائی وغیرہ ہیں، اُس نے کہا کہ تمھارے ذمے تو صرف تمھاری ذات کا معاملہ ہے، تم اپنا حق ہمیں دے دو اور بری ہو جاؤ، اُس نے اُن کے حق پر گواہ بنا لیے اور اُس پر اُس نے سترہ ہزار دینار کے حساب سے بیع نامہ لکھ لیا، اس کے بعد اُن کے بھائیوں کو تلاش کیا، کثرت مال نے انھیں فتنے میں ڈال دیا، اور انھوں نے اُس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وہ مکان ابو جعفر کا اور جس کو اُس نے عطا کر دیا اُس کا ہو گیا، مہدی نے اُسے الخیزران والدۂ موسیٰ و ہارون کے لیے کر دیا، اُس نے اُسے تعمیر کیا اور اُسی کے نام سے مشہور رہا، پھر وہ امیر المومنین جعفر بن موسیٰ کے لیے ہو گیا، پھر اُس میں اصحاب الشطوی والعدنی رہے، پھر موسیٰ بن جعفر کے لڑکے سے اُس کا کل یا اکثر حصہ غسان بن عباد نے خرید لیا، ارقم کا مدینے کا مکان بنی زریق میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عطیہ زمین پر تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارقمؓ بن ابی ارقم کے اور ابو طلحہ زید بن سہل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ارقمؓ بن ابی الارقم بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

عمران بن ہند نے اپنے والد سے روایت کی کہ ارقمؓ ابن ابی ارقم کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے وصیت کی کہ ان پر سعدؓ ابن ابی وقاص نماز پڑھیں، حالاں کہ مروان بن الحکم مدینے پر معاویہ کا والی تھا اور سعدؓ اپنے محل واقع عقیق میں تھے، سعدؓ نے دیر کی تو مروان نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو ایک غائب شخص کے لیے روکا جاسکتا ہے؟ اس نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو عبید اللہ بن ارقم نے مروان کو منع کیا، ان کے ہمراہ بنو مخزوم بھی کھڑے تھے، ان کے درمیان گفتگو بھی ہوئی، پھر سعدؓ آگئے، انھوں نے ان پر نماز پڑھی، یہ واقعہ مدینے میں ۵۵ھ میں ہوا، ارقم وفات کے وقت اسی برس سے زاید کے تھے۔

شماسؓ بن عثمان

۱۷۵ ابن الشرید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم، شماس کا نام عثمان تھا، صرف ان کی صفائی اور خوبصورتی کی وجہ سے ان کا نام شماس رکھ دیا گیا، جو ان کے نام پر غالب آگیا، ان کی والدہ صفیہ بنت ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں، اور ان کی والدہ الضیریہ بنت ابی قیس بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں، الضیریہ ہی ابی ملیکہ کی ماں ہیں، محمد بن اسحاق شماس کے نسب میں شوید ابن ہرمی کو زیادہ کرتے ہیں، لیکن ہشام بن الکلبی اور محمد بن عمر کہتے تھے کہ

الشرید بن ہرمی اور وہ دونوں سُوید کا ذکر نہیں کرتے تھے۔
شماسؓ کی اولاد میں عبداللہ تھے، اُن کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن یربوع
ابن عنکثہ بن عامر بن مخزوم تھیں، ام حبیب پہلی مہاجرات میں سے تھیں، شماسؓ
بروایت محمد بن اسحاق ومحمد بن عمر ان لوگوں میں سے تھے جو دوسری ہجرت میں ملک حبشہ
کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اُن کا ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب شماسؓ بن عثمان نے
مدینے کی طرف ہجرت کی تو مبشر بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔
سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ شماسؓ بن عثمان بن شرید اُحد میں شہید ہونے تک
برابر بنی عمرو بن عوف میں مبشر بن عبد المنذر کے پاس مقیم رہے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اپنے والد سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شماسؓ بن عثمان
اور حنظلہ بن ابی عامر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد الرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ شماسؓ
ابن عثمان بدر واحد میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ سوائے سپر کے میں نے شماسؓ بن عثمان کا کوئی
مثل نہیں پایا، یعنی وہ سپر جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بچانے کے لیے اُس روز یوم احد میں قتال کر رہے تھے)
(مطلب یہ ہے جس طرح سپر جنگ میں انسان کی حفاظت کرتی ہے
اُسی طرح حضرت شماسؓ نے سپر بن کر آپ کی حفاظت کی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے اور بائیں جس طرف بھی
نظر ڈالتے شماسؓ ہی شماسؓ کو دیکھتے، جو اپنی تلوار سے مدافعت
کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا گیا، تو شماسؓ
آنحضرتؐ اور مشرکین کے درمیان سپر بن گئے، یہاں تک کہ
شہید ہو گئے، اُن میں کسی قدر جان باقی تھی کہ مدینے میں عائشہؓ
کے پاس پہنچا دیا گیا، ام سلمہؓ نے کہا کہ میرے چچا زاد بھائی میرے سوا

کسی اور کے پاس پہنچائے جائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں ام سلمہ کے پاس پہنچا دو، وہ اُن کے پاس پہنچا دیے گئے اور انھی کے پاس اُن کی وفات ہوئی (رحمہ اللہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انھیں احد واپس کیا جائے اور وہاں اسی لباس میں جس میں اُن کی وفات ہوئی دفن کر دیا جائے، حالاں کہ وہ ایک دن رات زندہ رہے لیکن انھوں نے کوئی چیز نہیں چکھی، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نماز پڑھی اور نہ انھیں غسل دیا۔ جس روز اُن کی وفات ہوئی وہ چونتیس سال کے تھے اور اُن کے کوئی اولاد نہ تھی (رحمہ اللہ)۔ ۱۷۶

حلفائے بنی مخزوم

عمّار بن یاسر

ابن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الحصین بن الوذیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس، جو زید بن مالک بن اُدد ابن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب ابن قحطان کے خاندان میں بنی مالک بن اُدد کی اولاد قبیلۂ مذحج کے رکن تھے۔

یاسر بن عامر اور اُن کے دو بھائی حارث اور مالک اپنے ایک بھائی کو ڈھونڈھتے یمن سے نکلے آئے، حارث اور مالک تو یمن واپس گئے مگر یاسر مکّے میں مقیم ہو گئے، انھوں نے ابو حذیفہ بن مغیرہ

ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم سے مخالفت کرلی اور ابو حذیفہ نے اُن سے اپنی باندی سُمیہؓ بنت خیاط سے نکاح کر دیا، اُن سے عمارؓ پیدا ہوئے عمار کو ابو حذیفہ نے آزاد کر دیا، یاسرؓ و عمارؓ برابر اُن کی وفات تک ابو حذیفہ ہی کے ساتھ رہے، اللہ اسلام کو لے آیا تو یاسرؓ اور سمیہؓ اور عمارؓ اور اُن کے بھائی عبد اللہ بن یاسرؓ مسلمان ہوئے، یاسر کے ایک اور بیٹے تھے جو عمارؓ و عبد اللہ سے بڑے تھے، اُن کا نام حریث تھا، اُن کو زمانۂ جاہلیت میں بنو الدیل نے قتل کر دیا۔

یاسرؓ کے بعد ازرق، سمیہؓ کے شوہر ہوئے جو حارث بن کلدہ الثقفی کے رومی غلام تھے، وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو یوم طایف میں اہل طایف کے غلاموں کے ہمراہ قلعے سے نکل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے، انھی میں ابوبکرہ بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں آزاد کر دیا، سُمیہ کے یہاں ازرق سے سلمہ بن ازرق پیدا ہوئے جو عمارؓ کے اخیافی بھائی تھے۔

سلمہ و عمر و عقبہ ولد الازرق نے یہ دعویٰ کیا کہ ازرق بن عمرو ابن حارث بن ابی شمر غسان میں سے تھے، وہ بنی امیہ کے حلیف تھے اور مکے میں شریف ہو گئے، ازرق اور اُن کی اولاد نے بنی امیہ میں شادیاں کیں اور اُن لوگوں سے اُن کی اولاد ہوئی، عمارؓ کی کنیت ابو الیقظان تھی۔

ازرق کے لڑکے اپنے ابتدائی حال میں اس کے مدعی تھے کہ وہ بنی تغلب میں سے ہیں، پھر وہ بنی عکب میں سے ہو گئے اور اس کی تصحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے ایک لڑکی کی اُن لوگوں میں شادی کر دی جو ازرق کی بیٹی تھی، اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس سے سعید بن العاص نے نکاح کیا، اُن کے یہاں اُن سے عبد اللہ بن سعید پیدا ہوئے، اخطل نے اپنے ایک بڑے قصیدے میں عبد اللہ بن سعید کی مدح کی ہے، اُس میں اس نے کہا ہے:

وتجمع نوفلاً وبنی عکب ۔۔۔ کلا الحیین افلح من اصابا

(اور تم نوفل و بنی غلیب کے جامع ہو۔ یہ دونوں قبیلے ایسے ہیں کہ جس کے پاس پہنچ گئے وہ کامیاب ہو گیا)۔

۱۷۷ انھیں خزاعہ نے یکارڈا اور رکیسن کی طرف منسوب کیا، انھیں اس سے فریب دیا اور کہا کہ تم لوگوں سے روم کا ذکر دخل نہیں سکتا، سوائے اس کے کہ تم یہ دعویٰ کرو کہ غسان میں سے ہو، وہ اب تک غسان کی طرف منسوب ہیں۔

عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میں صہیبؓ بن سنان سے دار ارقم کے دروازے پر ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تھے، میں نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو، تو انھوں نے مجھ سے یہی سوال دُہرایا، میں نے کہا، میں یہ چاہتا ہوں کہ محمدؐ کے پاس جاؤں اور اُن کا کلام سنوں، انھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں، ہم دونوں آپ کے پاس گئے، آپ نے ہم پر اسلام پیش کیا اور ہم نے قبول کیا، پھر ہم دونوں اُس روز اسی حالت پر رہے، شام ہوئی تو نکلے اور ہم چھپتے تھے، عمارؓ و صہیبؓ کا اسلام تیس سے زائد آدمیوں کے بعد ہوا۔

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ مکے میں ان کمزور لوگوں میں سے تھے جن پر اس لیے عذاب کیا جاتا تھا کہ اپنے دین سے پھر جائیں

محمد بن عمرؓ نے کہا کمزور (مستضعفین) وہ جماعت تھی جن کے مکے میں قبایل نہ تھے اور نہ اُن کا کوئی محافظ تھا نہ انھیں قوت تھی، قریش اُن لوگوں پر دوپہر کی تیز گرمی میں عذاب کرتے تھے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ پر اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ وہ یہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں، صہیبؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ

وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں، ابو فکیہہؓ پر بھی اتنا عذاب کیا جاتا تھا کہ
وہ بھی نہ جانتے کہ کیا کہتے ہیں، بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ اور مسلمانوں
کی ایک جماعت پر بھی سخت عذاب کیا جاتا تھا، اُس عذاب کی
بدولت اسی میں بعض لوگوں کی زبان سے نادانستہ کچھ کلمات مشرکین
کی مرضی کے مطابق نکل جاتے تھے) اُنھی کے بارے میں یہ آیت
نازل ہوئی "والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما فتنوا" (اور وہ لوگ
جنھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ وہ فتنے میں ڈالے گئے)۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک ایسے
شخص نے بیان کیا جس نے عمارؓ بن یاسرؓ کو برہنہ تن صرف پاجامہ پہنے
دیکھا تھا، اُنھوں نے کہا کہ میں نے اُن کی پیٹھ کو دیکھا تو اس میں بہت سے
نیل اور برتیں تھیں، میں نے کہا یہ کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ یہ اس کے
نشان ہیں جو مجھے قریش مکے کی دوپہر کی سخت دھوپ میں عذاب
دیتے تھے۔

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ مشرکین عمارؓ بن یاسرؓ کو
آگ میں جلاتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس سے
گزرتے تو اپنا ہاتھ اُن کے سر پر پھیرتے اور فرماتے "یا نار
کونی برداً وسلاماً علی عمار" اے آگ تو عمار پر برد و سلام ہوجا جیسا کہ تو ابراہیمؑ
پر ہوگئی تھی، اے عمارؓ، تمھیں سرکشوں کی جماعت قتل کرتی ہے۔

۱۷۸

عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، ٹہلتے ہوئے بطحا میں آئے، عمارؓ
اور ابی عمار اور اُم عمارؓ کے پاس پہنچے تو اُن پر عذاب کیا جا رہا تھا،
یاسرؓ نے کہا کہ زمانہ اسی طرح ہے، اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ صبر کرو، اے اللہ آل یاسرؓ کی مغفرت کردے، اور تو نے کر دی۔

ابو الزبیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آل عمار پر گزرے جن پر عذاب کیا جا رہا تھا
فرمایا اے آل عمارؓ بشارت ہو، سُن لو کہ تمھارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

یوسف مکی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ وابی عمارؓ وام عمارؓ پر گزرے جن پر بطحا میں عذاب کیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے آل عمارؓ خوشخبری سن لو کہ تمہارے وعدے کا مقام جنت ہے۔

محمد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ سے ملے جو رو رہے تھے آپ اُن کی آنکھیں پوچھتے اور فرماتے جاتے تھے کہ تمہیں کفار نے پکڑ کے پانی میں ڈبو دیا تو تم نے یہ اور یہ کہا، اگر وہ لوگ دوبارہ کریں تو تم ان سے یہ کہنا۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ مشرکین نے عمار بن یاسرؓ کو پکڑ لیا، انھیں اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے بُرا اور اپنے معبودان باطل کو اچھا نہ کہلا لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے فرمایا، اے عمارؓ تمہارے پیچھے کیا ہے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ شر ہے، واللہ میں اُس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک کہ آپ کو بُرا اور اُن کے معبودوں کو اچھا نہ کہہ دیا، فرمایا کہ تم اپنے قلب کو کیسا محسوس کرتے ہو، انھوں نے کہا وہ ایمان پر مطمئن ہے، فرمایا کہ اگر دوبارہ کہلائیں تو دوبارہ بھی کہہ دو۔

ابی عبیدہ بن محمد بن عمارؓ بن یاسرؓ سے آیت "الا من اُکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان" مگر وہ شخص جس پر جبر و اکراہ کیا گیا اور اُس کا قلب ایمان پر مطمئن ہے (تو مجبوراً الفاظ کفر زبان پر جاری کرنے سے وہ کافر نہیں ہوتا) کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس سے مراد عمارؓ بن یاسرؓ ہیں، "ولکن من شرح بالکفر صدرا" (لیکن جسے کفر کا شرح صدر ہو گیا، یعنی اُسے کفر کا یقین آ گیا تو وہ کافر ہو گیا) کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی سرح ہے۔

حکم سے مروی ہے کہ آیت "الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان" عمارؓ بن یاسرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عبید بن عمیرؓ کو کہتے سنا کہ عمارؓ بن یاسرؓ کو جب اللہ کی راہ میں عذاب کیا جاتا تھا تو اُن کے بارے میں یہ آیہ نازل ہوا "وھم لا یفتنون" (وہ لوگ فتنے میں نہیں پڑتے) (باوجودیکہ

اُن پر عذاب کیا جاتا ہے مگر صبر کرتے ہیں اور اپنے دین پر جمے رہتے ہیں)۔
ابن عباسؓ سے اس آیت "امن ھو قانت آناء اللیل" (یا وہ شخص جو اوقات شب میں اللہ کے آگے کھڑا رہنے والا ہے) کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ عمارؓ بن یاسرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔
قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے مسجد بنا کے اس میں نماز پڑھی وہ عمارؓ بن یاسرؓ ہیں۔

۱۷۹

سفیان نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جس نے اپنے گھر میں مسجد بنا کے نماز پڑھی وہ عمارؓ ہیں۔
لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ، ملک حبشہ کی طرف، دوسری مرتبہ کی ہجرت میں گئے۔
عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمارؓ بن یاسرؓ نے مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ بشر ابن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔
عبداللہؓ بن جعفرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حذیفہؓ بدر میں حاضر نہ ہوسکے مگر اُن کا اسلام قدیم تھا۔
عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ بن یاسرؓ کو اُن کے مکان کے لیے زمین عطا فرمائی۔
لوگوں نے بیان کیا کہ عمارؓ بن یاسرؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے۔
حسنؒ سے مروی ہے کہ عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انس و جن سے قتال کیا، کہا گیا کہ یہ کیا ہے، تم نے انس سے تو قتال کیا، مگر جن سے کیونکر، اُنھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی منزل میں اترے

میں نے مشک اور ڈول لیا کہ پانی بھروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھو، عنقریب ایک آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور تمھیں پانی سے روکے گا، جب میں کنویں کے سرے پر تھا تو ایک کالا آدمی آیا، جیسے آزمودہ کار سپاہی ہوتا ہے، اس نے کہا واللہ آج تم اس سے ایک ڈول پانی بھی لینے نہ پاؤ گے، میں نے اُسے پکڑا اور اس نے مجھے پکڑا، میں نے اُسے پچھاڑ دیا اور ایک پتھر لے کے اس کی ناک اور منہ توڑ دیا، مشکیزہ بھر کے اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا، آپ نے فرمایا کہ کنویں پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ عرض کی ایک حبشی غلام آیا تھا، فرمایا تم نے اُس کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے آپ کو اطلاع دی، فرمایا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے، میں نے کہا نہیں، ارشاد ہوا کہ وہ شیطان ہے جو آکے تمہیں پانی سے روکتا تھا۔

عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد بنائی تو ساری قوم اینٹ پتھر ڈھو رہی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمارؓ بھی ڈھو رہے تھے، عمارؓ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

نحن المسلمون نبتنی المساجدا

(ہم مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمانے لگے "المساجدا" اور اس کے قبل عمارؓ بیمار رہے تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ آج عمارؓ ضرور مرجائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو عمار کی اینٹ کو جھٹک دیا اور فرمایا "ویحک" اور "ویلک" نہیں فرمایا، تم پر افسوس ہے اے ابن سمیہ، تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا، عوف نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ

۱۸۰

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اُن کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خندق میں (خندق کھدوانے میں) لوگوں کا ساتھ دے رہے تھے، یہاں تک کہ آپ کا سینہ غبار آلود ہوگیا، آپ فرما رہے تھے:

اللھم ان العیش عیش الآخرۃ فاغفر للانصار والمہاجرۃ

(اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے، بس تو مہاجرین وانصار کی مغفرت کر (تاکہ وہ عیش آخرت سے مستفید ہوں) عمارؓ آئے تو آپ نے فرمایا، اے ابن سمیہ تم پر افسوس ہے، تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ سے کہا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ کے بارے میں فرمایا کہ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھانے لگے، عمار دو دو اینٹیں اٹھانے لگے، میں آیا تو میرے ساتھیوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے ابن سمیہؓ تم پر افسوس ہے، تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو مجھ سے بہتر تھے، یعنی ابو قتادہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں عمارؓ سے فرمایا کہ آپ اُن کے سر سے مٹی پونچھتے جاتے تھے کہ تم پر افسوس ہے اے ابن سُمیہ تمھیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہ میں صفین سے معاویہؓ کی واپسی کے وقت اُن کے اور عمرو بن العاص کے درمیان

چل رہا تھا، عبد اللہ بن عمرؓ (بن العاص) نے کہا کہ اے بابا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمارؓ سے کہتے سنا کہ تم پر افسوس ہے کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمروؓ بن العاص نے معاویہؓ سے کہا کہ آپ سنتے نہیں جو یہ کہہ رہا ہے، معاویہؓ نے کہا کہ تم ہمیشہ ایسی کمزور باتیں لاتے ہو جن سے تم اپنے پیشاب میں ٹھوکر

۱۸۱

مارتے ہو، کیا ہم نے انھیں قتل کیا، انھیں انہی لوگوں نے قتل کیا جو انھیں لائے۔

حنظلہ بن خویلد العنزی سے مروی ہے کہ جس وقت ہم معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دو آدمی عمارؓ کے سر کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے آئے، ان میں سے ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے عمارؓ کو قتل کیا ہے، عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی سے دل خوش کر لے مگر میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، معاویہؓ نے کہا کہ اے عمرو تم اپنے مجنون سے ہمیں بے نیاز نہیں کر دیتے، تمہارا ہمارے ساتھ کیا حال ہے انھوں نے کہا کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی تو آپ نے فرمایا زندگی بھر اپنے والد کی فرماں برداری کرو اور ان کی نافرمانی نہ کرو، میں تمہارے ساتھ تھا مگر میں نے قتال نہیں کیا۔

ہنی مولائے عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ابتدا میں میں علیؓ کے مقابلے میں معاویہؓ کے ساتھ تھا، معاویہؓ کے ساتھی کہنے لگے کہ واللہ ہم عمارؓ کو کبھی قتل نہ کریں گے، اگر ہم انھیں قتل کریں گے تو ہم ویسے ہی ہو جائیں گے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں (یعنی باغی)، جنگ صفین ہوئی تو میں مقتولین کو دیکھنے گیا، اتفاق سے عمارؓ بن یاسر بھی مقتول تھے، میں عمروؓ بن العاص کے پاس آیا،

جو اپنے تخت پر لیٹے تھے، اور کہا اے ابو عبد اللہ، انھوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا چل کے دیکھو تو پھر میں تم سے بات کروں، وہ اٹھ کے میری طرف آئے، میں نے کہا کہ عمارؓ بن یاسر کے حق میں تم نے کیا سنا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں، واللہ مقتول ہیں، انھوں نے کہا یہ غلط ہے، میں نے کہا کہ میری آنکھ نے انھیں مقتول دیکھا ہے، انھوں نے کہا چل کے مجھے دکھاؤ، میں انھیں لے گیا، اور ان کے پاس کھڑا کر دیا، تھوڑی دیر تک انھوں نے ان کو دیکھا، ان کا رنگ بدل گیا، پھر انھوں نے ایک اور پہلو اختیار کیا اور کہا کہ ان کو انھی لوگوں نے قتل کیا جو لے کے آئے (یعنی ان کا لانا سبب قتل ہوا اس لیے سبب کو قتل کا گناہ ہوا)۔

ہذیل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، کہا گیا کہ عمارؓ پر دیوار گر پڑی جس سے وہ مر گئے، فرمایا عمارؓ نہیں مرے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں عمارؓ بن یاسرؓ کو ایک پتھر کی چٹان پر دیکھا کہ سر اٹھائے ہوئے چلا رہے تھے: اے گروہ مسلمین، کیا تم جنت سے بھاگتے ہو، میں عمارؓ بن یاسرؓ ہوں، میری طرف آؤ (ابن عمرؓ نے کہا کہ) میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا جو کٹ گیا تھا اور وہ ادھر ادھر جھول رہا تھا اور وہ نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔

طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے عمارؓ بن یاسرؓ کو پکارا: اے اجدع (کان کٹے) تو عمارؓ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی، شعبہ نے کہا کہ اس کان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مصیبت آگئی تھی (یعنی جہاد میں کٹ گیا تھا)۔

۱۸۲ طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ اہل بصرہ نے غزوۂ ماہ کیا،

آل عطارد التمیمی کا ایک شخص اُن کا سردار تھا، اہل کوفہ نے اس کی امداد عمارؓ بن یاسرؓ کی سرکردگی میں کی، اُس شخص نے جو آل عطارد میں سے تھا، عمارؓ بن یاسرؓ سے کہا کہ اے کَنْ کٹے (اجدع) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں اپنے غنایم میں شریک کریں، عمارؓ نے کہا کہ تم نے میرے سب سے بہتر کان کو گالی دی، شعبہ نے کہا کہ اس کان پہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصیبت آئی تھی، پھر اس معاملے میں عمرؓ کو لکھا گیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت صرف انھی لوگوں کے لیے ہے جو جنگ میں موجود رہوں۔

ابن سعد نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کان جنگ یمامہ میں زخمی ہوا۔

حارثہ بن مُضَرِّب سے مروی ہے کہ ہمیں عمرؓ بن الخطاب کا فرمان پڑھ کے سنایا گیا کہ "امابعد، میں نے تم لوگوں کے پاس عمارؓ بن یاسرؓ کو امیر اور ابن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کے بھیجا ہے، ابن مسعود کو تمھارے بیت المال پر (امین) بنایا ہے، دونوں اصحاب محمدؐ اہل بدر کے شرفا میں سے ہیں، لہٰذا تم لوگ اُن کی بات سنو، ان کی اطاعت کرو اور ان کی اقتدا کرو، میں نے ابن ام عبد (ابن مسعود) سے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے (یعنی وہ ایسے باکمال شخص ہیں کہ میں نے انھیں اپنے استفادے کے بجائے تم لوگوں کے استفادے کے لیے بھیج دیا ہے)، میں نے عثمان بن حُنَیف کو السواد پر (عامل بنا کے) بھیجا ہے، اور ان لوگوں کے لیے بطور خوراک ایک بکری روزانہ مقرر کی ہے، میں اُس کا نصف اور اُس کا ثلث عمارؓ کے لیے مقرر کرتا ہوں، باقی ان تینوں میں تقسیم ہوگا۔

عبداللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ اور ابن مسعودؓ اور عثمانؓ بن حُنیف کو ایک بکری روزانہ بطور خوراک دی، جس کا نصف اور پیٹ عمارؓ کے لیے، ایک چہارم عبداللہ (بن مسعود) کے لیے اور ایک چہارم

عثمان کے لیے مقرر فرمایا۔
ابراہیم سے مروی ہے کہ عمارؓ ہر جمعے کو منبر پر یٰسین پڑھا کرتے تھے۔
ابن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ میں نے عمارؓ بن یاسرؓ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک درہم کی گھاس (قت) خریدی، اس میں انھوں نے انگور کی شاخیں بڑھالیں تو اُن پر اعتراض کیا گیا، انھوں نے اس کو کھینچ لیا (یعنی ڈھیر میں سے نکال ڈالا) یہاں تک کہ اُسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور اُسے اپنی پشت پر لاد کر لے گئے، حالاں کہ وہ امیر کوفہ تھے (جس کو حکم دیتے وہ پہنچا دیتا)۔
مُطرّف سے مروی ہے کہ میں کوفے میں ایک شخص کے پاس گیا، اتفاق سے ایک اور شخص اُس کے پاس بیٹھا تھا، اور ایک درزی سمور یا لومڑی کی کھال کی چادر سی رہا تھا، میں نے کہا کیا تم نے علیؓ کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے اس طرح بنایا اور اس طرح بنایا، اُس شخص نے کہا کہ او نافرمان کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو امیر المومنین کہے (خالی علیؓ کہتا ہے)، میرے ساتھی نے کہا کہ اے ابو الیقظان (عمارؓ) صبر کرو، وہ میرا مہمان ہے، پھر میں نے پہچانا کہ عمارؓ یہی ہیں۔
مطرف سے مروی ہے کہ میں نے عمارؓ کو دیکھا کہ لومڑی کی کھال کی چادر قطع کر رہے تھے۔ ۱۸۲
عامر سے مروی ہے کہ عمارؓ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کیا اب ایسا ہے، لوگوں نے کہا نہیں، انھوں نے کہا کہ ایسا ہونے تک ہمیں چھوڑ دو، جب ایسا ہوگا تو ہم تمھارے لیے اس کی تکلیف اُٹھائیں گے (اور غور کر کے مسئلے کا جواب دیں گے)۔
حارث بن سُوید سے مروی ہے کہ کسی نے عمرؓ سے عمارؓ کی چغلی کھائی، عمارؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ہاتھ اُٹھا کے کہا: اے اللہ اگر اس نے مجھ پر بہتان باندھا ہے تو اُس کے لیے دنیا میں کشائش کر دے اور آخرت کے ثواب کو لپیٹ دے۔

عامر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ سے کہا کہ تمہارا اعزال تم کو ناگوار ہوا ہوگا، عرض کی، اگر آپ نے یہ کہا تو مجھے اُس وقت بھی ناگوار ہوا تھا جب آپ نے مجھے عامل بنایا اور اُس وقت بھی ناگوار ہوا جب آپ نے مجھے معزول کیا۔

ابو نوفل بن ابی عقرب سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر سب سے زیادہ سکوت کرنے والے اور سب سے کم کلام کرنے والے تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد انہیں فتنۂ عظیم پیش آیا۔

عبد اللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمارؓ بن یاسرؓ کو جنگ صفین میں دیکھا کہ بوڑھے اور گندم گوں تھے ہاتھ میں نیزہ تھا، جو تھرتھراتا تھا، عمروؓ بن العاص نظر پڑا تو اپنے جھنڈے کی طرف دیکھ کے کہا: یہ وہ جھنڈا ہے جس کے ذریعے سے میں نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جنگ کی، یہ چوتھی مرتبہ ہے، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو میں یہ معلوم کروں گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ گمراہی پر ہیں۔

عبد اللہ بن سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے جنگ صفین میں عمارؓ کو دیکھا، بوڑھے گندم گوں اور لمبے تھے، ہاتھ میں نیزہ تھا، ہاتھ کانپ رہا تھا، کہہ رہے تھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہماری مصلحت حق پر ہے اور وہ لوگ باطل پر ہیں ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا، انہوں نے کہا کہ یہ وہ جھنڈا ہے جس کو لے کے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو مرتبہ جنگ کی اور یہ تیسری مرتبہ ہے۔

۱۸۴

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ عمار بن یاسر نے جنگ صفین میں کہا کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے، پیاسا ہی آب کثیر کے پاس آتا ہے، آج دوستوں نے محمد اور اُن کے گروہ کو چھوڑ دیا، واللہ اگر وہ لوگ ہمیں ماریں اور سعفات ہجر تک پہنچا دیں، تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر، واللہ میں نے اس جھنڈے کو لے کے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کی ہے، یہ موقع پہلے سے زیادہ اچھا اور بہتر نہیں ہے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں عمار بن یاسر نے کہا کہ میرے پاس دودھ کا شربت لاؤ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا کا آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہوگا، دودھ لایا گیا، اُسے اُنھوں نے پیا، پھر آگے بڑھے اور قتل کر دیے گئے۔

ابی البختری سے مروی ہے کہ اُس روز عمار کے پاس دودھ لایا گیا تو وہ ہنسے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے آخری شربت جو تم پیو گے وہ دودھ ہوگا یہاں تک کہ (اسے پی کر) تم مر جاؤ گے۔

عمار بن یاسر نے اُس وقت جب کہ وہ ساحل فرات پر صفین کی طرف جا رہے تھے کہا کہ اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو اس پہاڑ پر سے پھینک دوں اور لڑھک کے گر جاؤں تو میں کرتا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں بہت سی آگ روشن کر کے اس میں گر پڑوں تو میں کرتا، اے اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے آپ کو پانی میں ڈال کے اُس میں غرق کر دوں تو میں کرتا، میں اور کسی وجہ سے جنگ نہیں کرتا، سوائے اس کے کہ تیری

رضامندی چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اُس حالت میں کہ میں تیری رضامندی چاہتا ہوں تو مجھے ناکامیاب نہ کرے گا۔

ربیعہ بن ناجذ سے مروی ہے کہ میں نے عمارؓ بن یاسرؓ کو اُس وقت کہتے سنا، جب وہ صفین میں تھے، کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے اور پانی کے پاس آتے ہی ہیں، آج دوستوں سے محمدؐ اور اُن کے گروہ کو چھوڑ دیا، میں نے اس جھنڈے کو لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین مرتبہ جنگ کی ہے، یہ چوتھی مرتبہ بھی پہلی دفعہ کی طرح ہے۔

ابومروان سلمہ نے کہا کہ میں صفین میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا، ہم لوگ کھڑے ہی تھے کہ یکایک عمارؓ بن یاسرؓ نکلے آفتاب غروب ہونے کو تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ رات کو اللہ کی طرف جانے والا کون ہے، پیاسا پانی کے پاس آتا ہے جنت نیزوں کی دھاروں کے نیچے ہے، آج دوستوں سے میں نے چھوڑ دیا، آج دوستوں سے محمدؐ اور اُن کے گروہ کو چھوڑ دیا۔

۱۸۵ لؤلؤہ (ام حکم بنت عمارؓ بن یاسرؓ کی آزاد کردہ لونڈی) سے مروی ہے کہ اُس روز جس روز کہ عمارؓ قتل کیے گئے جھنڈا ہاشم ابن عتبہ اُٹھائے ہوئے تھے، اور اصحاب علیؓ نے اصحاب معاویہؓ کو قتل کیا تھا، عصر کا وقت ہوگیا عمارؓ ہاشمؓ کے پیچھے سے قریب ہوکر اُن کو آگے بڑھا رہے تھے، آفتاب غروب کے لیے جھک گیا تھا، عمارؓ کے پاس دودھ کا شربت تھا کہ آفتاب غروب ہو تو افطار کریں، جب آفتاب غروب ہوگیا اور انھوں نے دودھ کا شربت پی لیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دنیا سے تمہارا آخری توشہ دودھ کا شربت ہوگا، پھر وہ آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہوگئے اُس وقت وہ چورانوے سال کے تھے۔

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ خزیمہ بن ثابت جنگ جمل میں موجود تھے، مگر تلوار میان سے نہ نکالتے، وہ صفین میں بھی موجود تھے، انھوں نے کہا کہ میں اُس وقت تک ہرگز نہ شامل ہوں گا جب تک عمارؓ قتل نہ ہوں، میں دیکھوں گا کہ انھیں کون قتل کرتا ہے، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انھیں باغی گروہ قتل کرے گا، عمارؓ بن یاسر قتل ہو گئے تو خزیمہ نے کہا کہ میرے لیے گمراہی ظاہر ہو گئی، آگے بڑھ کے لڑے اور قتل ہو گئے۔

وہ شخص جس نے عمارؓ بن یاسرؓ کو قتل کیا ابو غادیہ مزنی تھا، اُس نے انھیں ایک نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے، اس روز وہ شغدف (ہودج) میں بیٹھ کے جنگ کر رہے تھے، ان کی عمر چورانوے سال تھی، جب وہ نیزے کے زخم سے گر پڑے تو ایک اور شخص ان پر ٹوٹ پڑا اور سر کاٹ لیا، دونوں جھگڑتے ہوئے آئے، ہر شخص کہتا تھا کہ میں نے انھیں قتل کیا ہے، عمرو بن العاص نے کہا کہ واللہ دونوں صرف دوزخ میں جھگڑ رہے ہیں (کہ دونوں میں سے کون دوزخی ہے)۔

ان کی زبان سے یہ بات معاویہؓ نے سن لی، جب وہ دونوں واپس ہوئے تو معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص سے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لیے خرچ کیں اور تم انھیں سے کہتے ہو کہ تم لوگ دوزخ کے بارے میں جھگڑتے ہو (کہ کون دوزخی ہے)، عمروؓ نے کہا کہ بات تو واللہ یہی ہے، اسے تم بھی جانتے ہو، اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس قسم کے واقعات سے بیس سال پہلے ہی مر جاتا۔

ابن عون سے مروی ہے کہ عمارؓ رحمہ اللہ اکانوے سال کی عمر میں قتل کیے گئے، ان کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بیشتر تھی، اُن کی طرف تین آدمی متوجہ ہوئے، عقبہ بن عامر الجہنی، عمر ابن حارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی، یہ تینوں اُس وقت اُن کے پاس پہنچے کہ وہ کہہ رہے تھے: "اگر تم لوگ ہمیں مار کے سعفات ہجر تک پہنچا دو تو بھی معلوم ہوگا کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو، سب نے مل کر اُن پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

بعض لوگوں کا گمان ہے کہ عقبہ بن عامر ہی وہ شخص ہے جس نے عمار کو قتل کیا، اور یہ وہ شخص ہے جس کو انھوں نے عثمان ابن عفان کے حکم سے مارا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شخص جس نے انھیں قتل کیا عمر بن حارث الخولانی ہے۔

۱۸۶ ربیعہ بن کلثوم بن جبیر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں واسط القصب میں عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر کے پاس تھا، میں نے کہا کہ اجازت دیجیے، یہ ابو غادیہ جہنی ہے، عبد الاعلیٰ نے کہا کہ اُسے اندر لاؤ، وہ اس طرح اندر آیا کہ جسم پر چھوٹے چھوٹے کپڑے تھے، وہ لانبا اور ایسا تھا کہ گویا اس امت کا آدمی ہی نہیں ہے، جب بیٹھ گیا تو اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا، کیا تم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی؟ اُس نے کہا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوم عقبہ (یعنی دسویں ذی الحجہ) کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو خبردار، تمھارے خون اور تمھارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک (یعنی موت تک) تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس مہینے میں اور تمھارے اس شہر میں ہے، دیکھو خبردار، کیا میں نے پہنچا دیا، ہم لوگوں نے عرض کی جی ہاں، فرمایا اے اللہ گواہ رہ، پھر فرمایا کہ دیکھو خبردار میرے بعد تم لوگ کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن مارے۔ اُس نے (اسی میں یہ مضمون) شامل کیا کہ ہم لوگ عمار بن یاسر کو اپنے اندر

رحمت خیال کرتے تھے، جس وقت ہم مسجد قبا میں بیٹھے تھے تو اتفاق سے عمارؓ، عثمانؓ بن عفان کو کہہ رہے تھے کہ خبردار یہ نعثل[1] یہودی۔ ادھر اُدھر دیکھنے لگا، اگر مجھے اُن کے خلاف مددگار مل جاتے تو انھیں ضرور کچل دیتا اور قتل کردیتا، میں نے کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عمارؓ پر قادر کرسکتا ہے، جنگ صفین میں وہ لشکر کے آگے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پیادہ آئے، جب وہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے تو انھیں ایک شخص نے تنہا دیکھ کے گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے اور خود سر سے اُتر گیا، میں نے اُسے تلوار ماری تو اتفاق سے عمارؓ کے سر پر پڑی۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ کھلی ہوئی گمراہی والا شخص نہیں دیکھا کہ نبی علیہ السلام سے بھی سنا جو کچھ سنا، پھر بھی عمارؓ کو قتل کردیا، ابوغادیہ (یعنی قاتل مذکور) نے پانی مانگا تو شیشے کے برتن میں پانی لایا گیا، اُس نے اُس میں پینے سے انکار کیا، پھر اُس کے پاس مٹی کے پیالے میں پانی لایا گیا تو اُس نے پیا، ایک شخص نے جو امیر کے سرہانے نیزہ لیے کھڑا تھا کہا "ادی ید کفتا" شیشے میں پانی پینے سے تو تقویٰ کرتا ہے اور عمارؓ کے قتل سے تقویٰ نہیں کرتا۔

ابی غادیہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینے میں عمارؓ بن یاسرؓ کو عثمانؓ کی غیبت کرتے اور انھیں برا کہتے سنا میں نے انھیں قتل کی دھمکی دی اور کہا کہ اگر اللہ مجھے تم پر قدرت دے گا تو ضرور تم کو قتل کردوں گا، یوم صفین میں عمارؓ لوگوں پر حملہ کرنے لگے تو کہا گیا کہ یہ عمارؓ ہیں، میں نے اُن کی زرہ میں ایک سوراخ دونوں پھیپھڑوں اور

[1] نعثل ایک یہودی تھا جس کی تجارت مشہور تھی، ڈاڑھی اور شباہت سے حضرت عثمانؓ کا دھوکا ہوتا تھا، آجکل کا یہودی نام "ناتھن" غالباً اسی کی تحریف ہے۔

پنڈلیوں کے درمیان دیکھا، اُن پر حملہ کیا اور گھٹنے میں نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑے، میں نے اُنھیں قتل کر دیا، پھر کہا گیا کہ تو نے عمارؓ بن یاسرؓ کو قتل کر دیا! میں عمرو بن العاص کو خبر دے رہا تھا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اُن کا قاتل اور اُن کا سامان جنگ چھیننے والا دوزخ میں ہوگا، عمروؓ بن العاص سے کہا گیا کہ اگر یہ بات ہے تو تم اُن سے جنگ کیوں کرتے ہو، اُنھوں نے کہا کہ آپ نے تو صرف اُن کا قاتل اور سالب فرمایا۔

محمد بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ صفین میں خوب زور کی جنگ ہو رہی تھی اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں، معاویہ نے کہا، یہ وہ دن ہے کہ عرب آپس میں فنا ہو جائیں گے، سوائے اس کے کہ تمھیں اُس غلام یعنی عمارؓ بن یاسرؓ کے قتل کی خفت پا لے گی، تین دن اور رات شدید جنگ رہی، لیلۃ الہریر (یعنی وہ رات جس میں کتے کی آواز سنائی دی) آخری تھی، تیسرا دن ہوا تو عمارؓ نے ۱۸۷ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے جن کے پاس اُس روز جھنڈا تھا کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے سوار کرا دو، ہاشم نے کہا، اے عمارؓ تم پر خدا کی رحمت ہو، تم ایسے آدمی ہو کہ جنگ تمھیں خفیف اور ہلکا سمجھتی ہے، میں تو جھنڈا اس امید پر لے کے چلوں گا کہ اس کے ذریعے سے اپنی مراد کو پہنچوں، میں اگرچہ عجلت کروں گا مگر موت سے بے خوف نہیں ہوں، وہ برابر اُن کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اُنھوں نے سوار کیا، پھر عمارؓ اپنے لشکر کے ساتھ کھڑے ہوئے، ذوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلے پر کھڑا ہوا سب نے جنگ کی اور قتل ہو گئے، دونوں لشکر برباد ہو گئے، عمارؓ پر حوی السکسکی اور ابو الغادیہ المزنی نے حملہ کیا اور انھیں قتل کر دیا، ابو الغادیہ سے پوچھا گیا کہ تو نے انھیں کیسے قتل کیا؟ اُس نے کہا کہ

جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے تو انھوں نے
ندا دی کہ کوئی مبارز (جنگ کرنے والا) ہے، سکاسک میں سے
ایک شخص نکل کر آیا، دونوں نے اپنی اپنی تلوار چلائی، پھر عمارؓ نے
سکسکی کو قتل کر دیا، انھوں نے ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے، حمیر
میں سے ایک شخص نکل کر گیا، دونوں نے اپنی اپنی تلواریں چلائیں،
عمار نے حمیری کو قتل کر دیا، حمیری نے ان کو زخمی کر دیا، انھوں نے
پھر ندا دی کہ کون جنگ کرتا ہے، میں ان کی طرف نکل کر آیا، ہم دونوں
نے دو مرتبہ تلواریں چلائیں، ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا، میں نے ان پر
خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے، پھر میں نے
انھیں ایسی تلوار ماری کہ ٹھنڈے ہو گئے، لوگوں نے ندا دی کہ
تو نے ابوالیقظان (عمارؓ) کو قتل کر دیا، تجھے اللہ قتل کرے، میں نے
کہا اپنا راستہ لے، واللہ میں پروا نہیں کرتا کہ تو کون ہے، واللہ
میں اسے اس روز پہچانتا نہ تھا، محمد بن المنتشر نے کہا کہ اے
ابوالغادیہ قیامت کے دن تیرا مقابل ماز ندر یعنی موٹا آدمی ہوگا
وہ ہنسا، ابوالغادیہ بہت بوڑھا اور موٹا تازہ اور سیاہ تھا۔
جس وقت عمار قتل کیے گئے تو علیؓ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے
جس شخص پر قتل ابن یاسر گراں نہ ہوا اور ان کی وجہ سے اس پر
دردناک مصیبت آئے تو وہ بیراہ ہے، عمار پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ اسلام
لائے، عمار پر اللہ کی رحمت ہو جس دن وہ مقتول ہوئے، اور عمار پر اللہ کی
رحمت ہو جس روز وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، میں نے عمار کو اس حالت
میں دیکھا ہے کہ جب چار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تھا تو یہ
چوتھے ہوتے تھے اور پانچ کے ذکر میں پانچویں ہوتے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم اصحاب میں سے کسی ایک
یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کہ عمار کے لیے بہت سے موقعوں پر
جنت واجب ہوئی، عمار کو جنت مبارک ہو، اور کہا گیا ہے کہ

عمارؓ حق کے ساتھ ہیں اور حق عمارؓ کے ساتھ ہے، عمارؓ جہاں کہیں گھومتے ہیں حق کے ساتھ گھومتے ہیں، اور عمارؓ کا قاتل دوزخ میں ہوگا۔

یحییٰ بن عابس سے مروی ہے کہ عمارؓ نے کہا کہ مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

مثنیٰ العبدی نے اُن بوڑھوں سے روایت کی جو عمارؓ کے پاس موجود تھے کہ عمارؓ نے کہا کہ مجھ سے میرا خون نہ دھونا اور نہ مجھ پر مٹی ڈالنا کیوں کہ میں دادخواہ ہوں گا۔

۱۸۸ ابی اسحاق سے مروی ہے کہ علیؓ نے ہاشمؓ بن عتبہ اور عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما پر نماز پڑھی، انھوں نے عمارؓ کو اپنے قریب کیا اور ہاشمؓ کو اُن کے آگے، دونوں پر ایک ہی مرتبہ پانچ یا چھ یا سات تکبیریں کہیں، شک اشعث راوی کی جانب سے ہے۔

عاصم بن ضمرہ سے مروی ہے کہ علیؓ نے عمارؓ پر نماز پڑھی اور انھیں غسل نہیں دیا۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ عمارؓ کی عقل قتل کے وقت تک درست تھی۔

بلال بن یحییٰ العبسی سے مروی ہے کہ جب حذیفہؓ کی وفات کا وقت آیا، جو قتل عثمانؓ کے بعد صرف چالیس شب زندہ رہے تو اُن سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ، یہ، یعنی عثمانؓ قتل کر دیے گئے، تمھاری کیا رائے ہے، انھوں نے کہا، تم نہیں مانتے تو نا چار بتاتا ہوں، مجھے اُٹھا کے بٹھا دو، انھیں ایک آدمی کے سینے کے سہارے سے بٹھا دیا، پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابوالیقظان فطرت پر ہیں، ابوالیقظان فطرت پر ہیں، وہ اُسے ہرگز ترک نہ کریں گے تاوقتے کہ انھیں موت آ جائے یا بڑھاپا انھیں بھلا دے۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جب عمارؓ قتل کیے گئے تو

خزیمہ بن ثابت اپنے خیمے میں آئے، اپنے ہتھیار ڈال دیے، اس پر پانی چھڑکا، غسل کیا پھر قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، رحمہ اللہ۔
حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے اپنی وفات کے دن تک محبت کی ہو وہ ایسا نہ ہوگا کہ اللہ اسے دوزخ میں داخل کر دے، لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ تم سے محبت کرتے تھے اور تم کو عامل بناتے تھے، انھوں نے کہا کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ آپؐ مجھ سے محبت کرتے تھے یا میری تالیف قلب فرماتے تھے لیکن ہم آپ کو ایک شخص سے محبت کرتے دیکھتے تھے، لوگوں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے، انھوں نے کہا کہ عمارؓ بن یاسرؓ، لوگوں نے کہا وہ تو صفین میں تمہارے ہی مقتول ہیں، انھوں نے کہا کہ بیشک واللہ ہم نے انھیں قتل کیا۔
حسنؒ سے مروی ہے کہ عمروؓ بن العاص سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کو عامل بناتے تھے، انھوں نے کہا واللہ کرتے تھے، مگر مجھے معلوم نہیں کہ یہ محبت تھی یا تالیف قلب جس سے مجھے مانوس فرماتے تھے، لیکن میں دو آدمیوں پر گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت میں وفات ہوئی کہ آپ ان دونوں سے محبت فرماتے تھے، عبداللہؓ بن مسعود اور عمارؓ بن یاسرؓ، لوگوں نے کہا کہ عمارؓ بن یاسرؓ جنگ صفین میں تمہارے مقتول تھے، انھوں نے کہا تم نے سچ کہا، واللہ ہم نے انھیں قتل کیا ہے۔
ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرو بن شرجیل ابو میسرہ نے جو عبداللہ ابن مسعودؓ کے افضل ترین تلامذہ میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جیسے میں جنت میں داخل کیا گیا، اتفاق سے چند خیمے نصب کیے ہوئے

نظر آئے، میں نے کہا یہ کس کے لیے ہیں، لوگوں نے کہا کہ ذی الکلاع اور حوشب کے لیے، حالانکہ یہ دونوں اُن لوگوں میں سے تھے جو معاویہ کی ہمراہی میں قتل کیے گئے تھے، پوچھا عمارؓ اور اُن کے ساتھ والے کہاں ہیں، لوگوں نے کہا کہ تمہارے آگے ہیں، میں نے کہا کہ ان میں سے بعض نے بعض کو قتل کیا ہے، کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ سے ملے، انھوں نے اُسے واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا، میں نے کہا کہ نہروان والے کیا ہوئے، کہا گیا کہ انھیں سختی ومصیبت سے دوچار ہونا پڑا (اہل نہروان نے حضرت معاویہ وحضرت علیؓ کے التوائے جنگ کے بعد حضرت علیؓ سے بغاوت کی تھی۔

ابی الضحیٰ سے مروی ہے کہ ابو میسرہ نے خواب میں ایک سرسبز باغ دیکھا جس میں چند خیمے نصب تھے اُن میں عمارؓ تھے، چند خیمے نصب تھے جن میں ذوالکلاع تھے، ابومیسرہ نے پوچھا یہ کیوں کر ہوگیا، ان لوگوں نے تو باہم قتال کیا ہے، جواب ملا ان لوگوں نے پروردگار کو واسع المغفرۃ (بڑا مغفرت والا) پایا۔

لؤلؤہ (ام حکم بنت عمار کی آزاد کردہ باندی) سے مروی ہے کہ لوگوں سے عمارؓ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ گندم گوں لانبے مضطرب آدمی تھے، نیلگوں آنکھیں تھیں، دونوں شانوں کے درمیان دوری تھی (یعنی سینہ چوڑا تھا) اور اُن میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتل عمارؓ میں جس امر پہ اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں صفر ۳۷ھ میں جب کہ وہ ترانوے سال کے تھے قتل کیے گئے اور وہیں صفین میں دفن کیے گئے، رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ۔

مُعَتِّبؓ بن عوف

ابن عامر بن فضل بن عفیف، یہ وہی تھے جنھیں عیہامہ بن کلیب ابن حُبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن عامر پکارا جاتا تھا، خزاعہ میں سے تھے، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں اسی طرح اُن کا نسب بیان کیا ہے، یہی شخص تھے جنھیں معتب بن الحمرا بھی کہا جاتا تھا، ان کی کنیت ابو عوف تھی، بنی مخزوم کے حلیف تھے، اور بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو دوسری مرتبہ کی ہجرت میں وہ بھی مہاجرین حبشہ میں تھے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اُن کا مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

عمر بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معتبؓ ابن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو وہ مبشر بن عبدالمنذر کے پاس اُترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتبؓ ابن الحمرا اور ثعلبہ بن حاطب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، معتبؓ بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، ۵۷ھ میں جب وہ اٹھتر سال کے تھے اُن کا انتقال ہوا۔

پانچ اصحاب ہوئے[1]

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات علیحدہ مستقل جلد (خلفائے راشدین) میں ملیں گے۔

زیدؓ بن الخطاب

ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قُرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی، کنیت ابو عبد الرحمن تھی، والدہ اسماء بنت وہب بن حبیب بن حارث بن عبس بن قعین بنی اسد میں سے تھیں، زید اپنے بھائی عمرؓ بن الخطاب سے عمر میں بڑے تھے اور اُن سے پہلے اسلام لائے تھے۔

زیدؓ کی اولاد میں عبد الرحمن تھے، اُن کی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ ابن عبد المنذر بن رفاعہ بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف تھیں، اسماء بنت زید، ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر ابن صیفی تھیں، زید طویل آدمی تھے، طول خوب ظاہر تھا اور گندم گوں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ بن الخطاب اور معن ابن عدی بن عجلان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں یمامہ میں شہید ہوئے، زید، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے آپ سے انھوں نے حدیث بھی روایت کی۔

عبد الرحمن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے اُنھیں بھی کھلاؤ، جو تم پہنتے ہو اُسی میں سے انھیں بھی پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اے اللہ کے بندو اُنھیں بیچ ڈالو اور اُن پر عذاب نہ کرو۔

عجاف بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے اپنے والد سے روایت کی کہ زیدؓ بن الخطاب جنگ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے، مسلمانوں کو شکست ہو گئی تھی، حنیفہ کوچ پر غالب آگئی، زیدؓ کہنے لگے کہ کوچ تو کوئی کوچ نہیں، اور لوگ تو کوئی لوگ نہیں، پھر اپنی بلند آواز سے چلانے لگے کہ اے اللہ میں تیرے آگے اپنے اصحاب کے فرار کی معذرت کرتا ہوں، اور مسیلمہ اور محکم بن الطفیل نے جو کام کیا اُس سے تیرے آگے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں، وہ جھنڈے کو مضبوط پکڑ کر دشمن کے سینے میں بڑھنے لگے، اُنھوں نے اپنی تلوار سے مارا یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے اور جھنڈا گر گیا، اُسے ابو حذیفہؓ کے مولیٰ سالمؓ نے لے لیا، مسلمانوں نے کہا کہ اے سالمؓ ہمیں خوف ہے کہ تمھاری طرف سے کوئی ہمارے پاس نہ آجائے، اُنھوں نے کہا کہ میں بدترین حافظ قرآن ہوں گا اگر میری جانب سے تمھارے پاس کوئی آجائے۔

۲۷۵ کثیر بن عبداللہ المزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ابو مریم الحنفی سے پوچھتے سنا کہ کیا تم نے زیدؓ بن الخطاب کو قتل کیا، اُنھوں نے کہا کہ اللہ میرے ہاتھ سے اُن کا اکرام کرے اور اُن کے ہاتھ سے میری توہین نہ کرے، عمرؓ نے فرمایا کہ تمھاری رائے میں اُس روز مسلمانوں نے تم میں سے کتنے آدمیوں کو قتل کیا، اُنھوں نے کہا کہ چودہ سو یا کچھ زاید کو، عمرؓ نے فرمایا کہ بُرے مقتولین تھے، ابو مریم نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے باقی رکھا کہ میں نے اُس دین کی طرف رجوع کیا جو اُس نے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے اور مسلمانوں کے لیے پسند کیا، عمرؓ اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے ابو مریم اس کے بعد بصرے کے قاضی تھے۔

عبدالعزیز بن یعقوب الماجشون سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے متمم بن نویرہ سے فرمایا کہ تمھیں اپنے بھائی کا کس قدر سخت رنج ہے

عرض کی اسی غم میں میری یہ آنکھ چلی گئی ہے، اور انھوں نے اس کی طرف اشارہ کیا، پھر میں اپنی صحیح سالم آنکھ سے رویا، اور اس قدر زیادہ رویا کہ جانے والی آنکھ نے بھی اُس کی مدد کی اور آنسو بہائے، عمرؓ نے کہا کہ یہ تو ایسا شدید رنج ہے کہ کوئی بھی اپنی میت پر اتنا غمگین نہ ہوگا۔ اللہ زید بن الخطاب پر رحمت کرے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں شعر کہنے پر قادر ہوتا تو ضرور اُن پر اسی طرح روتا جس طرح تم اپنے بھائی پر روئے۔

متمم نے کہا، یا امیر المومنین، اگر جنگ یمامہ میں میرے بھائی بھی اسی طرح مقتول ہوتے جس طرح آپ کے بھائی قتل کیے گئے تو میں اُن پر کبھی نہ روتا، پھر عمرؓ نے دیکھا اور انھیں اپنے بھائی سے تسلی ہوئی حالاں کہ انھیں بھی اُن پر بہت شدید رنج تھا، عمرؓ کہا کرتے تھے کہ صبا چلتی ہے اور میرے پاس زیدؓ بن الخطاب کی خوشبو لاتی ہے، ابن جعفر نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون سے پوچھا کہ کیا عمرؓ شعر نہیں کہتے تھے تو انھوں نے کہا کہ نہیں، اور نہ کوئی بیت۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زیدؓ بن الخطاب ۱۲ھ میں خلافت ابی بکرؓ میں جنگ مسیلمہ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ یوم احد میں عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بھائی زیدؓ بن الخطاب سے کہا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ تم میری زرہ نہ پہننا، مگر انھوں نے پہن لی، پھر اُسے اُتار دیا تو عمرؓ نے کہا کہ تمھیں کیا ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں بھی اپنے لیے وہی چاہتا ہوں جو تم اپنے لیے چاہتے ہو۔

سعیدؓ بن زید

ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط

۲۰۶ ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، کنیت ابوالاعور تھی، والدہ فاطمہ بنت بعجہ بن امیہ بن خویلد بن خالد بن المعمر بن حیان بن غنم بن ملیح خزاعہ میں سے تھیں، اُن کے والد زیدؓ بن عمرو بن نفیل دین کی تلاش میں شام آئے، یہود و نصاریٰ سے علم و دین دریافت کیا مگر انھیں اُن لوگوں کا دین پسند نہ آیا تو ایک عیسائی نے کہا کہ تم دین ابراہیم تلاش کرتے ہو، زیدؓ نے کہا دین ابراہیم کیا ہے، اُس نے کہا وہ مُوحّد تھے، سوائے اللہ کے، جس کا کوئی شریک نہیں اور جو یکتا ہے، کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے، وہ اُس سے عداوت کرتے تھے جو اللہ کے سوا کسی اور کی کچھ بھی پرستش کرتا تھا، بتوں پر جو ذبح کیا جاتا تھا اُسے نہیں کھاتے تھے، زید بن عمرو نے کہا کہ یہ وہی ہے جسے میں جانتا ہوں اور میں اسی دین پر ہوں، لیکن پتھر یا لکڑی کی عبادت جسے میں اپنے ہاتھ سے بناتا ہوں، تو یہ کوئی چیز نہیں، زیدؓ مکے آئے اور وہ دین ابراہیم پر تھے۔

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ زیدؓ بن عمرو بن نفیل دین تلاش کرتے تھے، اُنھوں نے نصرانیت اور یہودیت اور بتوں اور پتھروں کی عبادت کو ناپسند کیا، اپنی قوم سے اختلاف اُن کے معبودوں کا اور اُس عبادت کا ترک کرنا ظاہر کر دیا جو اُن کے باپ دادا کرتے تھے، وہ اُن کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے تھے، اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اے عامر، میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی، میں نے ملت ابراہیم کا اور جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اُن کے بعد اسماعیل کا اتباع کیا جو اسی قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے، میں اُس نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسماعیل میں سے مبعوث ہوگا، مجھے معلوم نہیں کہ اُنھیں پاؤں گا، اُن پر ایمان لاؤں گا، اُن کی تصدیق کروں گا اور گواہی دوں گا کہ وہ نبی ہیں، (اے عامر) اگر تمھاری مدت دراز ہو اور تم اُنھیں دیکھو تو میری جانب سے اُنھیں

سلام کہہ دینا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے تو میں اسلام لایا اور آپ کو زیدؓ بن عمرو کے قول کی خبر دی، اُن کی جانب سے میں نے آپ کو سلام کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور اُن کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا کہ میں نے جنت میں دامن کشاں دیکھا ہے۔

حجیر بن ابی اہاب سے مروی ہے کہ میں نے زیدؓ بن عمرو کو اُس حالت میں دیکھا کہ میں صنم بوانہ کے پاس تھا، اور وہ شام سے واپس آ کر آفتاب کا مراقبہ کر رہے تھے، جب آفتاب ڈھل گیا تو روبقبلہ ہو گئے، دو سجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، پھر کہنے لگے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا یہی قبلہ ہے، میں پتھر کی عبادت نہ کروں گا، سوائے بیت اللہ کے اور کسی کی طرف نماز نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں، وہ حج کرتے، وقوف عرفہ کرتے اور تلبیہ کہتے تھے "لبیک لاشریک ولاند لک" پھر عرفے سے پیدل واپس ہوتے اور کہتے لبیک متعبد الک مرقوقا (تیرا عبادت گزار غلام حاضر ہے)۔

۲۷۷ سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے بلدح کے نشیبی حصے میں ملے ہیں، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی سے پہلے کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس ایک خوان بھیجا جس میں گوشت تھا، انھوں نے اُس کے کھانے سے انکار کیا، اور کہا کہ میں وہ نہیں کھاتا جو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو اور نہ اُس میں سے کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

محمد بن عبد اللہ بن جحش سے مروی ہے کہ زیدؓ بن عمرو قریش کی مذمت اُن کے ذبیحے پر کیا کرتے اور کہتے کہ بکری کو اللہ نے

پیدا کیا، اُس نے آسمان سے پانی نازل کیا، اُس نے اُس سے زمین سے سبزہ اُگایا، پھر بھی لوگ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، (اُن کا یہ کہنا) اس فعل کے انکار اور اُس کی گرانی کی وجہ سے تھا، میں اُس میں سے نہیں کھاتا جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

اسما بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو اس طرح دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اپنی پشت کعبے سے لگائے کہہ رہے تھے، اے گروہ قریش، سوائے میرے آج تم میں سے کوئی دین ابراہیم پر نہیں ہے، وہ زندہ درگور لڑکی کو بچا لیتے اور اُس شخص سے جو اپنی لڑکی کے قتل کا ارادہ کرتا کہتے کہ ٹھہر جا، اُسے قتل نہ کر، میں اُس کے بار کا کفیل ہوں وہ اُسے لے لیتے، جب وہ ٹوٹی پھوٹی بات کرنے لگتی تو اُس کے باپ سے کہتے کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے واپس کردوں، اور اگر تو چاہے تو میں اُس کے بار میں تیری کفالت کروں۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو ابن نفیل کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت بن کر اُٹھیں گے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل کی وفات اُس وقت ہوئی جب قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ سال قبل کعبے کی تعمیر کر رہے تھے، اُن پر موت اُس حالت میں نازل ہوئی کہ وہ کہہ رہے تھے میں دین ابراہیم پر ہوں، اُن کے بیٹے سعید بن زید الاعور اسلام لائے، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، سعید بن زید اور عمر بن الخطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، دونوں نے آپ سے زید بن عمرو کو دریافت کیا، فرمایا اللہ زید کی مغفرت کرے، اُن پر رحمت کرے، وہ دین ابراہیم پر مرے،

اُس روز کے بعد سے مسلمانوں میں کوئی یاد کرنے والا اُن کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کیے بغیر نہیں رہتا تھا، سعید بن المسیب بھی (اُن کے لیے) کہتے تھے کہ رحمہ اللہ و غفرلہٗ۔

زکریا بن یحییٰ السعیدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ زید بن عمرو مرے تو حرا کی جڑ میں دفن کیے گئے، سعید

۲۷۸

ابن زید کی اولاد میں سے عبدالرحمٰن اکبر تھے جن کا کوئی پس ماندہ نہیں تھا، اُن کی والدہ رملہ تھیں جو ام جمیل بنت الخطاب بن نفیل تھیں، زید جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، عبداللہ اکبر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور عاتکہ، ان سب کی والدہ جلیسہ بنت سوید بن صامت تھیں

عبدالرحمٰن اصغر، جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، عمر اصغر جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا، ام موسیٰ و ام الحسن، ان سب کی والدہ امامہ بنت الدجیج تھیں جو غسان میں سے تھیں۔

محمد و ابراہیم اصغر و عبداللہ اصغر و ام حبیب کبریٰ اور ام سعید کبریٰ، یہ (ام سعید) اپنے والد سے پہلے ہی مرگئیں، اور ام زید، ان سب کی والدہ حزمہ بنت قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ ابن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر تھیں۔

عمرو اصغر و اسود، ان دونوں کی والدہ ام الاسود تھیں جو بنی تغلب کی خاتون تھیں۔

عمرو اکبر اور طلحہ، یہ (طلحہ) اپنے والد سے پہلے ہی مر گئے، جن کا کوئی پس ماندہ نہیں، اور ایک لڑکی زجلہ، ان سب کی والدہ ضُمخ بنت اصبغ بن شعیب بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن بن کعب ابن عُلیم کلب میں سے تھیں۔

ابراہیم اکبر و حفصہ، ان دونوں کی والدہ بنت قربہ بنی تغلب میں سے تھیں۔

خالد، ام خالد جو اپنے والد سے پہلے ہی وفات پاگئیں،

ام نعمان، ان سب کی والدہ ام خالد تھیں جو ام ولد تھیں۔
ام زید صغریٰ اُن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود انصاری تھیں،
ام زید صغریٰ مختار بن ابی عبید کی بیوی تھیں اور اُن کی والدہ سطے
میں سے تھیں،
عایشہ، زینب، ام عبدالحولا، ام صالح، اُن سب کی والدہ ام ولد تھیں۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سعید بن زید رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت
دینے سے پہلے ایمان لائے۔
عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ
جب سعید بن زید نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر
برادر ابی لبابہ کے پاس اُترے۔
عبدالملک بن زید ولد سعید بن زید نے اپنے والد سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن زید اور رافع
ابن مالک زرقی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔
عارثہ انصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قافلۂ قریش کی شام سے روانگی کا اندازہ فرمایا تو آپ نے
اپنی روانگی سے دس شب پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید
ابن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیجا،
دونوں روانہ ہوئے، یہاں تک کہ الحوراء پہنچے، وہ برابر وہیں مقیم
رہے، قافلہ اُن کے پاس سے گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
طلحہ و سعید کے واپس آنے سے پہلے ہی خبر معلوم ہو گئی، آپ نے
اصحاب کو بلایا اور قافلے کے قصد سے روانہ ہوئے، مگر قافلہ
ساحل کے راستے سے گیا اور بہت تیز نکل گیا، لوگ تلاش کرنے والوں
سے بچنے کے لیے شبانہ روز چلے، طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید
مدینے کے ارادے سے روانہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

۲۷۹

قافلے کی خبر دیں، اُن کو آپ کی روانگی کا علم نہ تھا، وہ مدینے اُسی روز آئے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جماعت قریش سے مقابلہ کیا، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے لیے مدینے سے روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر سے واپس آتے ہوئے تربان میں پایا جو المحجہ پر ملل اور السیالہ کے درمیان ہے، طلحہؓ و سعیدؓ اس جنگ میں موجود نہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے اجر و حصص غنیمت میں ان کا بھی حصہ لگایا، وہ دونوں اُنھی کے مثل ہو گئے جو اُس میں موجود تھے، سعیدؓ احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر ہوئے۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے حرا ٹھہر کہ تجھ پر سوائے نبیؐ اور صدیق اور شہید کے کوئی نہیں ہے، راوی نے کہا، اُنھوں نے نو آدمیوں کا نام لیا، رسول اللہ، ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوف اور سعدؓ بن مالک کا، اور کہا کہ اگر میں دسویں کا نام لینا چاہتا تو ضرور کرتا یعنی خود۔

سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریش کے دس آدمی جنت میں ہوں گے: ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوف، سعدؓ ابن مالک، سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل، و ابو عبیدہؓ بن الجراح۔

عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جمعے کو دن بلند ہونے کے بعد سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر ماتم کیا گیا (یعنی اُن کی خبر مرگ دی گئی) تو ابن عمرؓ العقیق میں اُن کے پاس آئے اور اُنھوں نے جمعہ ترک کر دیا۔

ابی عبد الجبار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ بنت سعدؓ

ابن مالک کو کہتے سنا کہ میرے والد سعدؓ بن مالک نے سعیدؓ بن زید
ابن عمرو بن نفیل کو العقیق میں غسل دیا، لوگ انھیں اُٹھا کر لے چلے،
جب سعدؓ اپنے گھر کے سامنے آئے تو اندر چلے گئے، ان کے
ہمراہ اور لوگ بھی تھے، وہ غسل خانے میں گئے، غسل کیا اور
باہر آئے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں نے سعیدؓ کو غسل دینے
کی وجہ سے غسل نہیں کیا بلکہ صرف گرمی کی وجہ سے غسل کیا ہے۔

۲۸۰ نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے سعیدؓ بن زید کو حنوط لگایا،
انھیں اُٹھا کے مسجد لے گئے اور نماز پڑھی مگر وضو نہیں کیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے میں نے سعیدؓ بن زیدؓ بن نفیل کے
حنوط لگایا، کہا گیا کہ ہم آپ کے پاس مُشک لاتے ہیں، انھوں
نے کہا اچھا، مشک سے بہتر کونسی خوشبو ہو سکتی ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زیدؓ پر جمعے کے روز ماتم
کیا گیا، میں نماز کی تیاری کر رہا تھا، ان کے پاس چلا گیا اور نماز جمعہ
ترک کر دی۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل پر جمعے کے روز
دن بلند ہونے کے بعد (موت کی وجہ سے) آہ و بکا کی گئی، میں العقیق
میں ان کے پاس آیا اور جمعہ ترک کر دیا۔

نافع سے مروی ہے کہ سعیدؓ بن زید کا انتقال العقیق میں ہوا،
وہ مدینے لائے گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

اسماعیل بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو سعید بن زیدؓ
کے پاس بلایا گیا جو انتقال کر رہے تھے، اُس وقت وہ نماز جمعہ کی
تیاری کر رہے تھے وہ اُن کے پاس آئے اور جمعہ ترک کر دیا۔

عبد الملک بن زید ولد سعیدؓ بن زیدؓ نے اپنے والد سے
روایت کی کہ سعیدؓ بن زیدؓ کی العقیق میں وفات ہوئی، انھیں لوگوں
کے کندھوں پر لاد کے لایا گیا اور مدینے میں دفن کیا گیا، قبر میں

سعد اور ابن عمرؓ اترے، یہ سنہ ۵۰ھ یا ۵۱ھ کا واقعہ ہے جس روز وہ فوت ہوئے ستر سال سے زائد کے تھے، وہ بلند بالا گندم گوں اور بہت بال والے تھے۔

حکیم بن محمد سے، جو مطلب بن عبد مناف کی اولاد میں سے تھے، اسپنے والد سے روایت کی کہ میں نے سعیدؓ بن زید ابن عمرو بن نفیل کی مہر میں قرآن مجید کی ایک آیت دیکھی، محمد ابن عمر نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے جس میں اہل علم واہل بلد کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ سعیدؓ بن زید العقیق میں مرے اور مدینے میں دفن کیے گئے، سعدؓ بن ابی وقاص، ابن عمرؓ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کی قوم، اُن کے گھر والے اور اُن کے لڑکے اُن پر اس امر کے گواہ ہیں جس کو وہ جانتے ہیں اور روایت کرتے ہیں، اہل کوفہ نے یہ روایت کی کہ وہ اُن کے پاس کوفے میں معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت میں مرے، مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھی جو اُس زمانے میں والی کوفہ تھے۔

عمروؓ بن سُراقہ

ابن المعتمر بن انس بن اَداۃ بن ریاح بن عبد اللہ بن قُرط ابن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، والدہ آمنہ بنت عبد اللہ بن عمیر ابن اہیب حذافہ میں جُمَحِ تھیں۔

عبد اللہ بن ابی بکر ابن حزم سے مروی ہے کہ جب عمرو عبد اللہ فرزندان سُراقہ بن المعتمر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں رفاعہ بن عبد المنذر برادر ابی لبابہ بن عبد المنذر کے پاس اُترے، لوگوں نے بیان کیا کہ عمروؓ بن سراقہ بدر میں موجود تھے،

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمران سب نے اس پر اتفاق کیا، صرف محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ اُن کے بھائی عبداللہؓ بن سراقہ بھی بدر میں موجود تھے اور یہ اُن کے علاوہ کسی نے نہیں بیان کیا نہ ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے، عمروؓ ابن سراقہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے، عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں اُن کی وفات ہوئی۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ عبداللہؓ بن سراقہ کی اُس حالت میں وفات ہوئی کہ اُن کی اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عدی بن کعب اور اُن کے موالی

عامرؓ بن ربیعہ بن مالک

ابن عامر بن ربیعہ بن حجیر بن سلامان بن مالک بن ربیعہ ابن رفیدہ بن عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی ابن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان، خطاب ابن نفیل کے حلیف تھے، خطاب سے جب عامرؓ بن ربیعہ نے معاہدۂ حلف کیا تو انھوں نے اُن کو بیٹا بنا لیا اور اُنھیں اپنی طرف منسوب کیا، اسی لیے عامرؓ بن الخطاب

کہا جاتا تھا، یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا "ادعوھم لآبائھم" تو عامرؓ نے اپنے نسب کی طرف رجوع کیا اور عامر بن ربیعہ کہا جانے لگا، اُن کا صحیح نسب وائل میں ہے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عامرؓ بن ربیعہ کا اسلام قدیم تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اُس میں دعوت دینے سے پہلے آپ مسلمان ہوئے۔

۲۸۲ لوگوں نے بیان کیا کہ عامرؓ بن ربیعہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں، ہمراہ اُن کی بیوی لیلی بنت ابی حثمہ العدویہ بھی تھیں۔

عبد اللہ بن عامرؓ بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سوائے ابوسلمہ بن عبد الاسد کے مجھ سے پہلے مدینے کی ہجرت کے لیے کوئی نہیں آیا۔

عبدؓ اللہ بن عامر بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ لیلی بنت ابی حثمہ یعنی اُن کی بیوی سے پہلے کوئی سفر کرنے والی مدینے میں نہیں آئی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر ابن ربیعہ اور یزید بن المنذر بن سرح انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عامرؓ بن ربیعہ کی کنیت ابوعبد اللہ تھی اور وہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے، انھوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے روایت کی ہے۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے (اور عامر بدری تھے) کہ عامرؓ بن ربیعہ اُٹھ کر رات کی نماز پڑھ رہے تھے، یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب لوگ عثمانؓ پر افترا کرنے میں مشغول تھے، اُنھوں نے رات کی نماز پڑھی اور سو گئے، خواب میں اُن کے پاس کوئی آیا اور کہا کہ اُٹھو، اللہ سے دعا مانگو کہ وہ تمھیں اُس فتنے سے بچائے

جس سے اُس نے اپنے بندگان صالح کو بچایا، وہ اُٹھے نماز پڑھی، اور بیمار پڑے، پھر انھیں جنازے ہی کی صورت میں نکالا گیا۔
محمد بن عمر نے کہا کہ عامرؓ بن ربیعہ کی موت قتل عثمانؓ بن عفان کے چند روز بعد ہوئی وہ اپنے گھر ہی میں رہے، لوگوں نے سوائے اُن کے جنازے کے جو نکالا گیا اور کچھ نہ جانا۔

عاقلؓ بن ابی البکیر

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ، عاقل کا نام غافل تھا، اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام عاقل رکھا، ابو البکیر بن عبد یالیل نے جاہلیت میں نفیل بن عبد العزیٰ جدّ عمرؓ بن الخطاب سے معاہدۂ حلف کیا تھا، وہ اور اُن کے بیٹے بنی نفیل کے حلفا تھے، ابو معشر اور محمد بن عمر، ابن ابی البکیر کہتے تھے، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور ہشام بن محمد الکلبی، ابن البکیر کہتے تھے۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عاقلؓ وعامرؓ و ایاسؓ و خالدؓ فرزندان ابی البکیر بن عبد یالیل سب کے سب دار الارقم میں اسلام لائے، وہ اُن لوگوں میں سب سے پہلے تھے جنھوں نے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔
عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عاقلؓ و خالدؓ و عامرؓ و ایاسؓ فرزندان ابی البکیر ہجرت کے لیے مکے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے، اُنھوں نے اپنے تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر لیا تھا، اُن کے مکانوں میں کوئی باقی نہ رہا، دروازے بند کر دیے گئے، سب لوگ

۲۸۴

رفاعہ بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاقلؓ بن ابی البکیر اور مبشر بن عبد المنذر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں کے دونوں بدر میں شہید ہوئے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاقلؓ بن ابی البکیر اور مجذرؓ بن ذیاد کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عاقلؓ بن ابی البکیر جنگ بدر میں شہید ہوئے، اس وقت وہ چونتیس سال کے تھے، انھیں مالک ابن زہیر الجشمی برادر ابی اُسامہ نے شہید کیا۔

خالدؓ بن ابی البکیر

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ابی البکیر اور زید ابن الدثنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، خالدؓ بن ابی البکیر بدر و احد میں موجود تھے، صفر ۴ھ میں یوم الرجیع میں شہید ہوئے، جس روز وہ قتل ہوئے چونتیس سال کے تھے، انھی کی مدح میں حسانؓ بن ثابت کہتے ہیں:

الا لیتنی فیہا شہدت ابن طارق ۱ وزیدا وما تغنی الامانی ومرثدا

(کاش میں اُس میں ابن طارق اور زید اور مرثد کے پاس موجود ہوتا اور مجھے آرزوئیں بے نیاز نہ کرتیں)۔

فدا فعت عن حِبّی خبیب وعاصم ۲ وکان شفاءً لو تدارکتُ خالدا

(تو میں اپنے محبوب حبیب خبیب اور عاصم کی طرف سے مدافعت کرتا۔ اور اگر میں خالدؓ کا انتظام کرتا تو وہ بھی شفا تھے)۔

ایاس بن ابی البکیر

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایاس بن ابی البکیر اور حارث بن خزیمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، ایاس بن ابی البکیر بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے۔

عامر بن ابی البکیر

ابن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ۔

۲۸۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ابی البکیر اور ثابت ابن قیس بن شماس کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عامر بن ابی البکیر بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے۔

واقد بن عبد اللہ

ابن عبد مناف بن عزیز بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک

ابن زید مناۃ بن تمیم، وہ خطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ واقدؓ بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ واقدؓ بن عبداللہ التمیمی نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبد المنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقد بن عبداللہ التمیمی اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

واقدؓ بن عبداللہ، عبداللہ بن جحش کے ہمراہ سریۂ نخلہ میں موجود تھے، اس روز عمرو بن الحضرمی مقتول ہوا تو یہود نے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقدؓ بن عبداللہ نے قتل کیا عمرو عمرت الحرب (عمرو کی جنگ نے خدمت کی) والحضرمی حضرت الحرب (اور حضرمی کے پاس جنگ آئی) وواقد وقدت الحرب (واقدؓ کو جنگ نے روشن کیا)۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے ان کلمات سے فال لی مگر یہ سب اللہ کی جانب سے یہود پر ہوا، واقدؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب موجود تھے، عمرؓ بن الخطاب کی ابتدائے خلافت میں وفات ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

خولیؓ بن ابی خولیؓ

خولیؓ کے والد کا نام عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران تھا،

اُن کا نام حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد ابن عوف بن حریم جُعفی بن سعد العشیرہ بن مالک بن اُدَد بن مُذحج تھا، وہ خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ والد عمرؓ بن الخطاب کے حلیف تھے جو بنی عدی ابن کعب میں سے تھے، اس پر سب نے اتفاق کیا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ خولیؓ بن ابی خولی بدر میں موجود تھے، ابو معشر اور محمد بن عمر نے اپنے رجال اہل مدینہ وغیرہم سے روایت کی کہ بدر میں خولیؓ کے ساتھ اُن کے بیٹے بھی موجود تھے اُن دونوں نے ہمیں اُن کا نام نہیں بتایا، لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ اُس میں وہ اپنے بھائی مالک بن ابی خولی کے ساتھ موجود تھے اور دونوں جعفی میں سے تھے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ بدر میں خولیؓ ابن ابی خولی اور اُن کے بھائی ہلالؓ بن ابی خولی موجود تھے جو اُن کے حلیف تھے، ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب، کتاب النسب میں بیان کیا کہ بدر میں خولیؓ بن ابی خولی موجود تھے انھوں نے بھی انھیں اُسی خاندان کی طرف منسوب کیا جس کی طرف ہم نے منسوب کیا، اُنھوں نے کہا کہ ساتھ اُن کے دونوں بھائی ہلالؓ و عبدؓ اللہ فرزندان ابی خولی بھی تھے خولیؓ بن ابی خولی بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں اُن کا انتقال ہوا، محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ اُن کے بھائی مالکؓ بن ابی خولی جو اُن کی روایت میں بدر میں موجود تھے وہ خلافت عثمانؓ بن عفان میں مرے۔

۲۸۵

مہجعؓ بن صالح مولائے عمرؓ بن الخطاب

کہا جاتا ہے کہ وہ اہل یمن میں سے تھے، اُن پر قید کی

مصیبت آئی، عمرؓ بن الخطاب نے احسان کیا (کہ انھیں آزاد کر دیا)
وہ مہاجرین اولین میں سے تھے، بدر میں دونوں صفوں کے درمیان
شہید ہوئے، اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں
میں سب سے پہلے جو شہید ہوئے وہ مہجع مولائے عمرؓ بن الخطاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ بدر میں مسلمانوں کے سب سے پہلے مقتول
مہجع مولائے عمرؓ بن الخطاب تھے، انھیں عامر الحضرمی نے قتل کیا۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص
ابن کعب بن لوی

خنیسؓ بن حذافہ

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، اُن کی والدہ ضعیفہ بنت حذیم
ابن سعید بن رئاب بن سہم تھیں، خنیسؓ کی کنیت ابو حذافہ تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ خنیسؓ بن حذافہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بیان کیا خنیسؓ دوسری ہجرت میں ملک حبشہ
گئے، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر الواقدی، موسیٰ بن عقبہ
اور ابو معشر نے یہ بیان نہیں کیا۔

خنیسؓ بن حذافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب کے شوہر تھے۔

عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب خنیسؓ بن حذافہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ ابن عبد المنذر کے پاس اترے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خنیسؓ ابن حذافہ اور ابی عبس بن جبر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

خنیسؓ بدر میں موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے وفات ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی اور انھیں عثمانؓ بن مظعون کی قبر کے کنارے دفن کیا، خنیسؓ کے کوئی اولاد نہ تھی۔

صرف ایک آدمی۔

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص
ابن کعب بن لوی

عثمانؓ بن مظعون

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ ان کی کنیت ابو سائب تھی، والدہ سخیلہ بنت العنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں، عثمانؓ کی اولاد میں عبد الرحمن اور سائب تھے، ان دونوں کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمیہ تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون، عبیداللہ ابن حارث بن مطلب، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، ابو سلمہ بن عبدالاسد اور ابو عبیدہ بن الجراح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے اُن لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا، انھیں شرائع اسلام کی خبر دی سب کے سب ایک ہی وقت اسلام لے آئے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور دعوت دینے سے پہلے ہوا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر) عثمانؓ بن مظعون نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عبدالرحمٰن بن سابط سے مروی ہے کہ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ عثمانؓ بن مظعون نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا اور کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جو میری عقل لے جائے، مجھ پر اُسے ہنسائے جو مجھ سے ادنیٰ ہے اور مجھے اس امر پر برانگیختہ کرے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح اُس شخص سے کردوں جس سے میں نہیں چاہتا، یہ آیت سورۂ مائدہ میں شراب کے بارے میں نازل ہوئی کوئی شخص اُن کے پاس سے گزرا اور کہا کہ شراب حرام کر دی گئی اور اُس نے اُن کے سامنے آیت تلاوت کی، اُنھوں نے کہا شراب کی خرابی ہو میری نظر اُس میں صحیح تھی۔

۲۸۷ عمارہ بن غراب الیحصبی سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میری عورت دیکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیوں"، انھوں نے کہا کہ میں اس سے شرماتا ہوں اور اسے ناپسند کرتا ہوں، فرمایا اللہ نے اُسے تمھارے لیے لباس بنایا اور تمھیں اُس کے لیے لباس بنایا، میری بیویاں میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں اُن کا دیکھتا ہوں، عرض کی، یا رسولؐ اللہ، آپ

ایسا کرتے ہیں، فرمایا، ہاں، انھوں نے کہا تو پھر آپ کے بعد میں بھی کروں گا، جب وہ پلٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مظعون بڑے حیادار اور بڑے ستر چھپانے والے ہیں۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون نے ارادہ کیا کہ خصی ہو کے زمین نوردی کرتے پھریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمھارے لیے میرے اندر عمدہ نمونہ نہیں ہے، میں تو عورتوں کے پاس آتا ہوں، گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، اور نہیں بھی رکھتا، میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے، وہ میری امت میں نہیں ہے جو خصی کرے یا خصی بنے۔

سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن مظعون کو ترک ازواج سے منع فرمایا، اور اگر انھیں اس امر میں اجازت دیتے تو وہ ضرور خصی ہو جاتے۔

ابی بردہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون کی بیوی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، انھیں بری ہیئت میں دیکھ کے پوچھا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے، قریش میں تم سے زیادہ تمھارے شوہر سے کوئی بے پروا نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ ہمارے لیے ان میں کچھ نہیں ہے، ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ نماز میں کھڑے رہتے ہیں، دن اس طرح گزرتا ہے کہ روزہ دار ہوتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ازواج مطہرات نے یہ واقعہ بیان کیا، آپ ان سے ملے اور فرمایا، اے عثمانؓ بن مظعون، کیا تمھارے لیے مجھ میں نمونہ نہیں ہے، عرض کی، اے کہ میرے والدین قربان، کیا بات ہے، فرمایا، تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو، انھوں نے کہا بیشک کرتا ہوں، فرمایا نہ کرو، تمھاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، لہٰذا نماز بھی پڑھو، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو، اور نہ بھی رکھو، اسکے بعد

اُن کی بیوی پھر ازواج مطہرات کے پاس آئیں تو اس طرح عطر میں بسی ہوئی تھیں گویا دلھن۔ اُن لوگوں نے کہا کہ کہو، انھوں نے کہا کہ ہمیں بھی وہ چیز حاصل ہوئی جو لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون نے ایک کوٹھری بنائی، اُس میں بیٹھ کے عبادت کیا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو اُن کے پاس آئے اور اُس کوٹھری کے دروازے کا جس میں وہ تھے، ایک پٹ پکڑ کے دو یا تین مرتبہ فرمایا اے عثمانؓ مجھے اللہ نے رہبانیت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا، اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دین بخشش کرنے والی حنیفیہ (خالص توحید و دین ابراہیمی) ہے۔

۲۸۸ عثمانؓ بن مظعون سے مروی ہے کہ عرض کی، یا رسول اللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ جہاد میں بے عورتوں کے رہنا مجھ پر شاق گزرتا ہے، آپ مجھے یا رسول اللہ خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو میں خصی ہو جاؤں گا، فرمایا، نہیں، لیکن اے ابن مظعون، تم روزہ اختیار کرو کیونکہ یہ مجفر (قاطع الشہوت) ہے۔

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ و قدامہ و عبداللہ فرزندان مظعون اور سائبؓ بن عثمانؓ بن مظعون اور معمر بن حارث نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو یہ لوگ عبداللہ ابن سلمہ العجلانی کے پاس اترے۔

مجمّع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہ لوگ حزام بن ودیعہ کے پاس اترے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مظعون کے اہل و عیال ان لوگوں میں ہیں جن کے مرد اور عورتیں سب کے سب جمع ہو کر ہجرت کے لیے روانہ ہوئے، اور ان میں سے مکے میں کوئی نہ رہا، ان کے مکانات مکہ میں بند کر دیے گئے۔

ام علاءؓ سے مروی ہے کہ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ مہاجرین مدینے میں اُترے، انصار نے باہم حرص کی کہ انھیں اپنے مکانات میں ٹھہرائیں، انھوں نے اُن پر قرعہ ڈالا تو عثمانؓ بن مظعون ہمارے حصے میں آئے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز مدینے میں عثمانؓ بن مظعون اور اُن کے بھائیوں کے مکانات کے لیے زمین عطا فرمائی۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن مظعون اور ابی الہیثم بن التیہان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عثمانؓ بن مظعون بدر میں موجود تھے، ہجرت کے تیسویں مہینے اُن کی وفات ہوئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ بن مظعون کو اس حالت میں بوسہ دیا کہ وہ مردہ تھے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمانؓ بن مظعون کے رخسار پر بہہ رہے تھے۔

۲۸۹ عبد اللہ بن عثمان بن حارث بن حکم سے مروی ہے کہ عثمانؓ ابن مظعون کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز جنازہ میں) اُن پر چار تکبیریں کہیں۔

عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے لیے قبرستان کی تلاش میں تھے کہ وہ اُس میں دفن کیے جائیں، آپ مدینے کے اطراف آئے، فرمایا کہ مجھے اس جگہ کا حکم دیا گیا، یعنی بقیع کا، اسے بقیع الخبخبہ کہا جاتا تھا، اُس کی اکثر روئیدگی غرقد تھی (اسی لیے بقیع الغرقد مشہور ہوا) اس میں بہت سے چشمے، ببول اور خاردار درخت تھے، مچھر اس قدر رہتے کہ جب شام ہوتی تو مثل دھوئیں کے چھا جاتے، سب سے پہلے جو شخص

وہاں دفن ہوئے وہ عثمانؓ بن مظعون تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ ہماری علامت ہے، اِن کے بعد جب کوئی میت ہوتی تو کہا جاتا کہ یا رسول اللہ ہم کہاں اُسے دفن کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، ہمارے نشان (عثمانؓ بن مظعون) کے پاس۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ ابن مظعون کی قبر دیکھی ہے اور اُس کے پاس کوئی بلند چیز ہے جو مثل علامت کے ہے۔

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے جو بقیع میں دفن ہوا وہ عثمانؓ بن مظعون تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ محمد بن الحنفیہ کے موجودہ مکان کے پاس کوڑے کی جگہ دفن کیے گئے۔

ابی نضر سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون کا جنازہ اُٹھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس حالت میں گئے کہ دُنیا سے کچھ تعلق نہ تھا۔

ام علاء نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، بیان کیا کہ عثمانؓ بن مظعون بیمار ہوئے، ہم نے اُن کی تیمارداری کی، وفات ہوگئی تو ہم نے اُن کو چادروں میں کر دیا (یعنی کفن دیا) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے کہا، اے ابو السائب (عثمانؓ بن مظعون)، میں شہادت دوں گی کہ اللہ نے تمہارا اکرام کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اُن کا اکرام کیا، عرض کی یا رسول اللہ، میں نہیں جانتی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون ہیں، فرمایا، اُنھیں تو موت آگئی، واللہ مجھے اُن کے لیے خیر کی امید ہے، میں رسول اللہ ہوں مگر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ

۲۹۰ کیا کیا جائے گا، عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر اور کون ہوگا، واللہ اس کے بعد میں کبھی کسی کی پاکی نہ بیان کروں گی، پھر کہا کہ اس امر نے مجھے غمگین کر دیا، میں سو گئی تو خواب میں عثمانؓ کے واسطے ایک بہتا ہوا چشمہ دکھایا گیا، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خبر دی، فرمایا یہ اُن کا عمل ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ بن مظعون کی وفات ہوئی تو اُن کی بیوی نے کہا، اے عثمانؓ بن مظعون، مبارک ہو کہ تمہارے لیے جنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا، تمہیں کس نے بتایا، عرض کی، یا رسول اللہ، وہ آپ کے سوار اور آپ کے صحابی تھے، فرمایا، واللہ میں رسول اللہ ہوں مگر معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور اُن کے ساتھ کیا کیا جائے گا، عثمانؓ بن مظعون جیسے شخص کے لیے آپ کا یہ فرمانا اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاق گزرا، حالاں کہ عثمانؓ اُن میں افضل تھے، جب زینبؓ بنت رسول اللہ یا رقیہؓ بنت رسول اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپ نے (اُن صاحبزادی سے) فرمایا کہ تم بھی ہمارے سلف خیر عثمانؓ بن مظعون سے مل جاؤ، (بروایت یزید بن ہارون) عورتیں رونے لگیں تو عمرؓ بن الخطاب اُنھیں اپنے کوڑے سے مارنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا، اے عمرؓ جانے دو تم روؤ اور شیطان کی آواز سے بچو، پھر فرمایا کہ وہ رونا جو دل اور آنکھ سے ہو تو اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے، جب ہاتھ اور زبان سے ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون کی جب وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کو اُن کے

جنازے کے پیچھے کہتے سنا کہ اے ابو السائب تمھیں جنت مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمھیں کس نے بتایا، عرض کی یا رسول اللہ ابو السائب (کو میں جنتی کہتی ہوں وہ آپ کے صحابی ہیں)، فرمایا، واللہ ہم انھیں بجز خیر کے کچھ نہیں جانتے، پھر فرمایا، تمھیں یہ کہنا بھی کافی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ ابن مظعون کی وفات ہوئی تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، وہ شہید نہیں ہوئے جس سے میرے دل سے بالکل اتر گئے، میں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو ہم سب سے زیادہ دنیا سے یکسو تھا، وہ اس حالت میں مرا کہ شہید نہیں ہوا، میرے دل میں عثمانؓ کے متعلق یہی خطرہ رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، میں نے کہا (اے عمرؓ) تجھ پر افسوس ہے، ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں، شہید نہیں ہوتے، پھر ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے، ہمارے بہترین لوگ مرتے ہیں، عثمانؓ میرے دل میں اسی مقام پر آگئے جہاں اس سے قبل تھے۔

۲۹۱ عائشہ بنت سعد سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی قبر میں عبد اللہؓ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون اور سائب بن عثمانؓ ابن مظعون اور معمر بن حارث اترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ ابن مظعون کی وفات ہوئی تو وہ بقیع میں دفن کیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے متعلق حکم دیا تو وہ ان کے سرھانے لگا دی گئی، فرمایا یہ ان کی قبر کی علامت ہے، اس کے پاس دفن کیا جائے گا یعنی جو ان کے بعد مرے گا۔

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن مظعون اور ان کے بھائی حلیے میں باہم ملتے جلتے تھے، عثمانؓ بہت سیاہ رنگ کے تھے، نہ بہت لانبے نہ بہت پستہ قد، ڈاڑھی لمبی چوڑی تھی (ایسا ہی) قدامہؓ بن مظعونؓ کا حلیہ تھا، البتہ قدامہ دراز قد تھے۔ عثمانؓ کی کنیت ابو السائب تھی۔

عبد اللہؓ بن مظعون

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ سخیلہ بنت عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عبد اللہؓ اور قدامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں جانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے۔

لوگوں نے بالاتفاق بیان کیا کہ عبد اللہؓ بن مظعون ملک حبشہ کو دوسری ہجرت کے موقع پر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہؓ بن مظعون اور سہیل بن عبید اللہ المعلیٰ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عبد اللہؓ بن مظعون بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، خلافت عثمانؓ بن عفان میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

قدامہ بن مظعون

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی کنیت ابو عمر تھی،

والدہ عنزیہ بنت حویرث بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ ابن جمح تھیں۔

قدامہؓ کی اولاد میں عمر و فاطمہ تھیں جن کی والدہ ہند بنت الولید ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ ۲۹۲

عائشہ، اُن کی والدہ فاطمہ بنت ابی سفیان بن حارث بن امیہ ابن فضل بن منقذ بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ خزاعہ میں سے تھیں۔

حفصہ، اُن کی والدہ ام ولد تھیں۔

رملہ، ان کی والدہ صفیہ بنت الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ ابن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب عمرؓ بن الخطاب کی بہن تھیں، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمرؒ قدامہؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے، قدامہؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عائشہ بنت قدامہ سے مروی ہے کہ قدامہؓ بن مظعون کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی، اُس وقت وہ اڑسٹھ سال کے تھے، مگر بڑھاپے کا تغیر نہیں ہوا تھا۔ (یعنی سفید بال)۔

سائبؓ بن عثمانؓ

ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جُمح، اُن کی والدہ خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص السلمیہ تھیں، خولہ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

سب کی روایت میں بالاتفاق سائبؓ بن عثمانؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کی طرف گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائبؓ بن عثمانؓ اور حارثہؓ بن سراقہ انصاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حارثہؓ بدر میں شہید ہوئے، سائبؓ بن عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیرانداز بیان کیے گئے ہیں۔

بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمرو ابی معشر، سائبؓ ابن عثمانؓ بدر میں موجود تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اُن کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو اُن کے نزدیک بدر میں موجود تھے، ہشام ابن محمد ابن سائب الکلبی جو بدر میں موجود تھے کہتے تھے کہ وہ سائبؓ ابن مظعون تھے جو عثمانؓ بن مظعون کے بھائی تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ ہشام کا وہم ہے کیوں کہ اصحاب سیرت و علمائے مغازی سائبؓ بن عثمانؓ بن مظعون کو اُن لوگوں میں ثابت کرتے ہیں جو بدر میں موجود تھے، وہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، جنگ یمامہ میں موجود تھے، اُس روز انھیں ایک تیر لگ گیا، جنگ یمامہ بعہد ابی بکر صدیق سنہ ۱۲ھ میں ہوئی سائبؓ اُسی تیر سے تیس سال سے زائد کی عمر میں وفات پا گئے۔

۲۹۳

مَعمَرؓ بن حارث بن مَعمَر

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، اُن کی والدہ قُتیلہ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ معمرؓ بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معمرؓ بن حارث اور

معاذ بن عفراء کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، معمر بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، اُن کی وفات خلافت عمرؓ بن الخطاب میں ہوئی۔

کل پانچ اشخاص۔

بنی عامر بن لوی

ابو سبرہؓ بن ابی رہم

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد وُد بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوی، اُن کی والدہ برّہ بنت عبد المطلب بن ہاشم ابن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابو سبرہ کی اولاد میں محمد اور عبد اللہ اور سعد تھے، اُن کی والدہ ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی تھیں، ابو سبرہ دونوں ہجرتوں میں مہاجرین حبشہ میں تھے، دوسری ہجرت میں اُن کے ساتھ اُن کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں یہ محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بیان کیا، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کو بیان نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سبرہ بن ابی رہم اور سلمہ بن سلامہ بن وقش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابو سبرہؓ بن ابی رہم نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو منذر بن محمد بن سعید ابن احیحہ بن الجلاح کے پاس اُترے۔

سب نے بیان کیا کہ ابو سبرہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب سعادت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکے واپس آئے اور وہیں ٹھہر گئے، اسے مسلمانوں نے ناپسند کیا، اُن کے لڑکے بھی اُسے بُرا کہتے تھے اور انھیں الزام دیتے تھے کہ وہ مکے سے ہجرت کرنے کے بعد اُسی کی طرف واپس ہو گئے اور اُس میں ٹھہر گئے۔

ابو سبرہ بن ابی رہم کی وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی۔

۱۹۴

عبد اللہ بن مخرمہ

ابن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئی، کنیت ابو محمد تھی، والدہ بہتانہ بنت صفوان بن امیہ ابن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن ثعلبہ بن مالک ابن کنانہ تھیں۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی عبیدہ کو ایک شخص سے عبد اللہؓ بن مخرمہ کی اولاد کو دریافت کرتے سنا تو اُس نے کہا کہ عبد اللہ کی کنیت ابو محمد تھی، اولاد میں مساحق تھے اُن کی ماں زینب بنت سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح ابن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں، جس سے عبد اللہ نے سنا وہ ابو نوفل بن مساحق تھے، اُن کے پسماندہ بیٹے پوتے مدینے میں تھے۔

بروایت محمد بن عمر، عبد اللہؓ بن مخرمہ نے ملک حبشہ کی جانب دونوں ہجرتیں کیں، محمد بن اسحاق نے ہجرت ثانیہ میں اُن کا ذکر کیا،

اور ہجرت اولیٰ میں نہیں کیا، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے نہ ہجرت اولیٰ میں اُن کا ذکر کیا نہ ثانیہ میں۔
عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہؓ ابن مخرمہ نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔
سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہؓ بن مخرمہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ کے درمیان جو بنی بیاضہ میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، عبداللہؓ بن مخرمہ بدر میں حاضر ہوئے تو تیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، یمامہ میں بھی حاضر ہوئے، وہ اُسی روز ابوبکرؓ صدیق کی خلافت میں، سنہ ۱۲ھ میں بعمر اکتالیس سال شہید ہوئے۔

حاطبؓ بن عمرو

برادر سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لؤی، والدہ اسما بنت حارث بن نوفل تھیں جو اشجع سے تھیں۔
حاطب کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے، اُن کی والدہ ریطہ بنت علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس تھیں۔
یزید بن رومان سے مروی ہے کہ حاطبؓ بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے اسلام لائے۔
سب نے بیان کیا کہ (بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر)

حاطب بن عمرو نے ملک حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں، موسیٰ ابن عقبہ و ابو معشر نے اُس کا ذکر نہیں کیا۔
عبد الرحمٰن بن اسحاق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حاطب بن عمرو بن عبد شمس تھے محمد بن عمرو نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔
ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب حاطب ابن عمرو نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو رفاعہ بن عبد المنذر برادر ابی لبابہ بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔
سب نے بالاتفاق بیان کیا کہ حاطب بن عمرو بدر میں موجود تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ اُن کے بھائی سلیط بن عمرو بھی اُن کے ساتھ بدر میں موجود تھے، اسے کسی اور نے بیان نہیں کیا اور یہ ثابت بھی نہیں، حاطب احد میں بھی موجود تھے۔

عبد اللہ بن سہیل بن عمرو

ابن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، کنیت ابو سہیل تھی، اُن کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔
بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر، عبد اللہ بن سہیل ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے اس کا ذکر نہیں کیا، وہ حبشہ سے مکے واپس آئے تو اُن کے والد نے گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کر کے اپنے پاس رکھ لیا، اور انھیں اُن کے دین میں فتنہ میں ڈالا۔

عطا بن محمد بن عمرو بن عطا نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبداللہ بن سہیل مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر کے لیے روانہ ہوئے، وہ اپنے والد سہیل بن عمرو کے ساتھ اسی کے نفقے اور اسی کی سواری میں تھے، اُن کے والد کو شک نہ تھا کہ وہ اُس کے دین کی طرف واپس آگئے، جب بدر میں مسلمان و مشرکین ملے اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو عبداللہ ابن سہیل مسلمانوں کی طرف پلٹ آئے، اور جنگ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، وہ بحالت اسلام بدر میں حاضر ہوئے، اُس وقت ستائیس سال کے تھے، اس طریقے نے اُن کے والد سہیل بن عمرو کو نہایت سخت غصہ دلایا، عبداللہ نے کہا کہ اللہ نے اُس میں میرے اور اُس کے لیے خیر کثیر کر دی، عبداللہ بن سہیل احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، وہ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور اُسی میں وہ جنگ جواثا میں ۱۲ھ میں خلافت ابی بکر صدیق میں ہوئی شہید ہو گئے، اُس وقت اڑتیس سال کے تھے، اُن کا کوئی نسل باقی نہ تھا، ابوبکر صدیق نے اپنی خلافت میں حج کیا تو مکے میں سہیل بن عمرو اُن کے پاس آئے، ابوبکر نے اُن سے عبداللہ کی تعزیت کی تو سہیل نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید اپنے ستر عزیزوں کی شفاعت کرے گا، مجھے امید ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے پہلے کسی کی شفاعت نہ کریں گے۔

عمیر بن عوف

سہیل بن عمرو کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، کنیت

ابو عمرو تھی، مکے کے غیر خالص عربوں میں سے تھے، موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور محمد بن عمر انھیں عمیرؓ بن عوف سے کہتے تھے، محمد بن اسحاق عمرو بن عوف کہتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمیرؓ بن عوف نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

سب نے بیان کیا کہ عمیرؓ بن عوف بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے

سلیط ابن عمرو نے اپنے اعزہ سے روایت کی کہ عمیرؓ بن عوف کی وفات مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی اور اُن پر عمرؓ نے نماز پڑھی۔

وہبؓ بن سعد بن ابی سرح
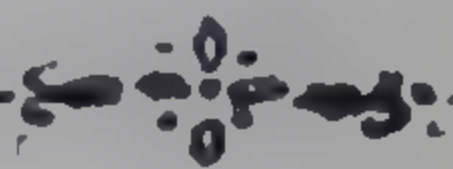
ابن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی، عبدؓ اللہ بن سعد کے بھائی تھے، ان دونوں کی والدہ مہانہ بنت جابر اشعریین میں سے تھیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب وہب بن سعد نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہبؓ بن سعد اور سوید بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے، بروایت موسیٰ بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، وہب بن سعد بدر میں موجود تھے، محمد بن عمر نے

اپنی کتاب میں اُن کا اُن لوگوں میں ذکر نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے وہ ...بن احد اور خندق و حدیبیہ اور خیبر میں موجود تھے، جمادی اولیٰ ۸ھ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، شہادت کے دن چالیس سال کے تھے۔

۲۹۷

بنی عامر بن لوئی کے حلفائے اہل یمن

سعدؓ بن خولہ

یہ اہل یمن میں سے اُن کے حلیف تھے، کنیت ابوسعید تھی، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا، ابومعشر نے کہا کہ اہل یمن میں سے سعدؓ بن خولی اُن کے حلیف تھے، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اُس شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ حلیف نہ تھے بلکہ ابورہم بن عبد العزیٰ العامری کے مولیٰ تھے، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ہجرت ثانیہ میں وہ مہاجرین حبشہ میں تھے، اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعدؓ بن خولہ نے جب مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ سعدؓ بن خولہ بدر میں حاضر ہوئے تو پچیس سال کے تھے، احد و خندق و حدیبیہ میں بھی موجود تھے، وہ اُن سُبیعہ بنت حارث سلمیہ کے شوہر تھے جن کے یہاں اُن کی

وفات کے کچھ ہی دیر بعد ولادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو نکاح کرلو، سعدؓ بن خولہ مکے گئے تھے وہیں وفات پائی، جب فتح مکہ کا زمانہ ہوا تو سعدؓ بن ابی وقاص بیمار ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے عمرے کے لیے تشریف لائے تو اُن کی عیادت کے لیے بھی گئے اور فرمایا، اے اللہ میرے اصحابؓ کی ہجرت کو پورا کر، انھیں پس پشت واپس نہ کر، لیکن مصیبت زدہ سعدؓ بن خولہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لیے افسوس کرتے تھے کہ وہ مکے میں مر گئے، یہ اس لیے کہ جس نے مکے سے ہجرت کی اُس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے کہ وہاں واپس آئے یا اُس میں ارکان حج وعمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔

علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ صرف تین راتیں ہیں جن میں مہاجر بعد ادائے ارکان حج مکے میں قیام کرے۔

بنی فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

یہ لوگ بطون قریش کے آخر بطن ہیں

ابو عبیدہؓ بن الجراح

نام عامرؓ بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ

ابن حارث بن فہر تھا، اُن کی والدہ اُمیمہ بنت غنم بن جابر بن عبد العزیٰ ابن عامر بن عمیرہ تھیں، امیمہ کی والدہ دَعْدبنت ہلال بن اُہیب ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

ابو عبیدہؓ کی اولاد میں یزید و عُمیر تھے، ان دونوں کی والدہ ہند بنت جابر بن وہب بن ضباب بن حُجیر بن عبد بن معیص ابن عامر بن لؤی تھیں، ابو عبیدہؓ بن الجراح کے لڑکے لاولد مر گئے، اس لیے اُن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارقم کے مکان میں جانے سے پہلے، ابو عبیدہؓ بن الجراح، عثمانؓ بن مظعون اور عبدؓ الرحمن بن عوف اور اُن کے ساتھیوں کو مشرف باسلام فرمایا۔

بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر، ابو عبیدہؓ ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ گئے، اس کو موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے بیان نہیں کیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب ابو عبیدہؓ ابن الجراح نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن اہدم کے پاس اُترے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی عبیدہؓ بن الجراح اور سالمؓ مولائے ابی حذیفہؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہؓ ابن الجراح اور محمد بن مسلمہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابو عبیدہؓ بدر و احد میں حاضر ہوئے، جنگ احد میں جب لوگ پشت پھیر کر بھاگے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکرؓ کو کہتے سنا کہ جب یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر تیر مارا گیا اور آپ کے دونوں رخساروں میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو میں آنحضرتؐ کی طرف دوڑتا ہوا آیا، ایک اور انسان مشرق کی طرف سے اُڑتا ہوا آیا، میں نے کہا، اے اللہ اسے خوشی بنا، ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں پہنچے تو وہ ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے جنھوں نے مجھ پر سبقت کی تھی، انھوں نے کہا اے ابو بکرؓ، میں اللہ کے لیے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارے سے اُسے کھینچ لوں، میں نے اُنھیں چھوڑ دیا، ابو عبیدہؓ نے اپنے دانت سے خود کا ایک حلقہ پکڑ کے کھینچا تو پشت کے بل گر پڑے اور دانت ٹوٹ گیا، اُنھوں نے دوسرا حلقہ دوسرے دانت سے پکڑا تو وہ دانت بھی ٹوٹ گیا، ابو عبیدہؓ لوگوں میں کھونڈرے تھے۔

سب نے بیان کیا کہ ابو عبیدہؓ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، وہ آپ کے اکابر اصحاب میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا۔ ۱۹۹

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو مہاجرین و انصار کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ جہینہ کے ایک قبیلے کی طرف جو ساحل سمندر میں تھا بطور سریہ بھیجا، جو غزوۂ خبط کہلاتا ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابو عبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ بھیجا، ہم لوگ تین سو دس سے زائد تھے، آپ نے ہمیں کھجور کی ایک تھیلی توشے میں دی، انھوں نے

ہمیں اس میں سے ایک ایک مٹھی دے دی، جب ہم نے اُن سے مانگا تو ہمیں ایک ایک کھجور دی، جب ہم نے اُسے بھی ختم کر دیا تو اُس کا ختم ہونا محسوس کیا، ہم لوگ اپنی کمانوں سے پتے توڑتے اور اُسے بغیر سیر ہوئے کھا لیتے اور پانی پیتے، اسی وجہ سے ہمارا نام جیش الخبط (لشکر برگ) رکھ دیا گیا، ہم نے ساحل کا راستہ اختیار کیا، اتفاق سے ایک مردہ جانور ریت کے ٹیلے کی طرح نظر آیا جس کا نام عنبر تھا (سمندر کی بہت بڑی مچھلی، جس کی لمبائی تقریباً ساٹھ گز ہوتی ہے)، ابو عبیدہ نے کہا مردار ہے نہ کھاؤ، پھر کہا کہ رسول اللہ کا لشکر، اللہ کی راہ میں، اور ہم مضطر بھی ہیں، ہم نے اُسے بیس پچیس دن تک کھایا اور خشک کر کے ساتھ لے لیا، اُس کی آنکھ کے حلقے میں ہم میں سے تیرہ آدمی بیٹھ گئے، ابو عبیدہ اُس کی ایک پسلی پر کھڑے ہو گئے لشکر کے اونٹوں میں سے خوب بڑے اور موٹے اونٹ پر کجاوہ کسا اور اُسے اُس کے نیچے سے گزارا، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کس نے روکا، ہم نے کہا کہ ہم لوگ قریش کے قافلوں کو تلاش کرتے تھے، ہم نے آپ سے جانور کا حال بیان کیا تو فرمایا، وہ تو صرف رزق تھا جو تم لوگوں کو اللہ نے دیا، کیا اس میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب اہل یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انھوں نے درخواست کی کہ آپ اُن کے ہمراہ کسی کو بھیجیں جو سنت اور اسلام کی تعلیم دے، آپ نے عبیدہؓ بن الجراح کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا یہ اس امت کے امین ہیں۔

انسؓ بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے، میری امت کے امین ابو عبیدہؓ ابن الجراح ہیں۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اہل نجران میں سے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی، ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیجیے، فرمایا، میں ضرور ضرور تمھارے پاس امین بھیجوں گا، جو سچا امین ہوگا، جو سچا امین ہوگا، جو سچا امین ہوگا، اس کو تین مرتبہ فرمایا، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے منتظر رہے، پھر آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔

۳۰۰ حذیفہؓ سے مروی ہے کہ سید اور عاقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ساتھ کسی امین کو کر دیجیے، فرمایا میں عنقریب تمھارے ساتھ کسی امین کو بھیجوں گا جو سچا امین ہوگا اس کے لیے لوگ منتظر رہے، پھر آپ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو بھیجا۔

ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح کیسے اچھے آدمی ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح کی مہر کا نقش یہ تھا "کان الخمس للہ" (خمس اللہ کا ہے)۔

ثابت سے مروی ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے، جب وہ امیر شام تھے، کہا کہ اے لوگو، میں قریش کا ایک شخص ہوں، لیکن تم میں سے کوئی سرخ و سیاہ، تقوے میں مجھ سے زیادہ نہیں ہے البتہ چاہتا ہوں کہ اس کی کینچلی (مسلاخ) میں رہوں۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے ہمنشینوں سے کہا کہ کسی نے کچھ آرزو کی اور کسی نے کچھ آرزو کی، میری آرزو یہ ہے کہ ایک مکان ہوتا جو ابی عبیدہؓ بن الجراح جیسے لوگوں سے

بھرا ہوتا، سفیان نے کہا کہ اُن سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوتاہی نہیں کی، فرمایا، یہی تو میری مراد ہے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، اگر میں ابو عبیدہؓ بن الجراح کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا، پھر میرا رب مجھ سے پوچھتا تو کہتا کہ میں نے تیرے نبیؐ کو کہتے سنا کہ وہ اس امت کے امین ہیں۔

ثابت بن حجاج سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا، اگر میں ابو عبیدہؓ بن الجراح کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا اور اُن کے خلیفہ بنانے میں کسی سے مشورہ نہ کرتا، اگر اُن کے متعلق مجھ سے باز پرس ہوتی تو کہتا کہ میں نے اللہ کے امین اور اُس کے رسولؐ کے امین کو خلیفہ بنایا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح نے کہا، مجھے یہ پسند تھا کہ مینڈھا ہوتا کہ گھر والے ذبح کرکے میرا گوشت کھا لیتے اور شوربا پی لیتے۔

معن بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ ہم نے مالکؒ بن انسؓ سے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہؓ کو چار ہزار درہم اور چار سو دینار بھیجے اور قاصد سے فرمایا کہ دیکھنا وہ کیا کرتے ہیں، ابو عبیدہؓ نے انھیں تقسیم کردیا، اُنھوں نے اسی قدر معاذ کے پاس بھیجا اور قاصد سے اُسی طرح فرمایا جس طرح فرمایا تھا، معاذ نے بھی تقسیم کردیا سوائے ایک قلیل رقم کے کہ اُن کی بیوی نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے، جب قاصد نے عمرؓ کو خبر دی تو فرمایا کہ سب تعریف اُسی اللہ کے لیے ہے جس نے اسلام میں ایسے آدمی کیے جو یہ کرتے ہیں۔ ۳۰۱

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے معلوم ہوا کہ معاذ بن جبل نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ اگر خالدؓ بن الولید

ہوتے تو جنگ میں ذو کون (بوڑھا) نہ ہوتا، یہ کلام) ابو عبیدہؓ
ابن الجراح سے تنگ دل ہو گئے (کہا) تھا، میں بعض لوگوں کو
کہتے سن رہا تھا، تو معاذ نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو، معجزہ بھی
ابی عبیدہؓ بن الجراح کے پاس جانے کے لیے بیقرار رہتا ہے
واللہ وہ روئے زمین کے سب سے بہتر شخص ہیں۔

عبداللہ بن رافع مولائے ام سلمہ سے مروی ہے کہ ابو عبیدہؓ
ابن الجراح کو جب مصیبت پہنچائی گئی تو انھوں نے معاذ بن جبل
کو خلیفہ بنایا، یہ واقعہ وبائے عمواس کے سال کا ہے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبیدہؓ بن الجراح
کے پاس اُن کے عارضۂ موت میں آیا، جب وہ انتقال کر رہے
تھے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ بن الخطاب کی سرغ سے واپسی پر
مغفرت کرے، پھر فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ طاعون میں مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے، ڈوبنے والا
شہید ہے، جلنے والا شہید ہے، جس پر دیوار گرے وہ شہید ہے،
جو عورت حاملہ مرجائے وہ شہید ہے اور پسلی کی بیماری والی
(یعنی نمونیا کی مریضہ بھی شہید ہے۔

مالک بن یخامر سے مروی ہے کہ انھوں نے ابو عبیدہؓ
ابن الجراح کا حلیہ بیان کیا کہ دبلے پتلے چھدری ڈاڑھی والے
ابھرے سینے والے، دو دانت کے کھونڈے تھے اور اُن کے
چہرے میں بھرا ہوا گوشت نہ تھا۔

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ نے ابو عبیدہؓ کی قوم کے چند
آدمیوں سے روایت کی کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح جب بدر میں حاضر ہوئے
تو اکتالیس سال کے تھے، اُن کی وفات وبائے عمواس، ۱۸ھ میں
بعہد عمرؓ بن الخطاب ہوئی، ابو عبیدہ وفات کے دن اٹھاون سال
کے تھے وہ اپنی ڈاڑھی اور سر کو مہندی اور نیل سے (سرخ) رنگتے تھے،

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو عبیدہؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے۔

سُہیلؓ بن بیضا

۳۰۲

بیضا اُن کی والدہ ہیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے، کنیت ابو موسیٰ تھی، اُن کی والدہ بیضا تھیں، وہ دعد بنت جحدم بن عمرو بن عائش ابن ظرب بن حارث بن فہر تھیں۔ بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر سہیل نے ملک حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب سہیلؓ و صفوانؓ فرزندان بیضا نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

سب نے بیان کیا کہ سہیلؓ جب بدر میں حاضر ہوئے تو چونتیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سفر تبوک میں ندا دی، آپ نے فرمایا، یا سہیلؓ (اے سہیلؓ) انھوں نے کہا، لبیک (حاضر ہوں) لوگوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو ٹھہر گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شہادت دی کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، تو اللہ نے اُسے دوزخ پر حرام کر دیا، سہیلؓ کی وفات ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس تشریف لانے کے بعد مدینے میں ہوئی، اُن کے

کوئی اولاد نہ تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیلؓ بن بیضا پر مسجد میں نماز پڑھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے سعدؓ بن ابی وقاص کے جنازے کو مسجد میں اپنے پاس سے گزارنے کا حکم دیا، وہ مسجد میں گزارا گیا، عائشہؓ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو انھوں نے کہا کہ لوگوں کو اعتراض کی طرف اتنا تیز کس نے چلایا، واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیلؓ بن بیضا پر مسجد ہی میں نماز پڑھی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عمر والے ابو بکرؓ اور سہیلؓ ابن بیضا تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سہیلؓ کی جب وفات ہوئی تو وہ چالیس سال کے تھے۔

۳۰۳

صفوانؓ بن بیضا

بیضا ان کی والدہ تھیں، والد وہب بن ربیعہ بن ہلال بن مالک ابن ضبہ بن حارث بن فہر تھے، ان کی کنیت ابو عمرو تھی، ان کی والدہ بیضا تھیں جو دعد بنت جحدم بن عمرو بن عایش بن ظرب بن حارث ابن فہر تھیں۔

سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوانؓ بن بیضا اور رافع بن المعلی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا اور دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

جعفر بن عمرو سے مروی ہے کہ صفوانؓ بن بیضا کو طعیمہ بن [illegible] نے شہید کیا، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ایک روایت ہے، اور ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ صفوانؓ بن بیضا بدر میں شہید نہیں ہوئے، وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، وفات رمضان ۳۸ھ میں ہوئی، ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

معمرؓ بن ابی سرح

ابن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر، کنیت ابو سعد تھی، ان کی والدہ زینب بنت ربیعہ بن وہب ابن ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی تھیں، اسی طرح ابو معشر و محمد بن عمر نے کہا کہ وہ معمرؓ بن ابی سرح تھے، موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے کہا کہ وہ عمرو بن ابی سرح تھے۔

اولاد میں عبد اللہ تھے جن کی والدہ امامہ بنت عامر بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھیں۔

عمیر، ان کی والدہ دختر عبد اللہ بن الجراح ہمشیرۂ ابو عبیدہ ابن الجراح تھیں، معمرؓ بن ابی سرح، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر، ہجرت ثانیہ میں ملک حبشہ کو گئے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب معمرؓ بن ابی سرح نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ معمرؓ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، ۳۰ھ میں

عثمان بن عفان کی خلافت میں مدینے میں اُن کی وفات ہوئی۔

۳۰۴

عیاضؓ بن زہیر
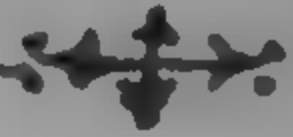
ابن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث ابن فہر، کنیت ابو سعد تھی، والدہ سلمیٰ بنت عامر بن ربیعہ ابن بلال بن مالک بن غنبہ بن حارث بن فہر تھیں، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ملک حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں شریک رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عیاضؓ بن زہیر نے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اترے۔

سب نے بیان کیا کہ عیاضؓ بن زہیر بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے خلافت عثمانؓ بن عفان میں ۳۰ھ میں مدینے میں اُن کی وفات ہوئی، کوئی اولاد نہ تھی۔

عمرو بن ابی عمرو

ابن ضبّہ بن فہر جو بنی محارب بن فہر میں سے تھے، اُن کی کنیت ابو شداد تھی، ابو معشر اور محمد بن عمر نے اُن کو اُن لوگوں میں بیان کیا جو اُن دونوں کے نزدیک بدر میں موجود تھے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ عمرو بن حارث (بدر میں تھے) تو ہم نے اس پر محمول کیا کہ

ابو عمرو کا نام حارث تھا، وہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں بھی ان لوگوں میں سے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں اُن کا ذکر نہیں کیا، ہشام بن محمد بن السائب کلبی سے بنی محارب بن فہر کے نسب میں ہم نے جو لکھا تو اُس میں بھی ہمیں اُن کا ذکر نہیں ملا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب عمروؓ بن ابی عمرو نے مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو کلثوم بن الہدم کے پاس اُترے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عمروؓ بن عمرو جب بدر میں حاضر ہوئے تو بتیس سال کے تھے، ۳۶ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

چھ آدمی ہوئے۔

قریش کے مہاجرین اولین اور اُن کے حلفا و موالی جو بدر میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحاق کے شمار میں تراسی آدمی تھے، محمد بن عمر کے شمار میں پچاسی آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کر کے کل چھیاسی آدمی تھے۔

تمت

تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو خامس حصۂ دوم (طبقۂ مہاجرین)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲	۴	عقمہ	عقبہ
۱۱	۶	ماعوقبم	ماعوقبتم
۱۴	۲	تکلیں گے	نکلینگے
〃	حاشیہ نمبر ۱	خطا	خفاء
۵۵	۳	کیم	کیف
۸۴	۲۳	تھہرے	ٹھہرے
۸۸	۷	ٹھہرے	ٹھپرے
۱۶۰	۱۴	تھا	تھا
۱۶۷	۲۳	اراقم	ارقم
۱۶۸	۱۱	مخزوم	مخزوم
۱۷۸	۱۳	فرماتے	فرماتی